ارمغانِ امامِ ربّانی رحمہ اللہ

جلد سوم

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس



شیر ربّانی پبلیکیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳۳ویں سالانہ قومی امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ کانفرنس

کے موقع پر پیش کئے جانے والے

علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

(منعقدہ ۱۴ فروری ۲۰۱۰ء، بمقام سماع ہال، داتا دربار، لاہور)

ارمغانِ امامِ ربّانی رحمہ اللہ



ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شعبہ عربی و علوم اسلامیہ

جی سی یونیورسٹی لاہور



شیر ربّانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱/۱ ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد، لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۶

نام کتاب	ارمغانِ امامِ ربّانی (جلد سوم)
ترتیب وتدوین	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
پروف ریڈنگ	شاہد حسین
زیرنگرانی	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
خطاطی	احمد علی بھٹہ
اشاعت	محرم الحرام ۱۴۳۲ھ / جنوری ۲۰۱۱ء
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	شیرِ ربّانی پبلیکیشنز، لاہور
صفحات	۲۴۸
معاون کمپوزر	ڈاکٹر منظور حسین اختر

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر ربّانی اسلامک سنٹر (شیر ربّانی روڈ، چوک شیر ربّانی ۲۱۔ا یکٹر سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور)

فون آفس 042-7571809 موبائل: 0300-4299321

297.4 ارمغان امام ربّانی، مرتب: محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر
ارم

شیرِ ربّانی پبلیکیشنز، لاہور 2011

248 ص
1۔ تصوف

فہرست

مقالات

مکاتیب

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اے شافعِ امم شہ ذی جاہ لے خبر
لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے میرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب

گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر
منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہ غم میں پرِ کاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر

اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

پُر خار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور
مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثّرہ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضؔا
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

کلام اقبال

(بحضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہٗ فقر سے ہو طُرّہٗ دستار

باقی کُلہٗ فقر سے تھا ولولہ حق
طُروں نے چڑھایا نشہٗ خدمتِ سرکار
[۱]



۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال/بال جبریل، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص: ۴۸۸۔۴۸۹

اظہار تشکر

۳۳ ویں قومی امام ربّانی مجدد الف ثانی کانفرنس کے موقعہ پر علمی و تحقیقی مقالات سے تقریب کو وقیع بنانے والے اصحاب علم و دانش، اس کے انعقاد کو ممکن بنانے اور انتظام و انصرام میں حصہ لینے والے تمام احباب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ زیر نظر کتاب ''ارمغانِ امام ربانی (جلد سوم)'' کا زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آنا محبین و متعلقین سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کا عملی ثبوت ہے۔ اس حوالہ سے تگ و تاز کا عملی حصہ بننے والے تمام افراد کا شکریہ۔ چند نام جو ذہن میں ہیں درج ذیل ہیں:

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

۳۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی

۴۔ جناب جمیل اطہر سرہندی

۵۔ جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد

۶۔ جناب میاں محمد صادق قصوری

۷۔ پروفیسر راغب الیاس شاہ

۸۔ صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی مجددی

۹۔ صاحبزادہ جنید سرور نقشبندی مجددی

۱۰۔ جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

۱۱۔ علامہ ڈاکٹر منظور حسین اختر

۱۲۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد فاروق حیدر

۱۳۔ جناب پروفیسر حافظ محمد نعیم

۱۴۔ جناب پروفیسر حافظ مقبول احمد

۱۵۔ جناب ڈاکٹر محمد اکرم ورک

۱۶۔ جناب ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

۱۷۔ جناب خواجہ عمر فیاض

۱۸۔ جناب علی امجد نقشبندی

۱۹۔ جناب کاشف حمید

۲۰۔ جناب اسامہ سعید

۲۱۔ جناب شاہد حسین

۲۲۔ جناب علی احمد بھٹہ

۲۳۔ محمد راشد مگھالوی

میر پور خاص (سندھ) اور کراچی سے تشریف لانے والے مہمانان گرامی حضرت پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی، حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کانفرنس میں شرکت فرمائی۔

طالب دعا

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس شعبۂ عربی وعلوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد وآلہٖ وسلم

پیشگفتار

حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۱ھ/۱۵۶۴ء۔۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے افکار عالیہ نے امت کو انتشار ذہنی سے بچا کر مستقیم فکری کی راہ دکھائی۔آپ نے اپنی تحریرات سے اس حقیقت کو واضح کیا کہ فقط علمی تلذذ کے حصول کے لیے شاہی اعوانوں میں ہونے والے مباحث حقائق کو ثابت نہیں کرتے بلکہ ذہنی ،فکری اور معاشرتی انتشار کا باعث بنتے ہیں۔صرف اخلاص و للٰہیت سے بھرپور علمائے ربّانی، خانقاہوں اور مساجد کو چٹائیوں پر بیٹھ کر جو سادہ گہری اور حقیقت پر مبنی گفتگو ارشاد فرماتے ہیں وہ حقیقی، دیرپا اور اصلاح وفلاح کے جذبے سے معمور ہوتی ہے۔حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پُر خلوص اور پُر مغز مکاتیب کے ذریعے رابطہ مہم شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے ''روشن خیالوں'' کے خیالات کے فساد اور شر انگیزی کا پول کھول دیا۔آپ نے علماء،صوفیاء، درباری امراء اور اپنے مریدین کو مکاتیب روانہ کیے۔ان کا حرف حرف دل آویز اور معنویت سے بھرپور ہے۔آپ کے رسائل مختصر مگر علوم کی دنیا اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

اس مجددی انقلاب کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اہل قلم آپ کے افکار عالیہ کے مختلف پہلوؤں پر لکھ رہے ہیں۔آپ کی تحریروں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کررہے ہیں ۔صوفیانہ ادب میں جس قدر ضخیم اور وقیع لٹریچر آپ کی حیات وافکار پر تیار ہوا ہے، اس

کی مثال نہیں ملتی ۔حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ (م:۲۰۰۹ء) ہر سال لاہور میں امام ربّانی کانفرنس منعقد کرواتے جس میں ممتاز اہل علم و دانش اپنے تحقیقی مقالات پیش کرتے ۔۳۳ سال کی اس علمی روایت کو استقامت سے قائم رکھنا یقیناً کرامت سے بڑھ کر ہے ۔۳۳ ویں کانفرنس سماع ہال داتا دربار لاہور میں ۱۴ ِ فروری ۲۰۱۰ء کو منعقد ہوئی ارمغانِ امامِ ربّانی کی تیسری جلد اس کانفرنس کے مقالات پر مشتمل ہے ۔امسال مقالہ جات کے تحقیقی معیار کو قائم رکھنے کے لیے ڈاکٹر حافظ محمد سجاد، ڈاکٹر محمد اکرم ورک اور راقم الحروف پر مشتمل کمیٹی نے کام کیا۔

اس جلد میں شامل مقالہ نگاروں نے اپنے وقیع مقالہ جات کے ذریعہ اس کانفرنس کی علمی و تحقیقی روایت کو برقرار رکھا۔مقالہ جات حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی مختلف جہتوں پر روشنی ڈالتے ہیں ۔زیرِ نظر جلد کے مقالہ نگاروں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

ا۔ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی :(پ:۱۹۳۸ء):معروف ماہر تعلیم اور عربی زبان و ادب کے استاد ہیں۔آپ کا فکر انگیز اور پُر مغز مقالہ ’’علوم شرعیہ کی ترویج میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اور ثمرات‘‘ کے عنوان سے شامل ہے جو حضرت مجدد کے کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالتا ہے۔

۲۔پروفیسر قاری مشتاق احمد (پ:۱۹۴۱ء):آپ کی حال ہی میں کتاب بعنوان ’’تصوف روحِ اسلام‘‘ شائع ہوئی ہے ۔جس میں حقیقتِ تصوف کو سادہ اسلوب میں سمجھایا گیا ہے۔تصوف کی معروف کتاب عوارف المعارف کے حوالے سے حضرت مجدد

کے افکار کا جائزہ آپ کے مقالہ میں پیش کیا گیا ہے۔

۳۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی (پ:۱۹۵۰ء): عصر حاضر کے ماہر مجددیات ہیں۔ آپ نے ''عصر حاضر کے درپیش مسائل کا حل: حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں'' کے عنوان سے مقالہ پڑھا مگر زیر نظر مجموعہ میں ایک دوسرا مقالہ ''لطائف مدینہ: حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کا ایک اہم ماخذ'' شائع کیا جا رہا ہے۔

۴۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس (پ:۱۹۷۰ء): یہ مقالہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے فقہی ذوق کا عکاس ہے۔

۵۔ ڈاکٹر حافظ محمد سجاد (پ:۱۹۶۷ء): آپ کا تحقیقی مقالہ تزکیہ نفس کے حوالے سے حضرت مجدد کے افکار پر روشنی ڈالتا ہے۔

۶۔ ڈاکٹر حافظ محمد افتخار احمد (پ:۱۹۷۲ء): آپ کا مقالہ حضرت مجدد کی ادبی عظمت کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔

۷۔ ڈاکٹر محمد اکرم ورک (پ:۱۹۶۸ء): ان کا مقالہ حضرت مجدد کے مکاتیب کا مکتوب الیھم کے حوالے سے مطالعہ کی جہت کو متعارف کروا رہا ہے۔

۸۔ پروفیسر راغب الیاس شاہ (پ:۱۹۶۵ء): حضرت سرور ملت رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ کی نمایاں شخصیت ہیں۔ آپ کا مقالہ حضرت مجدد کے اسلوب تربیت پر روشنی ڈالتا ہے۔

۹۔ پروفیسر محمد عظیم فاروقی (پ:۱۹۶۱ء): نے ایصال ثواب کے حوالے سے حضرت مجدد کی فکر کا اجمالی خاکہ پیش کیا ہے۔

مقالہ نگاروں کی یہ فہرست اس مجموعہ مقالات کی علمی وقعت کو ظاہر کرتی ہے۔
مقالہ جات افکار امام ربّانی کو سمجھنے کے لیے حرفِ کوشش ہے۔

سندھ سے تشریف لانے والے مہمانان گرامی جناب پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی مدظلہٗ العالی اور مولانا جاوید اقبال مظہری دامت برکاتہم العالیہ کے فکر انگیز خیالات بھی اس مجموعہ میں شامل کئے گئے ہیں۔ جناب جمیل اطہر سرہندی نے میزبان کی حیثیت سے جو کلمات ارشاد فرمائے ان کو بھی محفوظ کیا گیا ہے۔

۳۳ویں کانفرنس کے اس مجموعہ مقالات میں اس دفعہ مکاتیب کے عنوان سے حضرت ڈاکٹر محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے ۳۹ مکتوب شامل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ۱۴ نامور مجددی محقق و مؤرخ جناب میاں صادق قصوری زید مجدہٗ کے نام ہیں۔ ۲۵ مکاتیب حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء۔۔۱۴۳۰ھ/۲۰۰۸ء) کے پوتے حضرت صاحبزادہ بدرالاسلام صدیقی کے نام ہیں۔ ان مکاتیب کو شامل کرنے کا مقصد یہ ہے:

☆ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے احوال و آثار پر ہونے والے کام کا جائزہ لیا جا سکے
☆ جہان امام ربّانی کی تکمیل کے مراحل کا علم ہو سکے۔
☆ حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اہل علم سے روابط کی نوعیت کا پتہ چل سکے اور کتاب دوستی کے حوالے سے آپ کے ذوق کا علم ہو سکے۔
☆ معلوم ہو سکے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر لکھا گیا لٹریچر دنیا کے کن ممالک تک جا چکا ہے۔
☆ یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی کن جہتوں پر کام کی ضرورت

ہے۔

ارمغانِ امام ربّانی کی تیسری جلد کے مقالات اور مکاتیب پر اہل علم کی آراء کا انتظار رہے گا۔

مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے زیر اہتمام ایک ویب سائٹ www.sarwaremillat.com کا اجراء بھی عمل میں لایا گیا ہے جس میں سوسائٹی و سنٹر کے زیر اہتمام مختلف شعبوں میں ہونے والے کام، ماہانہ محفل میلاد میں ہونے والی تقاریر کی ویڈیوز کی بذریعہ نیٹ live سماعت، مطبوعات شیر ربّانی برائے مطالعہ، ادارے کے پروگرامز کی تازہ ترین صورتحال سے آگاہی اور ناظرین کی رائے جاننے کی سہولت وغیرہ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ سائٹ کے حوالے سے مزید کئی شعبہ جات پر کام تکمیلی مراحل میں ہے۔

حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے مرید خاص جناب ناظم بشیر نقشبندی مجددی اور صاحبزادگان جناب غلام مصطفٰے اور جناب جنید سرور مبارک باد کے مستحق ہیں جو صوفی صاحب کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں یقیناً جناب جمیل اطہر سرہندی کی قیادت میں یہ مجددی قافلہ، عشق رسول ﷺ کی شمع اپنے سینے میں روشن کیے رضائے الٰہی کے لیے سرگرم رہے گا۔

طالب دعا

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

۲۵ دسمبر ۲۰۱۰ء/ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحی کلمات

جمیل اطہر سرہندی

صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

آج ہم لاہور میں منعقد ہونے والی ۳۴ ویں اس امامِ ربّانی کانفرنس کے اہتمام اور اس میں شرکت وشمولیت کا شرف اور سعادت حاصل کررہے ہیں ۔ یہ تقریب حضرت امامِ ربّانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور تعلیمات کو تازہ کرنے کے لیے، یاد دلانے کے لیے ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے منعقد کی جاتی ہے ۔ آج اس کانفرنس کے موقع پر ہمیں تحریک کے روحِ رواں اور بانی حضرت سرورِ ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ یاد آتے ہیں۔حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا مشن اور نصب العین یہی اختیار کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے داعی و مبلغ حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو زندہ رکھیں ۔شدید علالت کے باوجود حضرت نے گذشتہ سال منعقد ہونے والی کانفرنس میں بھی شرکت فرمائی ۔اُن کی روح یقیناً خوش ہوگی کہ آپ کے رفقاء ، مداحوں، بیٹوں اوران کے فکری وارثوں نے اسی نصب العین کا پرچم بدستور تھام رکھا ہے جس کے لیے انہوں نے زندگی بسر کی۔

حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور تعلیمات ذہنوں میں تازہ کرنے کی ضرورت کیوں ہے؟ ان پر اخبارات مضامین شائع کیوں کرتے ہیں ؟ان پر علماء

اور سکالرز مقالہ جات کیوں لکھتے ہیں؟ وجہ یہ ہے کہ حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کو زندہ کرنے کے لیے، ہندوستان کے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے بے شمار صعوبتیں برداشت کیں، بے شمار مصائب جھیلے لیکن اس راہ کی کوئی مشکل کوئی آزمائش آپ کے قدموں میں لغزش پیدا نہ کرسکی۔ انہیں بے شمار پیش کشیں ہوئیں۔ فوجی جرنیلوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہم بادشاہ کا تخت الٹ دیتے ہیں۔ آیئے حضرت آپ بادشاہ بن جایئے لیکن فقیر اور درویش لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرنے کے لیے پیدا ہوتے ہیں وہ مادی طاقت اور قوت پر یقین نہیں رکھتے اس لیے حضرت نے کسی پیش کش کی پرواہ نہ کی بلکہ جرنیلوں سے کہا کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں اور اس درویش کو اپنا کام کرنے دیں۔ حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور تعلیمات کی اُس وقت کے حالات میں شدید ضرورت تھی تو آج کل کے حالات میں، آج ہم جن مصائب سے گزر رہے ہیں، ملت اسلامیہ جس دلدل میں پھنسی ہوئی ہے، اس میں حضرت کے افکار سے راہنمائی حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مولانا ظفر علی خاں نے کہا تھا۔

نُورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ہمارے لیے منارہ نور ہیں جب ہم گھٹا ٹوپ اندھیروں اور ظلمتوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو یہ نورانی کرنیں ہمارے دلوں کو منوّر کرتی ہیں۔ ہمیں ہمارے دین کی طرف دعوت دیتی ہیں، ہمیں کتاب وسنت کی طرف

پکارتی ہیں

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے جو شمع اس شہر لاہور میں روشن کی تھی وہ دیارِ مجدد سے اٹھی تھی۔ آپ نے حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کی از سرِ نو تجدید کی۔ مجدد الف ثانی سوسائٹی ایک مختصر سا ادارہ ہے لیکن اس ادارے کے عزائم بلند ہیں اور یہ حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کے راستے پر چل رہی ہے، اُن کے نقوش پا کی پیروی کر رہی ہے۔ حضرت امامِ ربّانی نے اپنا علمی خزینہ قرطاس وقلم کے حوالے کر دیا تھا اور حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی راہ اپنائی اور یہ سوسائٹی اپنے محدود وسائل کے باوجود اپنا مشن استقامت سے جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔ اس سال جو کتب اس سوسائٹی اور شیر ربّانی اسلامک سنٹر کے زیرِ نگرانی زیورِ طبع سے آراستہ ہوئیں اُس میں ایک تذکارِ سرور ہے اس میں حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے۔ اس طریقہ سے پچھلے سال جو کانفرنس ہوئی تھی اس کے تمام مقالہ جات ''ارمغانِ امام ربّانی (جلد دوم)'' میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ ارمغانِ امام ربانی ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی لاہور نے مرتب کی ہے اور تذکارِ سرور ہمارے ساتھی، ہمارے دوست جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی صاحب نے مرتب کی ہے۔ یہ تمام حقائق بتانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کانفرنسیں، سیمینار اور یہ مجالس ومحافل رسمی تقاریب کی حیثیت نہیں رکھتیں بلکہ ایک مشنری جذبہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پیغام ہمارے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ اس دور میں جب امت مسلمہ مشکلات سے دوچار تھی، دین

کا وجود خطرے میں پڑا ہوا تھا اور بادشاہِ وقت اس بات کے در پے تھا کہ اسلام کو ہندومت میں ضم کر دیا جائے ، مدغم کر دیا جائے اور اس کی اصل حیثیت و شناخت ختم کر دی جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا کام حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کو سونپا اور انہوں نے جس جانفشانی سے یہ فریضہ انجام دیا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آج سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود آپ لوگ اس شمع کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں، اس نام پر جمع ہوتے ہیں لیکن ان تقاریب کا مقصد صرف تقاریر کرنا نہیں ہے بلکہ ہم اس کے خواہاں ہیں کہ ہر مسلمان کے گھر میں یہ تذکرہ زندہ ہو کہ حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے لیے کیا پیغام چھوڑ گئے ہیں، حضرت سرورملت نے کس طریقے سے اس مشن کو آگے بڑھایا اور زندہ رکھا اور ان کے صاحبزادگان، آپ کے مرید باصفا عزیزم ناظم بشیر نقشبندی اور ان کے ساتھی پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی قیادت اور راہنمائی میں اس فریضہ کو اپنی استعداد کے مطابق انجام دینے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ ہم سب کا فرض ہے، ہم میں سے دو چار کی یہ ذمہ داری نہیں ہے۔ حضرت کے پیغام کی رُوح یہ ہے کہ آپ جبر و استبداد کی قوتوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں، آپ اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی تعلیمات کو حرزِ جان بنائیں۔ حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربّانی اسلامک سنٹر کے کارکنوں کی یہ خواہش ہوگی کہ یہ مشن تا ابد زندہ رہے اور جب آپ اپنے گھروں کو جائیں تو کوشش کریں کہ مذکورہ بالا کتب آپ کے گھروں میں موجود ہوں آپ کے گھر والے ان کا مطالعہ کریں۔ آنے والے دن بہت مشکل ہیں۔ ماضی سے وابستگی ہمارے روشن مستقبل کی ضمانت بن سکتی ہے۔

کلمات طیبات

پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی

سرپرست اعلیٰ: ادارہ شرکت اسلامیہ میرپور خاص (سندھ)

یہ خوش آئند بات ہے کہ مجدد الف ثانی سوسائٹی کے صدر محترم جمیل اطہر سرہندی جنرل سیکرٹری جناب محمد ناظم بشیر، شہزادگان سرورملت اور سوسائٹی کے تمام احباب سرورملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے مشن کو کامیابی سے آگے بڑھارہے ہیں۔ دعا گوہوں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان تمام عندلیبان گلستان کی پردہ غیب سے مدد فرمائے (آمین)۔

میرا لاہور آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر اہل لاہور کی محبت مجھے کھینچ کر لائی ہے اور بجا طور پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے لاہور کو ''قبۃ الاسلام'' قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج تقریب میں جو مقالہ جات پیش کیے گئے ان کے معیار کا اندازہ لگانا مشکل ہے کہ مقالات کتنے معیاری تھے۔ ایک ایک مقالہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے بخدا میں بیماری کے عالم میں بھی آیا اور ان شاء اللہ جب بھی اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربّانی اسلامک سنٹر لاہور مجھے بلائیں گے میں ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ میں نے بھی مقالہ لکھا لیکن اتنا وقت نہیں کہ آپ کی خدمت میں عرض کرسکوں۔ الحمدللہ ہر جگہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا دن منایا جارہا ہے۔ بطور خاص سندھ میں حالت

یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے شہروں سے قصبوں سے باقاعدہ ریلیاں نکلتی ہیں اور بڑے بڑے جلسے میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔الحمدللہ جہاں جہاں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مرید موجود ہیں وہاں وہاں مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا عرس منایا جارہا ہے۔اس کا سہرا بطور خاص استاذی حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے سر جاتا ہے کہ انہوں نے امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ پر اتنا کام کیا اتنا کام کیا شاید کہ کسی اور نے کیا ہو اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے (آمین)۔

میں مجدد الف ثانی سوسائٹی کی طرف سے اور اپنی طرف سے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں یقیناً حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک آپ حضرات سے بے حد خوش ہوگی آپ ان کے دامن سے وابستہ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''میرے سلسلے میں جو داخل ہوگا میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا'' حضرت مجدد الف ثانی کی روح آپ سے خوش ہوگی اور آپ کے لیے دعا گو ہوگی۔آپ حضرات نے اتنی تکلیف فرمائی اور اتنے صبر سے اتنے غور وفکر سے حسین ترین مقالہ جات سماعت فرمائے۔آپ کو صد آفرین ہو۔ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری وساری رہے گا۔

ایک دفعہ پھر میں مولانا محمد ناظم بشیر صاحب، قاری محمد رفیق مسعودی صاحب اور شہزادگانِ سرور ملت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔مجھے یہاں لاہور میں حضرت سرور ملت علیہ الرحمۃ کی فاتحہ خوانی کے لیے بھی حاضر ہونا تھا۔اس لیے یہ فقیر حاضر ہوا اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی وناصر ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ صدارت

مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
بانی امام ربّانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی

سرپرست مجلس، شہزادۂ امام ربّانی حضرت پیر نثار احمد جان سرہندی برکاتہم العالیہ، جناب صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور، جنرل سیکرٹری، شہزادگانِ حضرت سرورِ ملت، انتہائی واجب صد احترام مقتدر علمائے کرام، مشائخ عظام، مہمانانِ خصوصی، مقالہ نگار حضرات اور حاضرین مجلس!..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے صدر و اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کو سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کی قائم کردہ روایت کے تحت ۳۳ ویں امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد سرکار ابد قرار ﷺ کے دربار گہر بار میں درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں پیش کرتا ہوں۔ اب میں حضرت پیر نثار احمد جان سرہندی کی اجازت سے خطبۂ صدارت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مجدد الف ثانی سوسائٹی کے اراکین نے اس ذرہ بے مقدار کو اس عظیم الشان کانفرنس کی صدارت کا اعزاز بخشا۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم اعزاز ہے جو اس فقیر پر عنایات امامِ ربانی اور عنایات مرشد برحق کا مظہر ہے۔ لیکن یہ بات عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ اس کانفرنس کی حقیقی صدارت وہی فرما رہے ہیں کہ جن کے حالات وافکار اور

تعلیمات کو عام کرنے کے لئے یہ کانفرنس منعقد کی جارہی ہے میری مراد امام ربانی، قیوم زمانی، شہباز لا مکانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی سے ہے۔ آج ہم ۳۲ ویں امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس ایک ایسے موقعہ پر منعقد کر رہے ہیں کہ جب عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا شارح امام ربانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ کے شیخ طریقت اور مرد خود آگاہ حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ اور حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار و معارف اور تعلیمات کو عام کرنے والے مرد آہن حضرت سرور ملت صوفی غلام سرور مجددی علیہ الرحمہ رحمت حق سے پیوست ہو چکے ہیں۔

حضرت مسعود ملت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ تاجدار اہلسنت تھے۔ انہوں نے مسلکِ حقہ اہلسنت کی تبلیغ واشاعت فرمائی اور اس کو عالم گیر بنایا۔ انہوں نے چودھویں صدی کے عظیم مجدد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تعلیمات اور افکار وعقائد کا احیاء فرمایا اور اس کو بین الاقوامی سطح پر روشناس کرایا یہی وجہ تھی کہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ اور بے شمار علماء ومشائخ نے آپ کو رضویات کا بین الاقوامی ماہر قرار دیا۔ انہوں نے اپنی زندگی کے تیس برس اعلیٰ حضرت پر تجدیدی اور تحقیقی کام میں صرف فرمائے۔

حضرت قبلہ مسعود ملتؒ نے نائب امام ربانی اور شارح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی حیثیت سے ایسی جلیل القدر خدمات انجام دیں جو رہتی دنیا تک یاد رکھی جائینگی انہوں نے اپنے والد ماجد اور پیرومرشد مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی

دعاؤں کے سائے میں ۱۹۶۰ء سے حضرت مجدد الف ثانی کے حالات وافکار اور مقامات جلیلہ پر قلم اٹھایا اور یہ سلسلہ ۲۰۰۸ء تک جاری رہا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے انوار ومعارف بیان فرمائے اور حضرت قبلہ مسعود ملتؒ نے ان معارف کو درس مکتوبات امام ربانی (جواہر مکتوبات مقدسہ) اور جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کے عظیم انسائیکلوپیڈیا میں محفوظ فرما دیا۔ انشاء اللہ جب تک یہ دنیا قائم ہے اور جب تک جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی کا مطالعہ ہوتا رہے گا اہل علم وعرفان اور اہل محبت جہاں حضرت امام ربانی کو مجدد اعظم برحق کی حیثیت سے یاد رکھیں گے وہاں حضرت مسعود ملت کو شارح امام ربانی، مجدد عصر اور عالم اسلام کے عظیم محقق اور نقشبندی مجددی روحانی پیشوا کی حیثیت سے یاد رکھیں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے بانی وصدر سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور مجددی علیہ الرحمہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے فیض یاب ہیں اور محبّ مسعود ملت ہیں۔ انہوں نے زمانہ طالب علمی میں شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمہ کی حیات مقدسہ پر لکھی ہوئی معروف کتاب ''خزینۂ معرفت'' پڑھی اور اس کے علاوہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ کی کتاب ''محبت الاسرار'' کا بھی مطالعہ کیا چنانچہ ان کا قلب کسی مرد حق کی تلاش میں بیدار ہوا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے زیب سجادہ پیر طریقت فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے دامن سے وابستہ کر دیا حضرت میاں صاحب نے آپ کو شرف بیعت کے ساتھ ساتھ شرف خلافت سے بھی

سرفراز فرمایا۔

سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور مجددی علیہ الرحمہ کی رگ رگ مجددی ہے انہوں نے امام ربانی قیوم زمانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ کے حالات وافکار اور تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اپنے شب وروز صرف کر دیئے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے شیر ربانی پبلی کیشنز کے زیر اہتمام بکثرت کتابیں شائع کرائیں۔ بکثرت کانفرنسیں منعقد کرائیں جن میں محققین نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی وروحانی شخصیت پر مقالات پیش کیے۔ ان کے کارناموں میں ایک عظیم کارنامہ جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کے عظیم انسائیکلو پیڈیا کے سلسلہ میں تین اہم بین الاقوامی کانفرنسز کا انعقاد کرنا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت امام ربانی کی شخصیت پر ان کی گرانقدر خدمات کا مطالعہ ''ارمغان امام ربانی'' مطبوعہ ۲۰۰۷ء لاہور میں کیا جا سکتا ہے

معزز مہمانانِ گرامی!

یہ بات خوش آئند ہے کہ مجدد الف ثانی سوسائٹی کے صدر جناب محترم جمیل اطہر سرہندی، جنرل سیکرٹری جناب ناظم بشیر، شہزادگانِ سرور ملت اور سوسائٹی کے تمام احباب سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور مجددی علیہ الرحمہ کے مشن کو کامیابی سے آگے بڑھا رہے ہیں دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان تمام عندلیبان گلستان مجددیہ کی پردہ غیب سے مدد فرمائے (آمین)

معزز مہمانانِ گرامی!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سب سے زیادہ عزت وشرف، مقام محبوبیت اور اپنا قرب خاص اس کو عطا فرمایا ہے جو اس کے محبوب سرکار ابد قرار ﷺ کا محبوب ہوا اور اس کی

زندگی کا کوئی گوشہ اتباع سنت نبوی ﷺ سے خالی نہ ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُم اللّٰه[۱]

''فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت کے طلبگار ہو تو آپ ﷺ کی اتباع میں ثابت قدم ہو جاؤ۔ اللہ تم کو محبوب بنا لے گا''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی محبت اور معرفت کے لئے سرکار دوعالم ﷺ کی محبت اور دیوانگی کو لازم قرار دیا ہے۔ امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ان مقربین میں سے ہیں کہ جن کو مقام محبوبیت پر فائز فرمایا گیا اور جن کی رگ رگ سرکار دوعالم ﷺ کی محبت اور اتباع کے نور سے مزین کی گئی ہے۔ جن کی آمد آمد کی اطلاع اور بشارت سرکار دو عالم ﷺ، میراں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ احمد جام، حضرت داؤد قیصری، حضرت خلیل اللہ بدخشی، حضرت شیخ سلیم چشتی، حضرت شاہ کمال کیتھلی اور دیگر اولیاء کاملین نے دی جبکہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ نے سرزمین سرہند میں آپ کی ولایت کے انوار مشاہدہ فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی نہ صرف مقرب بارگاہ رسالت ﷺ ہیں بلکہ چاروں سلاسل سے فیض یافتہ اور فیض رساں بھی ہیں انہوں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسرار ومعارف بیان فرمائے اور طالبین نقشبندیہ مجددیہ کے قلوب کو معرفت الہیہ کے اسرار ومعارف سے روشن فرمادیا۔

۱۔ آل عمران ۳:۳۱

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں مکتوبات امام ربانی ، اثبات النبوت، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ مبدأ ومعاد، رسالہ معارف لدنیہ ودیگر تصانیف کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے قیوم زمانی شہباز لامکانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ صرف اسرار کا علم عطا فرمایا بلکہ مشکوٰۃ نبوت میں سے بھی حصہ عطا فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات، معارف اور ارشادات طیبات کا مدار الہامی علوم پر ہے۔ چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ معارف جو تحریر میں آگئے ہیں (اللہ پاک کی رحمت سے) امید ہے کہ سب الہامات رحمانی ہیں''

درویش لاہوری علامہ ڈاکٹر محمد اقبال جیسا قادر الکلام اور آفاقی شاعر جب ''صاحب الاسرار'' حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ انور پر حاضر ہوتا ہے تو بے اختیار یہ حقیقت ترجمان قلب بن کر ان کی زبان پر آجاتی ہے کہ!

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

اس کانفرنس میں معزز مقالہ نگار حضرات نے جن موضوعات پر مقالات پیش کئے ان مقالات کی سماعت سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ صاحب اسرار حضرت مجدد الف ثانی کے مقالات عالیہ کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ بے شک آپ آج بھی ایک عالم کے مقتدا ہیں۔

معزز مہمانانِ گرامی!

حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیاء دین آج بھی عالم اسلام کے لئے منارۂ نور ہے۔ آپ کے ارشادات طیبات آج بھی عالم اسلام کی اصلاح کے لئے امید کی کرن ہیں۔ آپ کی تعلیمات عالمگیر ہیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے حضرت مجدد الف ثانی کے افکار عالیہ آفتاب بن کر مردہ دلوں کو روشن کر رہے ہیں کیونکہ آپ آفتاب ولایت بھی ہیں اور مہتاب طریقت بھی۔ جیسا کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد باقی علیہ الرحمہ فرما رہے تھے کہ:

"شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ جن کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں"

اور اسی مناسبت سے درویش لاہوری علامہ اقبال آرزو کرتے ہیں کہ!

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

معزز مہمانانِ گرامی!

آخر میں اس حقیقت کو پیش کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ مجدد دین تو ہر صدی میں آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ لیکن دو ہزارے کا ایسا عظیم مجدد، مجدد الف ثانی کی صورت میں کوئی نہ آیا کہ جن کی آمد آمد کی بشارت سرکار دو عالم ﷺ نے دی اور وصال سے پہلے آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا اور ایسا عظیم مجدد بھی کوئی نہ آیا جو اپنی قبر شریف میں حالت نماز میں ہے جو ایک طرف اپنے آقا و مولا حضور انور ﷺ کی

آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی نماز کی حالت میں ہے تو دوسری طرف مشاہدہ حق میں مستغرق ہے کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''نماز اس طرح پڑھو کہ جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہو''

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ حضرت مجدد الف ثانی اپنی قبر شریف میں حالت نماز میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے انوار وتجلیات کے مشاہدہ میں غرق ہیں اس کی تصدیق حضرت مجدد الف ثانی کے عظیم المرتبت صاحبزادے اور جانشین قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ کے ایک باطنی مشاہدے سے ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے ایک روز سرہند شریف قیام کے دوران عالم رؤیا میں دیکھا کہ سرکار دو عالم ﷺ حضرت مجدد الف ثانی کے گھر تشریف لائے ہیں اور عجیب انوار آپ پر جلوہ فگن ہیں۔اس موقع پر حضور انور ﷺ کمال بندہ نوازی سے حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات یعنی آسمانی کمالات وفضائل بیان فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ایسے بندے (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو پیدا کیا ہے کہ جن کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرشتے آتے ہیں اور یہ ان کی طرف التفات بھی نہیں کرتے ۔ اس مکاشفہ کی تصدیق اس وقت ہوگئی جب اس مکاشفہ کے برسوں بعد ایک صاحب دل شاعر، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ انور پر حاضر ہوا تو اس نے دیکھا کہ ملائکہ آپ کے روضہ انور پر حاضر ہیں چنانچہ عالم جذب ومستی میں یہ بیت اس کی زبان پر آگئی کہ:

چہ عالی شان دربارِ امام دین ربّانی
ملائک صف بہ صف استادہ اینجا بہر دربانی

دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ شہنشاہ علم وعرفان آفتاب جہاں تاب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے فیض سے تشنگان معرفت کو سیراب فرماتا رہے۔ آمین۔

محمد مصطفیٰ ختم الرسل آمد دریں عالم
مجدد الف ثانی آمد از بہر نگہبانی



علوم شرعیہ کی ترویج میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اور ان کے ثمرات

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
صدر مرکز تحقیق، فیصل آباد

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جدو جہد تاریخ برصغیر میں ہی نہیں عالمِ اسلام کے لیے بھی وہ کارِ خیر ہے جس پر امتِ مسلمہ ہمیشہ سراپا سپاس رہے گی۔ یہ مردِ مجاہد ایک ایسے علاقے سے اٹھتا ہے جو تاریخ میں بہت نمایاں مقام نہیں رکھتا تھا لیکن اس وجود گرامی سے وہ پہچانا بھی جاتا ہے اور زمانے کی زبان پر اس کا ذکر بھی جاری رہتا ہے۔ یہ ایک شخصیت کی کرامت، ایک شخصیت کا سحر ہے اور ایک شخصیت کا انداز فکر ہے کہ آج تک ہم اُسے یاد کر رہے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ امت مسلمہ اس قدر خوش قسمت امت ہے کہ جب بھی کوئی فسادِ عملی یا فساد نظری پیدا ہوتا ہے تو امت کو محفوظ رکھنے کے لیے قدرت ایسے ہی مرد قلندر پیدا کر دیتی ہے یہ انہی اصحاب عزم کی فکر کا نتیجہ ہے کہ امت مسلمہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اپنے عقائد پر قائم اور اعمال پر کاربند ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسجد مسجد، گلی گلی، محلّہ محلّہ، گھر گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عمل مبارک دُہرایا جا رہا ہے۔

اُمت نے اپنی نظریں نبی اکرم ﷺ پر اس طرح گاڑھ رکھیں ہیں کہ اپنا ہر عمل ان کے مطابق ڈھالنے میں فخر محسوس کرتی ہیں لیکن یہ تاریخ کا المیہ ہے کہ بعض

اوقات کچھ افراد ایسے پیدا ہو جاتے ہیں جو ملت اسلامیہ کے رویوں کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس دین میں نئے نئے باطل خیالات کو فروغ دے کر کج روی پیدا کرتے ہیں ۔

یہ کوششیں ہر دور میں ہوئیں ہیں اور ہوتی چلی جا رہی ہیں ۔ بغداد کی تباہی کے ساتھ ملک ہی نہیں ٹوٹا بلکہ نظریات پر بھی افتاد پڑی تھی اور بہت سے نظریات و عقائد ڈگمگانے لگے ۔

برصغیر میں جب مسلمان حکومت قائم ہوئی تو یہاں ہندو ودانت کا زور تھا ۔ ہندو مکر و فریب کا ماہر تھا ۔ اس کا مذہب بھی ملفوف تھا کہ بڑی بڑی قوموں کو اپنے اندر جذب کر لیتا تھا بلکہ انہیں کھا جاتا تھا اور وہ اپنا وجود کھو بیٹھتے تھے ۔ اسلام جب یہاں آیا تو ہندو نے اسے طاقت سے روکنا چاہا مگر نہ روک سکا اور پھر وہی علمی جدلیت کا دور شروع ہوا وہی ملفوف ودانت کا حربہ آزمایا گیا تا کہ مسلمان اُمت کو اپنے نظریات سے منحرف کر دیا جائے اور یہ عمل مسلسل جاری رہا ۔ بھگتی تحریک ، جسے تاریخ میں بڑا نام حاصل ہے ، ایسی ہی کوشش تھی کہ مسلمانوں کو ایک مرکز سے ہٹا کر رفتہ رفتہ اس طرف بانٹ دیا جائے کہ ان کے ہاں پراگندگی جنم لینے لگ جائے ۔ وحدت ادیان کا تصور اسی تحریک کا پیدا کیا ہوا ہے جو آج تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہے ۔ یہ بہت بڑا المیہ برصغیر کے مسلمانوں پَر گُزرا تھا ۔ بھگتی تحریک کے بارے میں خیال تھا کہ یہ غیر کی تحریک ہے اور غیر سازشیں کر رہے تھے ، غیر تو دشمن ہوا ہی کرتے ہیں وہ کوشش بھی کرتے رہتے ہیں اگر اپنوں میں استقامت رہے تو خطرہ نہیں ہوتا ۔ لیکن اکبر کے دور میں اپنوں میں بھی انتشار پیدا ہو گیا ، دین الٰہی کی شکل میں بھگتی تحریک کی کوشش رنگ لائی ۔ اکبر خود ایک نئے مذہب کا بانی بن

گیا، یہاں تک کہنے لگا کہ حج پر جانے کی ضرورت نہیں میرا دیدار کرلو حج ہو جائے گا۔ مسلمان اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے وہ کہنے لگا اللہ اکبر کا معنی ہے ''اللہ اکبر ہے''۔ اس طرح اکبر الوہیت کا دعویٰ کرنے لگ گیا۔ اس کے ہاں ہندو رسوم آ گئیں۔ شریعت اسلامی جو انسان کو امتیاز بخشتی تھی کہ وہ ایک منفرد قوم ہے وہ آہستہ آہستہ مٹنا شروع ہو گئی۔ اگر صلح جو ہی ہونا تھا تو نبی اکرم ﷺ سے زیادہ کوئی صلح جو نہیں تھا جو رحمۃ للعلمین بن کر آئے تھے۔ آپ ﷺ کا لقب رحمۃ للمسلمین نہیں رحمۃ للعلمین ہے۔ وہ سب کے لیے رحمت بن کر آئے تھے لیکن آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ''**لکم دینکم ولی دین**'' ۱؎ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے

قرآن مجید نے کافروں کو ''**یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ**'' ۲؎ کہہ کر مخاطب کیا۔ معلوم ہوا کہ کفر کو اسلام سے جدا کرنا اسلام کا بنیادی مقصد ہے۔ نیز کفار کے افعال و اعمال کو اسلام کا لبادہ اوڑھانا غلط ہے۔ کتنی رسمیں وہاں سے آئیں اور اسلام کا لبادہ اوڑھ گئیں یہ بہت خطرناک روش تھی جو اکبر کے دور میں اپنے عروج کو پہنچی۔ ایک عجیب بات کا ذکر ضروری ہے۔ صوفیاء اور بھی تھے اس دور میں عالم بھی بہت تھے۔ شیخ الاسلامی کے دعوے بھی بہت لوگوں کو تھے۔ بڑے بڑے ولی بھی تھے۔ خود اکبر بھی معتقد تھا۔ حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر ہوتا تھا اور اپنے لیے دعا کراتا تھا۔ اس کا بیٹا جہانگیر پیدا ہوا تو اس نے حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ''سلیم'' رکھا۔ ایک طرف تو یہ

۱۔ سورہ کافرون ۱۰۹:۶ ۲۔ ایضاً ۱۰۹:۱

حالت تھی اور دوسری طرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر اس قدر سختیاں روا رکھیں کہ انکا چلنا پھرنا دوبھر آخر کیوں کر دیا؟ سوچ کا مقام یہ ہے کہ ایک طرف اتنی عقیدت اور ایک طرف اتنی سختی۔

لوگ دعائیں لینے تو آتے ہیں مگر اپنی روش پر چلتے رہنے کو پسند کرتے ہیں جب دین پر عمل پیرا رہنے کی دعوت دیں گے تو بات بگڑ جائے گی۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قصور تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو دین پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے تھے۔آپ کا ارشاد یہ تھا کہ دین برحق ہے اسے برحق ہی تسلیم کرنا چاہیے، کسی قوم کے ساتھ رواداری سے اپنے تشخص کو مٹانا نہیں چاہیے ۔یہی بات تھی جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکمرانوں کے لیے معتوب بناتی تھی جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے جو الفاظ ''تُزک جہانگیری'' میں استعمال کیے وہ کوئی شریف آدمی کسی شریف آدمی کے لیے استعمال نہیں کرسکتا ۔جہانگیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے نہایت شرمناک الفاظ استعمال کیے لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے اس عمل سے کبھی دلبرداشتہ نہیں ہوئے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی عزت واحترام کرانے نہیں آئے تھے وہ تو دین کی عظمت کا سکہ جمانے آئے تھے، اس لیے انہوں نے آپ کچھ برداشت کیا، ظلم بھی سہے اور توہین آمیز کلمات بھی برداشت کیے لیکن دین کی بات کرتے رہے نتیجہ کیا نکلا جہانگیر جھکنے پر مجبور ہو گیا ایک مرد درویش جس کا نہ کوئی لشکر تھا نہ فوج لیکن اتنے بڑے حاکم جو پورے برصغیر کا حکمران تھا کو سر جھکانے پر مجبور کر دیا لکھتا ہے تزک جہانگیری میں کہ وہ

روزانہ ۲۰ پیالے شراب پیا کرتا تھا۔ ایک دن خیال آیا کہ شراب چھوڑ دوں ایک ایک کر کے پیالوں کی تعداد کم کرنے لگا۔ دو پیالے پر آیا ہی تھا کہ طبیعت پھر مچل گئی اور پھر پُرانی روش پر آ گیا۔اسی اثنا میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خاموش قوت سامنے آئی ۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے عرض گزار ہوا کہ حضرت! آپ کوئی نصیحت کر دیجئے۔حضرت بھی وقت کی نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے فوراً کہا" بادشاہ! شراب چھوڑ دو" یہ نصیحت کارگر ثابت ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہی جہانگیر جو توہین آمیز الفاظ استعمال کرتا تھا اسی کا بیٹا شاہجہان پاکبازی کے دامن میں آیا۔ شاہجہان کہتا ہے کہ میں نے آج تک کبھی بغیر وضو کے آسمان نہیں دیکھا۔شاہجہان (تختِ طاؤس دنیا کا سب سے بڑا تخت ہے جس کی عظمت تاریخ کے اوراق میں عیاں ہے اتنی بڑی حکومت کا بادشاہ) جب تخت طاؤس پر بیٹھنے آیا تو آتے ہی سجدہ ریز ہو گیا ۔جس خانوادے کے اٹھے ہوئے سروں کے آگے لوگ سجدہ کرتے تھے آج ان میں سے ایک کا سر سجدے میں ہے شاہجہان سجدے سے سر اُٹھا کر بھیگی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کہنے لگا اے درباریو! فرعون کا تخت ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا ایک کمزور سا تخت تھا اور حکومت بھی میری حکومت کا دسواں حصہ بھی نہیں تھی۔اس چھوٹی سی حکومت کا چھوٹا سا فرد" رب" ہونے کا دعویدار بن بیٹھا۔وہ"**انا ربکم الاعلی**"، میں تمہارا بڑا رب ہوں کہنے لگا لیکن گواہ رہنا شاہجہان تخت دہلی پر، برصغیر کے تخت پر بیٹھ کر یہی کہتا ہے "**سبحان ربی الاعلیٰ**"۔ایک عظیم انقلاب آیا،اورنگزیب عالمگیر کا کیا ذکر کیا

جائے وہ تو شریعت کا متبع تھا۔ اُس نے پہلی مرتبہ حکومتی سطح پر فقہ اسلامی کی ترویج واشاعت کی۔شریعت اسلامی پر پہلے بھی عمل ہوتا رہا تھا۔فقہ،تفسیر اور حدیث پر کتب لکھی گئیں اُموی دور بھی آیا اور عباسی خاندان بھی حکومت میں رہے مگر حکومتی سطح پر کبھی بھی حوصلہ افزا پیش رفت نہ ہوئی اورنگزیب عالمگیر پہلا شخص تھا جو حکومتی سطح پر بطور حکمران ترتیب وترویج فقہ میں عملی طور پر حصہ دار بنا۔تاریخ میں ''فتاویٰ عالمگیری'' کا بانی ہونے کی حیثیت سے زندہ و جاوید ہے۔فقہ کی سطوت جو اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں سامنے آئی بتا رہی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض کس طرح حکومت پر اثر انداز ہوا تھا۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک کہہ دیا

؎ چوں براہیم اندریں بت فارمی

یہ ذات یا اپنے آپ کو منوانے کی بات نہیں تھی اور نہ کسی سے بیعت کا مطالبہ تھا ۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بس یہی کہا کہ آؤ اور اپنے رسول، اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دامن پکڑ لو اور اس شریعت سے وابستہ ہو جاؤ جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کو کیسے نافذ کیا۔پہلے خود شریعت کی تعلیم حاصل کی۔عربی و فارسی میں تصنیف وتالیف کیں جو آپ کے پاس علم تھا اسے آگے پھیلایا۔اپنی مسند کو اپنے اقتدار کے لیے استعمال نہیں کیا بلکہ اس سے دین کی ترویج کا کام لیا۔آپ نے ان حکمرانوں کا سامنا کیا جو نہ تو خود دین پر عمل کرنا چاہتے تھے

اور نہ ہی عمل کروانے کے خواہاں تھے وہ شریعت اسلامی کے دعویدار تو تھے مگر عمل پیرا ہونے سے انکاری تھے ۔علماء شیخ الاسلامی کے دعویدار تھے ۔صوفیا تھے مگر اپنی مسندوں کے محافظ بن گئے تھے اور ان میں نت نئے فرقے بن رہے تھے ۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تینوں محاذوں پر یعنی حکمرانوں ،علماء وصوفیا پر نفاذ شریعت کے لیے کام کیا ۔تینوں کا سامنا کیا ۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دربار میں بلایا گیا ۔لوگوں نے رائے دی کہ آپ کو نہ بلایا جائے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے سوا کبھی کسی کے آگے سر نہیں جھکایا ۔ بادشاہ نے کہا یہاں تو سر جھکانا ہی پڑے گا اور حکم دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اُس دروازے سے اندر لایا جائے جو چھوٹا ہو کم از کم سر جھکا کر اندر تو آئیں یہی سمجھ لیا جائے گا کہ آپ نے سر جھکا لیا ہے ۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس چھوٹے دروازے سے اندر آنے کے لیے پہلے اپنے پاؤں اندر رکھ دیئے اور عملی طور پر بادشاہ کو بتا دیا کہ شریعت اسلامی کسی کو اپنے سامنے جھکانے کی اجازت نہیں دیتی اور نہ کسی غیر اللہ کے سامنے جھکنے کی ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیا پر محنت کی ۔صوفیا سمجھتے تھے کہ پیر کا جو عمل ہو وہی برحق ہے ۔یقیناً مرد درویش کا عمل برحق ہوتا ہے لیکن اُس کے حق کی سند شریعتِ محمدی ﷺ سے ملتی ہے مگر اُس دور کے صوفیا اپنا عمل مستند جاننے لگ گئے تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بہت شدت سے تنقید کی ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معتقد سردار کو خط لکھا اس میں لکھا کہ:

جہاں کہیں بھی زندگی گزارو اور جہاں کہیں بھی رہو فقہ کی کتاب اپنے ساتھ رکھا کرو اور جب بھی کوئی عمل کرنے لگو تو پہلے جان لو یہ عمل رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کے عمل کے مطابق ہے بھی یا نہیں۔[۱]

عمدۃ الاسلام جیسی کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ یہ تمہارے دامن میں ہونی چاہئیں[۲] جو لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ جو پیر کہتا ہے وہی سب کچھ ہے وہاں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کاٹ بڑی مضبوط تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے:

یاد رکھو! قیامت کے روز حساب و کتاب شریعت اسلامی کے مطابق ہوگا نہ کہ تصوف کے نکات کے مطابق''[۳]

کتنی برحق بات ہے کہ وہاں وہی کامیاب ہوگا جو شریعت پر عمل پیرا ہوگا اگر کوئی مسئلہ درپیش ہے اور کوئی شرعی نقطہ سمجھ سے بالاتر ہے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے راہنما ہیں، حضرت امام محمد ہمارے قائد ہیں۔ان ائمہ مجتہدین کے اقوال ہماری راہنمائی کریں گے نہ ابو بکر شبلی یا ابوالحسن نوری کے اقوال۔[۴] یہاں تک کہا کہ اگر تمہاری مجلس میں کوئی تصوف کی کتاب نہیں بھی پڑھائی جاتی تو کوئی

۱۔مکتوبات امام ربّانی، دفتر دوم، مکتوب:۲۳ ۲۔اس کتاب پر ایک مقالہ زیر نظر مجموعہ میں شامل ہے
۳۔مکتوبات امام ربّانی، دفتر اول، مکتوب:۴۷ ۴۔مکتوبات امام ربّانی، دفتر اول، مکتوب:۲۶۶

نقصان نہیں، شریعت کی تعلیم ضروری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وہ صوفی ہیں جو شریعت کی بات کرتے ہیں اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نجات شریعت میں ہے اس لیے شریعت پر عمل کرنا لازم ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

علم کے تین حصے امام اعظم کے پاس ہیں اور باقی ایک حصہ باقی أئمہ کے پاس ہے۔[1]

نیز فرماتے ہیں کہ:

نجات کا دارومدار حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ ہے۔[2]

اصول ستہ میں حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی سلسلے کے ایک بہت بڑے بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ:

یاد رکھو جب قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ بھی فقہ حنفی پر عمل کریں گے۔[3]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس کی تاویل کرتے ہیں کہ ان کا عمل فقہ حنفی جیسا ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر زور دے کر فرماتے ہیں کہ اپنے عقائد کو علمائے اہل سنّت کی تعلیمات کے مطابق درست کرنا چاہئے نیز علمِ حلال وحرام

ا۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر دوم، مکتوب: ۵۵ ۲۔ ایضاً ۳۔ مبدأ معاد، ص: ۱۶۷

فرض و واجب، سنت و مستحب، مباح و مشتبہ حاصل کرنا چاہیئے اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

مزید برآں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام جو بہترین موجودات ہیں احکام شرعیہ کی تبلیغ کرتے تھے اور امت کے لوگ معجزہ طلب کرتے تو فرماتے کہ معجزات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ہم تو بس احکام کے پہنچانے والے ہیں۔

عتبہ آنحضرت ﷺ سے معجزے کا طلب گار رہوا تو آپ ﷺ نے آیات قرآنیہ پڑھ کر سنائیں آپ ﷺ نے فرمایا عمل کرنا ہے۔ معجزہ اللہ کی طرف سے ہے وہ جب چاہے نافذ کرے۔ مطالبہ بھی کرو تو یہ اس کی مرضی ہے لیکن احکام دے دیے گئے ہیں، امت تک پہنچا دیے گئے ہیں، تا کہ وہ ان پر عمل پیرا ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صوفیا کو نصیحت فرماتے ہیں کہ احکام شرعیہ کو پھیلانے اور سنت مطہرہ پر عمل کرنے کی اپنی مریدوں کو تلقین کرو۔ آپ کی اپنی تبلیغ کا انداز بھی یہی تھا۔ حضرت شیخ فرید بخاری کو لکھتے ہیں:

> عقائدِ حقہ کی درستی اور ایسا رسالہ جس میں تمام مسائل شامل ہوں تیار کرنا چاہیے اس اثنا میں فقیر کے دل میں گزرا ہے کہ ایک ایسا رسالہ لکھا جائے جو اہل سنت و جماعت کے مسائل پر مشتمل ہو اگر ہو سکا تو جلد ہی لکھ کر خدمت میں پیش کروں گا۔[۱]

۱۔ اس مضمون کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: مکتوبات امام ربّانی، دفتر اول، مکتوب: ۸۰ / ایضاً، دفتر دوم، مکتوب: ۶۷

اپنے دور کا بلند مرتبت صوفی یہ بات کہہ رہا ہے کہ میں فقہ کا رسالہ لکھوں گا۔ اس سے تصوف اور فقہ کی قربت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> نماز تمام عبادتوں سے بہترین عبادت ہے۔ طہارت کاملہ کے بعد جیسا کہ کتب شرع میں واضح ہو چکا ہے کوشش اور اہتمام سے نماز ادا کرنی چاہیے۔ قراءت و قیام و رکوع و سجود، جلسہ و قومہ الغرض تمام ارکان میں بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔ فقہ کی فارسی کتابیں ''جیسے ترغیب الصلوٰۃ و تیسیر الاحکام'' ہمیشہ اپنے پاس رکھیں اور مسائل شرعیہ کو ان میں سے دیکھ کر ان پر عمل کریں۔[1]

پھر نوافل کا ذکر کیا اور ارکان کے متعلق احکام نقل کیے۔ آخری فیصلہ یہ صادر کیا کہ:

> کل قیامت کے روز شریعت کی بات پوچھی جائے گی، تصوف کی بابت کچھ نہ پوچھا جائے گا۔ جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ شرعی احکام کی بجا آوری سے مشروط ہے۔ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ احکام شرعیہ کو رواج دیا جائے نیز ان کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے ایسے زمانے میں جب اسلام کو مٹانے کی بھر پور کوشش کی جا رہی ہے کروڑ ہا روپیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ

ا۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

کرنے سے بہتر ہے کہ شرعی احکام کو رواج دیا جائے۔[1]

یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وہی پابندیٔ شریعت تھی کہ اسلام آج بھی اس خطے میں زندہ ہے۔ اس لیے آپ مجدد کہلائے۔ اسی لیے کہ تجدید دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ آج بھی اسی امر کی ضرورت ہے کہ خانقاہوں میں شریعت نافذ کی جائے۔ آستانوں پر شریعت کا رواج ہو جائے اور سب جگہ ایسا ہی عمل کیا جائے جو شریعت کے مطابق ہے۔

تصوف نام ہے شریعت پر بہتر عمل کرنے کا۔ تصوف شریعت سے بغاوت کا نام نہیں بلکہ شریعت کے اتباع کی کیفیت کو جاننے کا نام ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مثال دوں گا۔ اتنی عظیم کتاب لکھ دی ''کشف المحجوب'' اپنی ایک بھی کرامت کا ذکر نہیں کیا جہاں کہا شریعت کی بات کہی۔ سب سے بڑا ولی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانا۔[2] لکھتے ہیں جب آنحضرت ﷺ نے پردہ فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم مضطرب ہو گئے، اور حالات خراب ہونے کا خطرہ تھا اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مامحمدٌ الا رسول''[2] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں محسوس کر رہا تھا کہ یہ آیت آج ہی اتری ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس ہیجان پر قابو پایا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صوفی کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ جب امت مضطرب ہونے لگے تو اُن پر شفقت کا ہاتھ رکھے اور شریعت پر عمل کرنے کی ترغیب دلائے اور یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مشن تھا۔

۱۔ **کشف المحجوب**، باب فی ذکر ائمتھم من الصحابۃ..ص:۹۳...۹۵ ۲۔ آل عمران ۳:۱۴۴

عوارف المعارف: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں

پروفیسر قاری مشتاق احمد
ڈائریکٹر شیر ربّانی اسلامک سنٹر، لاہور

تصوف اسلامی جو روح قرآن، مغز شریعت اور اسرار طریقت کی نقیب ہے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا اور بہت سا علمی و تحقیقی سرمایہ موجود ہے، جو طالبان حق کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ عوارف المعارف جو شیخ المشائخ ابو حفص عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے یہ کتاب تصوف پر لکھی جانے والی شہرۂ آفاق کتب میں سے ایک منفرد اور اعلیٰ مقام کی حامل ہے اس عظیم کتاب سے پہلے ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کی قوت القلوب، ابو القاسم عبد الکریم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل قشیریہ، شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم، کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ کی التعرف اور شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی کشف المحجوب جامع اور مبسوط کتب لکھی جا چکی تھیں اور یہ سب کتابیں آپ اپنا جواب ہیں لیکن شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حقائق ومعارف تصوف پر جامع کتاب ہی نہیں بلکہ صوفیاء کے دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے کتاب کے مصنف سلسلہ سہروردیہ کے بانی ہیں آپ کے شیخ طریقت آپ کے چچا شیخ المشائخ ضیاؤالدین ابو النجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں لیکن حضرت سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خصوصی عقیدت وابستگی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عظیم فیض ملا اور سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو علم الکلام سے

بڑی رغبت رکھتے تھے اور اس پر کامل عبور تھا جس پر آپ کی غیر مطبوعہ تصانیف رشف النصائح اور اعلام الھدیٰ شاہد ہیں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف اور فیض نظر سے معارف الحقائق کے علم سے معمور و منور ہو گئے ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں فرماتے ہیں:

''قدوۃ العارفین، عمدۃ السالکین العالم الربانی شہاب الدین ابو حفص عمر سہر وردی قدس اللہ تعالیٰ سرہ از اولاد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ است وانتساب وی در تصوف بعم وی شیخ ابو النجیب سہر وردی است و بہ صحبت شیخ عبد القادر قدس سرہ رسیدہ است وغیر از ایشاں مشائخ بسیارے را دریافتہ است''[۱]

عوارف چھٹی صدی ہجری کے آخری نصف میں لکھی گئی۔ یہ زمانہ شیخ سہر وردی کی جوانی اور کمالات باطنی کی بلندیوں کا تھا یہ عربی زبان میں بلکہ شگفتہ اور بلیغ زبان میں لکھی گئی جس کی اثر آفرینی کی چھاپ آخر تک بدستور رہتی ہے اس کتاب کے تراجم مختلف زبانوں میں کئے گئے اور اردو زبان میں بھی چھپ چکے ہیں اور ماضی قریب میں ادیب شہیر جناب شمس بریلوی کا ترجمہ ہے جو ایک نفیس اور انتہائی قابل ستائش دستاویز ہے اور مترجم کے ذوق وکمالات علمی و تحقیقی کا مظہر ہے یہ عظیم کتاب تریسٹھ ابواب پر مشتمل ہے ان ابواب میں علم تصوف کے منشا، صوفیاء کی تخصیص، علوم تصوف کی فضیلت

۱۔ نفحات الانس، ص:۴۷۲

ماہیت اور حقیقت، صوفیاء کے مختلف فرقے، خرقہ مشائخ کی حقیقت، آداب سفر وحضر، سماع، چلہ نشینی، صوفیاء کے اخلاق، عبادات ومعاملات، آداب صحبت، اخوت، مکاشفات، مقامات واحوال، خطرات، فتوحات، نظام خانقاہی، مصطلحات صوفیہ اور اشارات وارشادات مشائخ وغیرہ کے صوفیانہ مباحث پر شافی اور مستند بحث کی گئی ہے زبان میں روانی اور سلاست ہے اور اسلوب میں متقدمین صوفیاء بالخصوص اسلوب غوثیت کا نہ صرف تتبع ہے بلکہ گہری چھاپ ہے اور وعظ ونصیحت اور دعوت کا رنگ نمایاں ہے اور اثر آفرینی کا جادو ہر جگہ بولتا ہے اور یہ کتاب کی مقبولیت کا مرکزی نقطہ ہے کتاب کا ہر باب کتاب وسنت کے دلائل سے مزین ہے اور تشریح وتفسیر مستند ہے اور محبت الٰہی نے اسے معرفت کے حقائق سے لبریز کر رکھا ہے صوفیاء کرام کے معمولات شب وروز میں شریعت کے جن آداب کی رعایت ونگہداشت کی ضرورت کا احساس اجاگر کیا گیا ہے اس سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تصوف اسلامی کا نظام انسانی زندگی کو کتاب وسنت کی اتباع کے سانچے میں عملاً ڈھال دیتا ہے اور تصوف اسلامی عملاً کتاب وسنت اور اتباع شریعت کا نام ہے اور ان منکرین کا مکمل رد ہے جو تصوف وطریقت کو شریعت سے متضاد یا جداگانہ طریقہ سمجھتے ہیں۔ عوارف میں شریعت کے اتباع کو صوفی کے مسلک کا جزو لاینفک قرار دیا ہے اور دوٹوک واضح کیا گیا ہے کہ اتباع سنت کے بغیر یہ راستہ طے کرنا ممکن نہیں۔

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی سرمایہ تصوف کا بیش قیمت نگینہ ہے جس کی آب وتاب بے مثل ہے گو یہ مجموعۂ مکاتیب گیارہویں صدی ہجری کا عظیم تحفہ ہے لیکن

عوارف المعارف کا ذکر مکتوبات میں بالصراحت موجود ہے جس سے واضح ہے کہ حضرت مجدد جیسی عبقری شخصیت نے اس سے استفادہ کیا ہے گو بعض جگہ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بعض مقامات (مکتوبات) میں اقوال شیخ کی تعبیر میں اختلاف کیا ہے لیکن یہ اختلاف احقاقِ حق کی بہتر اور صحیح ترین توضیح ہے جس سے حضرت مجدد کی وقیع النظری اور کمالاتِ ظاہری و باطنی میں ایک بلند مقام عارف کی شان نمایاں ہوتی ہے اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ناقد ہیں یا ان کے روحانی مقام سے غافل ہیں وہ ان کی عظمتوں کے بخوبی قائل اور مداح ہیں اور انہیں سرداران طریقت میں ایک عظیم سردار طریقت تسلیم کرتے ہیں ان کا اختلاف ہر قسم کے غبار سے پاک ہے اور جس رائے کا اظہار کیا ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں بلکہ سالکان طریقت کے لئے بہت راہنمائی ہے اور صحیح الفکر اور مثبت ونفع بخش امر کی طرف راہنمائی ہے جو اوہام وتشکیک کے شر سے محفوظ ہے۔

مکتوبات میں عوارف المعارف کے حوالے سے کئی جگہ تذکار ہیں اور شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا عظمت بھرا ذکر ہے راقم بعض مکتوبات کے حوالے سے اس کا ذکر کرتا ہے تاکہ مکتوبات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے راحت وبرکت کا باعث ہو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی اسماعیل فرید آبادی کی طرف تحریر فرمایا:

> ''عجیب معاملہ ہے کہ متقدمین صوفیاء میں سے بہت سے اکابرین اِن توحید آمیز عبارات (جیسے انا الحق، سبحانی ما اعظم شانی) کا معنی حلول اور اتحاد سمجھتے ہیں اور ان عبارات کے قائلین

کو کافر اور گمراہ کہتے ہیں اور ان میں سے بعض ان عبارتوں کی ایسی توجیہات کرتے ہیں جو کہ قائلین کے مذاق سے کوئی نسبت اور مناسبت نہیں رکھتیں۔

صاحب عوارف المعارف فرماتے ہیں کہ منصور کا قول ''انا الحق'' (میں حق ہوں) اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ بسطامی کا قول ''سبحانی'' (میں پاک ہوں) حکایت کے طور پر تھے یعنی اللہ کی طرف سے اگر بطریق حکایت نہ ہوں بلکہ حلول واتحاد کا شائبہ درمیان میں ہو تو ہم ان اقوال کے قائلین کا رد کریں گے جیسا کہ ہم نصاریٰ کا رد کرتے ہیں جو کہ حلول واتحاد کے قائل ہیں۔[۱]

اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب عوارف سے اختلاف نہیں کیا بلکہ توجیہ کو بیان کرنے کے ساتھ تحقیقی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

ان شطح نما عبارات میں حلول واتحاد کچھ بھی نہیں ہے اور اگر یہ ان معانی پر محمول بھی ہیں تو ظہور کے اعتبار پر ہیں نہ کہ باعتبار وجود جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا اور ان کو حلول واتحاد کی طرف لے گئے۔

درویش حبیب خادم کی طرف رقمطراز ہیں:

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب: ۸۹

کسی ولی سے خوارق کے ظہور کی کثرت اس کی دوسروں پر افضلیت پر دلالت نہیں کرتی کہ جن سے اس قدر خوارق ظاہر نہیں ہوتے بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسا ولی ہو جس سے کوئی بھی کرامت ظاہر نہیں ہوئی اور وہ ان اولیاء سے افضل ہو جن سے ظہور کرامات بکثرت ہوتا ہے ظہورِ خوارق نبوت کی شرط ہے نہ کہ ولایت کی کیونکہ نبوت کا اظہار واجب ہے نہ کہ ولایت کا بلکہ اس مرتبہ میں چھپا کر رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

چنانچہ شیخ الشیوخ نے اس معنی کی تحقیق کتاب ''عوارف المعارف'' میں فرمائی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام میں ظہور کثرت وقلتِ خوارق جو کہ نبوت میں شرط ہے فاضلیت ومفضولیت کا سبب نہیں تو ولایت جس میں شرط نہیں تفاضل کا سبب کیسے ہوگا۔[۲]

فقیر ہاشم کشمی کی طرف اس سوال کے جواب میں کہ عرفاء جو دل سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے رقمطراز ہیں:

آپ نے پوچھا ہے کہ بعض محققین صوفیہ دل کی آنکھوں سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رویت ومشاہدہ کو ثابت کرتے ہیں جیسا کہ شیخ عارف قدس سرہ نے اپنی کتاب ''عوارف المعارف'' میں کہا

۲۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب: ۸۶

ہے کہ مشاہدہ کی جگہ دل کی آنکھ ہے'' اور شیخ ابو اسحٰق کلاباذی قدس سرہ نے جو کہ اس طائفہ علیا کے قدماء میں سے ہیں اور ان کے سردار ہیں اپنی کتاب ''التعرف'' میں بیان کیا ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں نہ آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں نہ دل سے مگر یقین کی جہت سے'' ان دونوں تحقیقوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟[1]

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فقیر کے نزدیک اس مسئلہ میں صاحب تعرف کا قول پسندیدہ ہے اور فقیر جانتا ہے کہ دل کو اس دنیا میں سوائے یقین کے اللہ تعالیٰ کی ذات سے اور کچھ حصہ نہیں ہے اس کو رویت کہہ لیں یا مشاہدہ اور جب دل کو بھی رویت نہ ہوگی تو آنکھوں کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اس دنیا میں اس معاملہ میں بے کار اور معطل ہے خلاصۂ کلام یہ کہ یقین کا معنی جو دل کو حاصل ہوا ہے عالم مثال میں رویت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور جس پر یقین کیا گیا ہے وہ نظر آنے والی شے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کیونکہ عالم مثال میں ہر معنی کی ایک صورت ہے جو عالم شہادت کے مناسب ہے۔ یہ

---

[1] مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب: ۹۰

صاحب عوارف کے قول کی حسین توجیہ ہے مزید لکھتے ہیں اس
دقیق مسئلہ کی تحقیق کتاب عوارف المعارف کے بعض مقامات کے حل
میں بھی تحریر ہوئی ہے۔[۱]

مولانا شیخ غلام محمد کے نام لکھتے ہیں:

ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ آیت اِنَّ فِیْ ذَالِکَ
لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ أَو أَلْقٰی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ۔[۲]
(اس میں اس آدمی کے لئے نصیحت ہے جس کا دل ہو یا حاضر
طبیعت سے کان لگائے) ایک مخصوص قوم کے لئے نصیحت ہے
سب لوگوں کے لئے نہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے "أَوَ مَنْ کَانَ مَیْتاً فَأَحْیَیْنَاہُ" [۳] کیا وہ شخص
جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی
کہا ہے کہ مشاہدہ ذہول پیدا کرتا ہے اور حجاب سمجھ لاتا ہے اس
لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز پر تجلّی کرتے ہیں تو وہ جھک جاتی
ہے اور دبک جاتی ہے۔

شیخ المشائخ صاحب عوارف المعارف نے کہا جو کچھ واسطی نے کہا
ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے حق میں صحیح ہے اور یہ آیت کچھ دوسرے

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب: ۹۰ ۲۔ سورہ ق ۵۰: ۳۷ ۳۔ الانعام ۶: ۱۲۲

لوگوں کو اس کے برخلاف حکم دیتی ہے اور وہ ہیں ارباب تمکین کہ مشاہدہ اور فہم ان میں جمع کر دیے گئے ہیں مخفی نہ رہنا چاہئے کہ جو کچھ واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے کہا ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ نصیحت اہل تمکین کے لئے ہے خصوصاً کیونکہ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد زندہ کیا ہے یعنی ان کو فنا کے بعد بقا سے مشرف کیا ہے اور اہل تلوین کے لئے نہ فنا ہے نہ بقا اور ان کو دوسری زندگی عطا ہوئی ہے کیونکہ وہ وسط طریق میں ہیں اور فنا و بقا انتہاء کے احوال ہیں اور ان کا دوسرا قول اگر انہوں نے آیت کے بیان میں کہا ہے تو دلالت کرتا ہے کہ نصیحت حجاب اور پوشیدگی کی حالت میں اہل تلوین کے لئے ہے نہ کہ مشاہدہ اور مکاشفہ کے وقت کیونکہ وہ نسیان کا وقت ہے تو یہ قول آپ کے پہلے قول کے منافی ہے اور اگر آپ نے اس معرفت کو اپنے توسط حال میں کسی اور مقام پر (نہ کہ اس آیت کے بیان میں) کہا ہو پھر نہ کوئی منافات ہے اور نہ شیخ قدس سرہ کو کوئی اعتراض ہے۔

میرے نزدیک ظاہری طور پر اس آیت میں دونوں فریق کے حال کا بیان ہے جس کا دل ہے وہ ارباب قلوب ہیں اور جن کے احوال بدلتے رہتے ہیں وہ اصحاب تلوین ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ یہ اہل تمکین کے حال کا بیان

ہے کیونکہ انہوں نے عین شہود کی حالت میں فہم کے لئے اپنے کان رکھے ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ پہلی قوم کے لئے نصیحت بعض اوقات میں ہے اور دوسری قوم کے لئے تمام احوال میں جیسا کہ تمہیں معلوم ہے اگر شیخ قدس سرہ اس طرح یہ بھی کہتے کہ یہ آیت اس امر کے خلاف ایک دوسری قوم کے لئے بھی فیصلہ کرتی ہے تو زیادہ مناسب ہوتا اور کلمہ ''او'' منع خلو کے لئے ہے وہ نصیحت میں فریقین کے جمع ہونے کے منافی نہیں۔[۱]

مولانا عبدالقادر انبالی کی طرف تحریر فرماتے ہیں:

شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب العوارف کے دوسرے باب میں مرفوع حدیث رسول کے بیان میں کہا ہے کہ قرآن حکیم کی جو بھی آیت اتری ہے اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ہر ایک حرف کی ایک حد ہے اور ہر ایک حد کے لئے جھانکنے کی جگہ ہے اور میرے دل میں خیال گزرتا ہے کہ مطلع کا مطلب آیت میں گہرے اسرار اور دقیق معانی پر صفائے فہم کی وجہ سے واقف ہونا نہیں ہے بلکہ مطلع یہ ہے کہ ہر آیت کی تلاوت کے وقت قاری کو اس آیت کے کلام

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۷

کرنے والے کا شہود حاصل ہو کیونکہ اس کی اوصاف میں سے کسی وصف کی اور صفات میں سے کسی صفت کی سپردگی کا وہی مقام ہے تو اس کے لئے آیات کی تلاوت اور ان کے سماع کے وقت تجلیات نئی سے نئی ہوں گی جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عظیم جلال کی خبر دینے کے لئے آئینہ کا کام دیتی ہیں اور اس توجیہ اور اس کی شرح کی تائید میں آخر تک شیخ المشائخ نے جو کچھ کہا ہے وہ یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ ''ظھر'' سے مراد قرآن مجید کا نظم ہے جو کہ معجزہ کی حد تک پہنچا ہوا ہے اور ''بطن'' سے مراد صفائے فہم کے اختلاف مراتب پر اس کے دقیق معانی اور گہرے اسرار پر اس کی تاویل وتفسیر ہے اور حد سے مراد کلام کے مراتب کی انتہا ہے اور وہ ہے کلام کرنے والے کا شہود اور وہ ہے تجلی صفاتی جو اللہ تعالیٰ کے عظیم جلال کی خبر دیتی ہے اور ''مطلع'' وہ ہے جو اس تجلی صفاتی سے اوپر ہے اور وہ ہے تجلی ذاتی جو نسبتوں اور اعتبارات سے خالی ہے نبی ﷺ نے کلام کی حد اور نہایت کے لئے ایک مطلع ثابت کیا ہے تو ''مطلع'' کلام سے اوپر ہوگا اور اس کی نہایت سے بھی اوپر اور کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور صفت کے آئینہ میں متکلم کا شہود اس صفت کی تجلی ہے اور مراتب

کی انتہا اس کا کمال ہے اور اس کی تجلی سے اوپر کی اطلاع اس سے ذاتی تجلی کی طرف ترقی کرنے سے ہوگی تو اس جگہ ذات کی طرف وصول صفت کلام کے ذریعہ اور نظم قرآنی کی تلاوت کے وسیلہ سے ہوگا جو اس صفت پر دلالت کرنے والا ہے تو لازمی طور پر یہاں دو قدم ہوں گے نظم قرآنی میں ایک قدم دالّ سے مدلول تک جو کہ صفت ہے اور دوسرا قدم صفت سے موصوف تک ہے امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ نے کہا ہے کہ یہ وہ قدم ہے جہاں تک تو پہنچا اور شیخ قدس سرہ نے صرف پہلے قدم کا ذکر کیا ہے اور اسی سے سیر کو پورا کر دیا ہے اور تلاوت کا یہی فائدہ بیان کیا ہے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ (صاحب العوارف) نے اس کے بعد کہا ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرم سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اس آیت کی برابر تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کلام کرنے والے سے اس کو سنا پھر صوفی کے لئے جب توحید کی پیشانی ظاہر ہو جاتی ہے اور وعد و وعید کے سماع کے وقت وہ کان لگائے رکھتا ہے اور دل کو اللہ تعالیٰ کے سوا سے خالص کر لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر اور شہید ہو جاتا ہے اور تلاوت میں وہ اپنی زبان اور دوسرے کی زبان کو

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت کی طرح پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس درخت سے اپنا خطاب سنا دیا کہ ''میں اللہ ہوں'' پھر جب اس کا سماع اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اور اس کا کان اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے تو اس کے کان اس کی آنکھیں بن جاتے ہیں اور آنکھ کان بن جاتی ہے اور اس کا علم عمل اور اس کا عمل علم ہو جاتا ہے اور اس کا اول آخر اور آخر اول ہو جاتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے کہا جب صوفی اس صفت سے متصف ہو جاتا ہے تو اس کا وقت دائمی اور شہود ابدی ہوتا ہے اور اس کا سماع نئے سے نیا اور متواتر ہوتا ہے شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول امام شعرانی کے قول کا بیان ہے:

میں (حضرت مجدد) اللہ تعالیٰ کی عصمت وتوفیق سے کہتا ہوں کہ موسوی درخت سے سنا جانے والا کلام یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا کلام تھا یہاں تک کہ اگر کوئی اس کا انکار کرے تو وہ کافر ہوگا اور زبانوں سے سنا جانے والا کلام حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے اگرچہ صوفی غلبۂ توحید میں یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہاں تک کہ اگر کوئی اس کا انکار کرے تو وہ کافر نہیں ہو گا بلکہ وہ حق وصداقت پر ہوگا کیونکہ وہ کلام زبان کی حرکت اور مخارج کے اعتماد سے حاصل ہوا ہے اور درخت کے کلام میں اس

طرح نہیں ہے اور دونوں کلاموں میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ پہلا کلام تحقیقی جبکہ دوسرا تخیلی اور تعجب ہے کہ شیخ اجل قدس سرہ نے توحید میں مبالغہ کیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے تخیلی کو تحقیقی بنا دیا ہے اور بندے سے صادر ہونے والے کلام کو غلبہ حال میں اللہ تعالیٰ سے صادر ہونے والا کلام بنا دیا اور اپنی کتاب کے کئی ایک مقامات پر توحید والوں کے غلبہ حال میں توحید کے متعلق صادر ہونے والے اقوال کا انکار کیا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکایت پر محمول کیا ہے تاکہ حلول اور اتحاد کا شائبہ پیدا نہ ہو اور اس مقام پر انہوں نے حلول کی آمیزش سے گریز نہیں کیا بلکہ اتحاد و عینیت کا حکم لگایا ہے جبکہ اس مقام میں حق یہ ہے کہ غلبہ حال میں اتحاد اور عینیت کا حکم تخیلی ہے تحقیقی نہیں کہ اتحاد ذات میں ہو یا صفات میں یا افعال میں اللہ اس سے پاک ہے اللہ واجب بالذات باقی قدیم اور بندہ ممکن حادث۔ اور قدیم و حادث میں اتحاد کا حکم لگانا عشق کی رنگا رنگی اور محبت و سکر کے غلبات ہیں۔[1]

مولانا شیخ مودود محمد کی طرف لکھتے ہیں اور اس خط میں بھی حلول کے قائلین کے رد میں

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۸

شیخ سہروردی کا قول کہ:

ایسا اللہ تعالیٰ سے حکایتاً ہے کہ بندہ رب نہیں ہوسکتا حضرت مجدد کہتے ہیں کاش مجھے سمجھ آجاتی کہ اللہ تعالیٰ سے حکایت کا کیا معنی ہے شیخ قدس سرہٗ کی ظاہر عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایسے الفاظ (انا الحق) کو حکایت کے معنی پر محمول نہ کیا جائے تو اس سے حلول سمجھا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ غلبات توحید اور نور شہود چمکنے کے وقت ایک مشہود کے علاوہ اور ہر چیز کے پوشیدہ ہوجانے کی وجہ سے ہو اور اس میں حلول واتحاد کا شائبہ نہ ہو پس منصور کے قول انا الحق کا معنی یہ ہوگا کہ جب وہ اپنی نظر سے آپ مخفی ہوگیا تو اس نے کہا میں کوئی چیز نہیں ہوں اور موجود صرف حق ہے یہ نہیں کہ میں حق کے ساتھ متحد ہوں یا اللہ میں حلول کرنے والا ہوں کیونکہ وہ کفر ہے اور توحید شہودی کے منافی ہے۔[1]

مرزا حسامُ الدین کی طرف بھی اسی بحث کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

صاحب العوارف جو کہ کامل ترین ارباب صحو میں سے ہیں انہوں نے اپنی کتاب میں اتنے سکر یہ معارف بیان کئے ہیں کہ

---

[1] مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۹

ان کی شرح کیا لکھی جائے اور اس فقیر (حضرت مجدد) نے ایک ورق میں ان کے بعض معارف سکریہ کو جمع کیا ہے یہ سکر ہی کا بقایا ہے کہ افشائے راز کو انہوں نے جائز رکھا ہے اور سکر ہی ہے کہ وہ فخر ومباہات کرتے ہیں اور یہ سکر ہی ہے کہ دوسروں پر اپنی بزرگی بیان کرتے ہیں اگر خالص ہوتا تو اس وقت اسرار کو افشا کرنا کفر ہوتا اور اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جاننا شرک ہوتا صحو میں بقیہ سکر اسی طرح ہے جیسے کھانے میں نمک جو کہ طعام کا مصلح ہے اگر نمک نہ ہوتو طعام معطل اور بے کار ہو جائے۔

گر عشق نہ بودے وغم عشق نہ بودے　　چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے

اگر عشق اور عشق کا غم نہ ہوتا تو اتنی اچھی اچھی باتیں کون کہتا اور کون سنتا ۔صاحب عوارف قدس سرہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اس قول کو کہ ''میرے یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہیں'' بقیہ سکر ہی پر محمول کیا ہے تو ان کی مراد اس قول کا قصور نہیں ہے جیسا کہ وہم ہوتا ہے کہ وہ ان کی عین تعریف ہے بلکہ بیان واقع کیا ہے یعنی اس قسم کی باتوں کا صدور جو کہ مباہات اور افتخار کی خبر دیتی ہیں بغیر بقیہ سکر کے ثابت نہیں کہ صحو خالص میں ایسی باتیں کہنا مشکل ہے۔[1]

۱۔مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب:۱۲۱

مکتوبات امام ربانی کے حوالے سے میں نے ان سب مکتوبات میں عوارف المعارف اور شیخ سھروردی قدس سرہ کے حوالے سے جن مباحث کا ذکر آیا ہے اس مقالہ میں سمونے کی مقدور بھر سعی کی ہے البتہ وہ مباحث جن میں تکرار ہوا ہے اسے یا تو چھوڑ دیا ہے یا پھر مکتوبات میں ان کا تفصیلی تبصرہ آ گیا ہے حضرت مجدد کے نزدیک صاحب العوارف عظیم علماء تصوف سے ہیں ایک صاحب صحو اور صاحب تمکین جید عالم و عارف ربانی ہیں اور ان کی کتاب کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ یہ تصوف اور اس کے علوم کا بیش بہا سرمایہ ہے اور ان کے اشارات، فرمودات اور اسرار طریقت کا بیان سالکان طریقت کے لئے دستور العمل ہے شیخ قدس سرہ اور مجدد ربانی دونوں ہی عبقری شخصیتوں کے حامل ہیں اور شہبازان شریعت وطریقت میں سے ہیں اگر کسی جگہ شیخ قدس سرہ سے اختلاف کیا ہے تو یہ اصولی نہیں بلکہ عبارات حال کی تنقیحات ہیں اور پیدا ہونے والے شبہات اور شکوک کے مؤثر ازالہ کے لئے ہیں یا پھر تحقیق مزید اور نئے ابواب وصول کی نقاب کشائی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ** ۔ ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے اور اسرارِ طریقت وہ قلزم ہیں جن کی اتھاہ گہرائیوں تک پہنچنے میں سب کی ہمتیں مختلف ہیں اور انہوں نے جو لولوٴ و لالہ پیش کئے ہیں ان کی آب و تاب اپنی مثال آپ ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی شریعت وسنت کی اتباع کی وجہ سے اور ائمہ اہل سنت و جماعت کے عقائد و مسالک کی روشنی میں بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے حوالے سے اس درجہ کمال کو پہنچی ہے جو ہر کسی کا حصہ نہیں مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ دوسرے اکابر معاذ اللہ کم درجہ ہیں یہ

معاملہ فضل وشرف کا ہے وذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يّشآءُ اور حضرت مجدد کا یہ کمال ادب ہے کسی جگہ بھی ان بزرگوں کے کمالات کا انکار نہیں فرماتے اور ان کی عظمتوں کے معترف اور ان کی پاکیزہ کتب سے استفادہ کرتے ہیں دونوں بزرگ طریقت وشریعت کے آفتاب و ماہتاب ہیں اور اختلاف میں عارفانہ موشگافیاں ہیں جو سالکان کے لئے مشعلِ راہ اور سرمایہ ہدایت ہیں۔



لطائف المدينة

(حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کا ایک اہم ماخذ)

پروفیسر محمد اقبال مجددی
سابق صدر شعبہ تاریخ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

لطائف المدينة حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۰۵۔۱۰۷۱ھ / ۱۵۹۶۔۱۶۶۱ء) کے حالات پر ہے جو آپ کی زندگی میں (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۷ء) کو آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی (۱۰۵۰۔۱۱۲۶ھ/ ۱۶۴۰۔۱۷۱۴ء) نے مدینہ منورہ میں عربی زبان میں لکھی تھی۔

حضرت خواجہ محمد سعید، حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ/ ۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کے فرزند ارجمند تھے۔

جس طرح حضرت مجدد الف ثانی نے اکبر بادشاہ (۹۶۳۔۱۰۱۴ھ/۱۵۵۶۔۱۶۰۵ء) کے دین الٰہی اور اس کے بے دین حواریوں کے افکار کے خلاف احیائے دین کی تحریک کا آغاز کیا تھا اسی طرح آپ کے فرزندان گرامی حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما (ف ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) نے شاہ جہان بادشاہ کے آخری ایام حیات میں داراشکوہ کے لادینی مکتبہ فکر کے خلاف اورنگزیب عالمگیر کی سیاسی، دینی اور عملی حمایت کی جس کے نتیجہ کے طور پر اورنگزیب کو کامیابی اور داراشکوہی حلقہ کے نمایندگان کو شکست فاش ہوئی، تخت نشینی کی یہ جنگ دراصل دو مغل شہزادوں (داراشکوہ اور اورنگ زیب) کے مابین نہیں تھی بلکہ ایک نظریاتی ٹکراؤ تھا جو اس عہد میں راسخ العقیدہ علماء، مشائخ و امراء اور ''صلح کل'' کے علمبردار داراشکوہی حضرات کے

درمیان حق و باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔

جیسا کہ ہم نے معاصر مآخذ کی بنیاد پر یہ ثابت کیا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر باقاعدہ حضرت خواجہ محمد معصوم کا مرید تھا اور منازلِ سلوک آپ اور آپ کے فرزندان و خلفاء کی نگرانی میں طے کرتا تھا، حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے چار خلفاء کو صرف اور صرف اورنگزیب کی تعلیم و تربیت کے لئے خلافت دی تھی یہ حضرات باری باری اورنگزیب کے پاس رہتے اور احیائے دین و ترویج شریعت کے لئے اس کی راہنمائی کرتے تھے۔

ان تمام امور کی تفصیلات ہم نے مقامات معصومی کی پہلی جلد میں دے دی ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اورنگ زیب ''ناصر الملت'' اور ''محی الدین'' بن سکا اور اس کی نگرانی میں اسلامی قانون کی بہترین کتاب فتاویٰ عالمگیری مرتب ہو کر دنیائے اسلام سے خراج تحسین حاصل کر سکی۔

شاہ جہان کے بیٹوں کے مابین تخت نشینی کی جنگ (۱۰۶۷۔۱۰۶۸ھ) کے ایام میں حضرات مجددیہ حج کے ارادے سے حرمین الشریفین حاضر ہوئے تو ان دیار متبرکہ میں بھی ہمارے حضرات نے محض تقویت دین کے لیے داراشکوہ کے مقابلہ میں اورنگزیب کی کامیابی کے لیے دعائیں کیں جو مستجاب ہوئیں اور اورنگزیب کامیاب ہوا۔

عین انہی ایام میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں صاحبزادوں حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ کے ان دیار میں ہونے والے مکاشفات اور وارداتِ روحانی کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا، حضرت خواجہ محمد معصوم کے ملفوظات و مکاشفاتِ حرمین کو یواقیت الحرمین کے نام سے اور پھر آپ کے حین حیات اس کو فارسی ترجمہ کے ساتھ حسنات الحرمین کے عنوان سے شہرت ہوئی خود حضرت خواجہ نے ان مکاشفات کے

مطالعہ کی اپنے متوسلین کو ترغیب دی تھی، آپ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید کے ملفوظات و مکاشفات حرمین کو آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الاحد وحدت نے **لطائف المدینۃ** کے نام سے عربی میں مرتب کیا۔

اس کے مولف شیخ عبدالاحد وحدت ایک ذی علم بزرگ تھے جب انہوں نے عربی میں یہ کتاب تالیف کی تو ان کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی اس کے بعد وہ مسلسل تصنیف و تالیف میں مصروف رہے، ہم نے اس کتاب کے مقدمہ میں ان کی پچاس تالیفات متعارف کروائی ہیں جن میں سے ۲۵ کے خطی نسخے دنیا کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور ۲۵ ایسی ہیں جن کے نام صوفیہ کے تذکروں میں ملتے ہیں لیکن ہم تا حال ان کے وجود سے بے خبر ہیں۔

شیخ عبدالاحد وحدت فارسی اور اردو کے شاعر بھی تھے، آپ نے اپنا فارسی کلام خود جمع کیا تھا جس کے خطی نسخے دنیا کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ دیوان کے علاوہ بھی آپ کے فارسی منظومات ملتے ہیں، فارسی کے علاوہ آپ اردو کے بھی شاعر تھے اور اردو میں گل تخلص کرتے تھے، آپ کی اردو کی ایک نظم بھی دریافت ہو چکی ہے، مشہور شاعر سعداللہ گلشن آپ ہی کے شاگرد و مرید تھے۔ اردو کے مشہور شاعر ولی دکنی انہی شاہ گلشن کے شاگرد تھے گویا اردو میں شاعری کو رواج دینے والے حضرات بھی حضرت وحدت کے علمی خانوادہ کے اہم افراد تھے، آپ کی اولاد میں بھی شعر و شاعری کی روایت موجود تھی آپ کے صاحبزادے شیخ محمد نقی (ف: ۱۱۴۸ھ)، پوتے نواب اظہر الدین خان کے فرزند انعام اللہ خان یقین (۱۱۶۹ھ/۱۷۵۶ء) اردو کے صاحبِ دیوان شاعر اور معروف صوفی شاعر حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید (ف: ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کے شاگرد خاص تھے،

حضرت وحدت کے نبیرے ولی اللہ اشتیاق سرہندی بھی اردو کے شاعر تھے

کتاب لطائف المدینہ پانچ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ جس میں مولف نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کی سوانح حیات تحریر کی ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ یہ کتاب انہوں نے حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی مرتب کرلی تھی اس لیے اسے ہر اعتبار سے درجہ اوّل کے ماخذ اور سند صحیح کا درجہ حاصل ہے۔ یہ کتاب مولف نے اہل عرب کے التماس پر تالیف کی تھی، وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب آپ حج کے لئے حرمین الشریفین حاضر ہوئے تو اہل عرب آپ کی روحانیت سے بہت متاثر ہوئے اور آپ کے فیض یابی کے امیدواروں کا ہر وقت آپ کے گرد اجتماع دیکھ کر اہل عرب نے جب آپ کے احوال دریافت کیے تو ان کی آگہی کے لیے آپ نے یہ کتاب تالیف کی۔

اس کتاب کا ایک ہی خطی نسخہ نیشنل میوزیم آف پاکستان میں محفوظ ہے اور اب تک کسی دوسرے نسخے کے وجود کا علم نہیں ہے اس لیے ہم نے حوزۂ نقشبندیہ کے پروگرام کے تحت اس کا عکس شائع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جس کی عملی صورت آپ کے سامنے ہے یعنی یہ کتاب مفید تعلیقات وتوضیحات، مفصل مقدمہ اور مختصر اردو ترجمہ سمیت طبع کروادی گئی ہے۔[1] امید ہے کہ ناظرین پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اگر اس کے مزید خطی نسخے دریافت ہوئے تو آئندہ ان کے بعد ایک تنقیدی ایڈیشن مرتب کر کے شائع کیا جائے گا۔ (ان شاءاللہ)

۱۔ لطائف المدینہ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلۂ العالی نے حوزۂ نقشبندیہ سے ۲۰۰۴ء کو شائع کردی تھی جسے راقم الحروف نے مرتب کیا تھا

عمدۃ الاسلام

(حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پسند فرمودہ کتاب)

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شعبہ عربی و علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی، لاہور

صوفیہ انسانی معاشرے میں اخلاص پر مبنی علم اور عمل صالح کی روش کے علم بردار ہوتے ہیں۔ اور اسی علم و عمل کی بنیاد پر وہ ایک تہذیب تشکیل دیتے ہیں جس پر اسلامی عقائد کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ ان کی کاوشیں باطن سے تبدیلی کا عمل شروع کرتی ہیں جو ظاہر پر منتج ہوتی ہیں۔ ظاہر و باطن کی ہم آہنگی پر مبنی اس تہذیب نے برعظیم کے لوگوں میں انقلاب بپا کیا ایسے ہی زمرہ صالحین کے ایک فرد وحید امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔[1] آپ کی فکر ہر دور میں انقلاب کی بنیاد رہی ہے۔ کیونکہ یہ فکر نبوت کی رہبری و رہنمائی میں تشکیل پائی تھی اس لیے ہر دور نے اس کے اثرات کو قبول کیا۔

مکتوبات امام ربانی[2] فکر امام ربانی کے نقوش ہی نہیں انقلاب آفریں کاوشوں کے بنیادی رہنما خطوط بھی ہیں۔ مکتوبات کے کثیر الجہتی موضوعات پر غور کیا

۱۔ آپ کی حیات و خدمات پر جتنا کام ہوا ہے بہت ہی کم صوفیہ پر ہوا ہے۔ جہان امام ربانی اور باقیات جہان امام ربانی کی جلدیں اس کی گواہ ہیں۔ ۲۔ مکتوبات امام ربانی کے تعارف کے لیے ملاحظہ فرمائیں: شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، مکتوبات امام ربانی کے مآخذ، تحقیقات، لاہور، ۲۰۰۸ء، باب اول

جائے تو ان میں بہت ساری کتابوں کے حوالے ان مکتوبات میں ملتے ہیں ان میں فقہ بھی ہے [۱] فقہ کا معنی گہری بصیرت اور باریک بینی سے کسی بات کو سمجھنا اور جاننا ہے۔
اصطلاح میں یہ وہ علم ہے جس میں ان شرعی احکام پر بحث کی جاتی ہے جن کا تعلق عمل سے ہے۔[۲] امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر میں کتب فقہ کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ اصل موضوع پر گفتگو سے پہلے ضروری ہے کہ حضرت امام ربانی کی اس بنیادی فکر کو سمجھنے کے لیے مکتوبات سے چند اقتباسات بیان کر دیئے جائیں۔

میر عبداللہ جو کہ میر محمد نعمان کے بیٹے ہیں، ان کو ایک خط میں جوانی کی عمر میں علوم شرعیہ کے حصول کی ترغیب دلائی [۳] آپ کے مکتوبات میں ان علوم شرعیہ اور خصوصا احکامات فقہ کے جاننے کی اہمیت بہت سارے مکتوبات میں بیان ہوئی ہے۔[۴]

۱۔ ایضاً ص: ۴۷،۵۳۔۵۷
فقہ و اصول فقہ کی تقریباً ۱۶ سے زائد کتب کے حوالہ جات مکتوبات میں ملتے ہیں۔
۲۔ فقہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: التفتازانی، سعدالدین سعود، التلویح علیٰ التوضیح، اصح المطابع، کراچی ۱۴۰۰ھ، جلد اول، ص: ۱۹/ الجرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۳، ص ۱۶۸/ قاضی عیاض، ابوالفضل، مشارق الانوار، دارالفکر بیروت، ۱۹۹۷، جلد ۲، ص: ۲۲۰
۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۱۷۹
۴۔ ایضاً، دفتر اول، مکتوب: ۷۵، ۱۹۰، ۲۷۸، ۲۷۵، ۲۶۶/ دفتر دوم، مکتوب: ۶۹، ۶۱ دفتر سوم مکتوب: ۱۷)
اس کتاب کو پسند فرمایا اور عامۃ الناس کے مطالعہ کے لیے تجویز فرمایا۔

کتب فقہ کے مقابلہ میں آپ کسی دوسری کتاب کے مطالعہ کو ترجیح نہ دیتے۔

شیخ نظام تھانسیری کو لکھا: پس باید ھمچناں کہ در مجلس شریف از کتب تصوف مذکور می شود از کتب فقھیہ نیز مذکور شود و کتب فقھیہ بہ عبارت فارسی بسیار ند مثل مجموعہ خانی و عمدۃ الاسلام و کنز فارسی بلکہ از کتب تصوف اگر مذکور نشود باکی نیست کہ آن بہ احوال تعلق دارد و در قال نمی آید و از کتب فقھی مذکور نشدن احتمال ضرر دارد۔

یعنی جس طرح آپ کی مجلس شریف میں کتب تصوف کا ذکر ہوتا رہتا ہے اسی طرح کتب فقہ کا بھی ذکر ہونا چاہیے، اور فقہ کی کتابیں فارسی میں بہت ہیں مثلاً مجموعہ خانی، عمدۃ الاسلام اور کنز (فارسی) ۲ بلکہ اگر کتب تصوف نہ بھی مذکور ہوں تو کچھ خوف نہیں کیونکہ وہ احوال سے تعلق رکھتی ہیں اور قال میں نہیں آتیں۔ اور کتب فقہ کے مذکور نہ ہونے میں ضرر کا احتمال ہے۔

ان اقتباسات کا مشترکہ مضمون علم فقہ کی ضرورت و اہمیت، کتب فقہ کے مطالعہ کی افادیت اور اس علم کی دوسرے علوم پر برتری کو واضح کرتا ہے اس طرح کی تفصیلات آپ نے مکتوبات میں دیگر مقامات پر بھی بیان کی ہیں۔ آپ بعض اوقات لوگوں کو کتب فقہ کا مطالعہ کرنے کی تلقین اور بعض کتب کے نام تجویز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جیسے مجموعہ خانی، عمدۃ الاسلام، کنز الدقائق (فارسی)، ترغیب الصلوٰۃ و

ا۔ ایضاً دفتر اول مکتوب: ۲۹

۲۔ کنز الدقائق عربی زبان میں ہے یہاں آپ اس کے فارسی ترجمہ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

تیسیر الاحکام وغیرہ۔

ان کتب میں عمدۃ الاسلام شیخ عبدالعزیز (م:۷۴۱ھ/۱۳۴۰) بن حمید الدین دہلوی کا تعارف اس مقالہ میں مقصود ہے۔[۱] عمدۃ الاسلام ان کتابوں میں سے ہے جس کے مؤلف کے احوال معلوم نہیں۔ کتاب مؤلف کو زندہ رکھتی ہے اگرچہ حالات زندگی دستیاب نہ بھی ہوں۔ آپ کے والد گرامی کے احوال سے یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ خاندان میں فقہی ذوق موجود تھا، شیخ حمید الدین (م:۷۶۴ھ) نے ہدایہ کی شرح لکھی تھی[۲] گویا اس خاندان میں قدرت نے جو فقہی ملکہ رکھا تھا عمدۃ الاسلام اس کی ظاہری شکل ہے۔ عمدۃ الاسلام کا پیش نظر نسخہ فارسی زبان میں ۱۹۸۹ء/۱۴۰۹ھ کوترکی سے شائع ہوا۔[۳]

اس کتاب کی وجہ تالیف اور اس کے مآخذ و مراجع کی تفصیلات بیان کرتے

۱۔ شیخ عبدالعزیز کے احوال حیات دستیاب نہیں۔ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ شباب میں آپ کی وفات مجلس سماع میں ہوئی جب آپ یہ شعر سن رہے تھے۔

جاں بدہ ، جاں بدہ، جاں بدہ فائدہ گفتن بسیار چیست

جان قربان کردے، جان قربان کردے، جان قربان کردے، زیادہ باتوں سے کیا ملے گا۔ (عبدالحق دہلوی، شیخ، اخبار الاخیار، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور، ۲۰۰۹ء ص:۴۷) شیخ محقق نے آپ کے تین بیٹوں کا ذکر بھی کیا۔

۲۔ آزاد بلگرامی، میر غلام مآثر الکرام، مترجم: شاہ محمد خالد میاں فاخری، دائرۃ المصنفین کراچی، ۱۹۸۳ء، ص ۲۵۵؛ جہلمی، فقیر محمد، حدائق الحنفیہ مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ لاہور، ۱۹۸۱ء ص:۳۱۸

۳۔ اس مطبوعہ نسخہ کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ ''زینت الاسلام'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ ڈاکٹر سراج احمد قادری نے کیا ہے۔ شروع میں ایک مختصر پیش لفظ تحریر کیا ہے اس کتاب کے تعارف پر انہوں نے ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ کنز الایمان، دہلی میں اگست ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔

ہوئے شیخ عبدالعزیز لکھتے ہیں:

مـی گویـد بنده گناه كار الراجى رحمة الغفار تراب اقـدام الـحـذاق مـؤلف ايـن اوراق چـون ديـدم كـه درطلب علوم دینی فاتر گشته اند و آنچه ازان چاره ایـسـت در تـحـصـيـل آن متکاسل و علمای سلف و خـلف از هـر نـوعـی تـصـنيف كـرده اند و برانواع تـأليـفـات رنج برده تيسيرا على الناس لكن برآنكه لـكـل جديد لـذة فيهـا در كـتـب مـصـنـفه سلف كه هـريـک بـحـری است غـواصـی میـکـردم و در مـجـمـوعـات و مـؤلـفـات خـلف كـه هـر يـک بـوستانيست طواف ميكردم از هر دريايی دری واز هـر بوستانی گلی می چیدم و روز را درسلک خط مـنسلک میگردانیدم و امهات احكام و اشارات و رموز مسائل غريبه و اسئله واجوبه عجيبه از مسائل واقـعـات در ابواب عبادات درين صحيفه كه عمده ديـن اسـت مـی نـوشتـم و اين مشتمل برپنج مقدمه اسـت كـه بـنـاء اسلام است ملتقط از هشتاد و يـک كتاب بوجه اختصار بخاطر پریشان جمع کردم

واین راعمدة الاسلام نام نهاده شدتا مبتدیانرا حظی و افر و نصیبی فاخر در ابواب عبادات حاصل آید و منتهیانرا ملحظ لحظات و تذکره واقعات باشد اسامی کتب از اصول کلام: عمده عقیده، امالی، شرح امالی، محصل رازی، معالم رازی، کتاب العالم و المتعلم، عقیده نجاح ، بدایه اصول، اصول صفار، واز کتب اصول فقه: منار کشف الاسرار، اصول سرخسی، مستوفی، مسروق بزدوی، کشف بزدوی، از کتب فروع فقه: قدوری، منظومه، متفق، مصفی، ذخیره، محیط، فتاوی ظهیری، فتاوی خانی، فتاوی نسفی، فتاوی سراجی، فتاوی صغری، فتاوی کبری، مختار الفتاوی، فتاوی عتابی، فتاوی تتمه ، فتاوی صلوة، نوادر الفتاوی، جامع الکبیر، کنز، وافی کافی ، تحفة الفقه، بدایه فقه ، هدایه ، شرح هدایه، شاهان صدر الشریعة، مکشوف جواهر که شرح هدایه است ، شرح طحاوی، ینابیع، مدخل کرخی، جامع الصغیر، خانی، فوائد

جامع الصغير، نصاب الفقه كفايه شعبى، روضه زندو پستى، حيل خصاف، حاشيه رومى، ازان قدورى، فتاوى زاهدى، فتاوى خلاصه، فتاوى خاصى، نافع، منافع، تجنيس ركنى، مجمع البحرين، زلة القارى، فروق نيشابورى، خزانة الفقه، ترغيب الصلوة، بوستان فقه، از تفاسير: تفسير امام زاهد، تفسير امام محمد عتابى، تفسير و جيز، تفسير منير، از كتب احاديث و غير آن: صحائف، شرعه، از وصاياى امير المؤمنين على رضى الله عنه، حقائق، عوارف المعارف، نوادر ترمذى، مقدمه صلوة ابو الليث، رشف الادلة، مشارق الانوار۔[1]

ان مآخذ ومصادر کی فہرست میں سے اگر کتب فقہ کو ان کے مصنفین کی وفات کے مطابق ترتیب دیا جائے تو ایک مختصر سی ترتیب یوں بنتی ہے۔

(۱) الجامع الکبیر (امام محمد م:۱۸۹ھ)۔[2]

۱۔ عبدالعزیز شیخ عمدۃ الاسلام، مکتبہ الحقیقۃ استنبول، ۱۹۸۹ء، ص:۸۹۔۸۰۔

۲۔ پہلے یہ کتاب احیاء المعارف النعمانیہ حیدر آباد سے شائع ہوئی بعد ازاں، ۱۳۹۹ھ میں بیروت سے شائع ہوئی۔ اس کا شمار ظاہر الروایت کی چھ کتابوں میں ہوتا ہے۔

(۲) کافی (محمد بن محمد بن احمد ۳۳۴)۔ ١

(۳) خزانۃ الفقہ (ابواللیث نصر السمرقندی م:۳۸۳ھ)

(۴) مبسوط (امام سرخسی ۴۸۲ھ)۔ ٢

(۵) قدوری (احمد القدوری م:۴۲۸ھ)۔ ٣

(٦) فتاوی الکبریٰ (حسام الدین م:۵۳٦ھ)

(۷) فتاوی الصغریٰ (حسان الدین م:۵۳٦ھ)۔ ٤

(۸) تحفۃ الفقہاء (محمد علاء الدین:۵۴۰ھ)۔ ٥

(۹) خلاصۃ الفتاوی (طاہر البخاری م:۵۴۲ھ)۔ ٦

(۱۰) السراجیہ (سراج الدین علی م:۵٦۹ھ)

(۱۱) فتاوی العنابیہ (احمد البخاری م:۸٦ھ)

١۔''ظاہر روایت'' سے مکرر رسائل حذف کر کے ابوالفضل محمد بن احمد مروزی معروف بہ حاکم شہید نے **الکافی فی فرد الحنفیہ** ترتیب دی۔

٢۔المبسوط، شمس الائمہ ابوبکر محمد ابن احمد سرخسی کی ''الکافی'' پر مفصل شرح ہے۔ جب صرف مبسوط کہا جائے تو اس سے یہی کتاب مراد ہوتی ہے۔

٣۔ یہ فقہ حنفی میں متفق علیہ متن کی حیثیت رکھتی ہے۔ بعض اہل علم نے اس کے مسائل کی تعداد بارہ ہزار بتائی ہے۔

٤۔عمر بن عبدالعزیز، صدر الشہید کے نام سے معروف ہیں۔ الفتاوی الکبری اور الفتاوی الصغری دونوں آپ کی کتابیں ہیں۔

٥۔احناف کے کبار فقہا میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ خلاصۃ الفتاوی کے علاوہ خزانۃ الواقعات بھی آپ کی کتاب ہے۔

٦۔علاء الدین محمد ابن احمد سمرقندی کی کتاب ہے۔ امام قدوری سے جو مسائل رہ گئے تھے علامہ سمرقندی نے قدوری کے مسائل کو شامل کرتے ہوئے ان مسائل کا اضافہ کیا ہے۔

(۱۲) ہدایہ (برہان الدین م: ۵۹۳) ۔۱

(۱۳) فتاوی خانیہ (قاضی خان ۵۹۲ھ) ۔۲

(۱۵) ترغیب الصلوۃ وتیسیر الاحکام (محمد بن احمد م: ۶۳۲ھ) ۔۳

(۱۶) مجمع البحرین (احمد بن الساعاتی م: ۶۹۴ھ) ۔۴

(۱۷) کنز الدقائق ۔۵

اس فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسری صدی ہجری سے لے کر ساتویں صدی ہجری تک کے تمام معروف مآخذ سے استفادہ کیا اور ان کو نہایت خوبصورتی سے بطور حوالہ استعمال کیا ہے۔

۱۔علی بن عثمان بن محمد الفرغانی کی کتاب ''الفتاوی السراجیۃ'' مراد ہے۔

۲۔ابوالحسن مرغینانی کی معروف کتاب ہے۔جو بدایۃ المبتدی کی شرح ہے۔

۳۔فخر الدین اوزجندی کی معروف کتاب ہے۔مؤلف کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں مشائخ کے ایک سے زیادہ اقوال ہوں تو جو قول ان کے نزدیک راجح ہوتا ہے اس کو پہلے نقل کرتے ہیں۔

۴۔محمد بن احمد زاہد البونی کی کتاب ہے۔حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی مطالعہ کے لیے تجویز کردہ کتب میں یہ بھی شامل ہے۔

۵۔مظفر الدین احمد، جو ابن الساعاتی کے نام سے معروف ہیں کی کتاب ہے فقہ حنفی کے متون اربعہ میں سے چوتھی کتاب ہے۔فقہ حنفی کے متون اربعہ میں شامل باقی تین کتب یہ ہیں

i۔المختصر (امام قدوری) ii۔وقایۃ الروایۃ (برہان الشریعۃ محمود بن احمد) iii۔المختار (ابوالفضل مجد الدین عبداللہ ابن محمود موصلی)

کتاب کے مندرجات کا تذکرہ::

مقدمہ اول سے قبل مؤلف نے اس بات کی وضاحت کی کہ ''اول چیزی کہ بر بندہ واجبست پیش از جملہ فریضہ ھا پس از بلوغ شناختن خدای آنست کہ بدانی کہ بیچون وبیچگونہ است[1] کہ بالغ ہونے کے بعد بندے پر سارے فرائض سے قبل معرفت الٰہی لازم ہے اور وہ یہ ہے کہ تو جانے وہ بے چوں و چگونہ ہے بعدازاں ''مقدمہ اول در ایمان و کفر'' تحریر فرمایا اور ذیلی فصل میں علم توحید کی تفصیلات بیان کیں۔ مقدمہ اول تقریباً ۱۷ اصفحات (۲۔۱۸) پر مشتمل ہے۔

مقدمہ دوم نماز کے مسائل پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں نماز کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور پھر مسائل نماز درج ذیل فصول میں بیان کیئے۔

(i) کتاب الطہارۃ، اس کی ذیلی فصلوں میں نواقض وضوء، غسل، تیمّم، شامل ہیں۔

(ii) طہارت چونکہ شرط اول تھی اس لئے اس کی تفصیلات کے بعد فصل دوم سے ششم تک، لباس اور جگہ کے پاک ہونے، ستر عورت، قبلہ رو ہونا اور نیت کا بیان ہے۔

(iii) حیض و نفاس کے مسائل علیحدہ فصل میں ''نوع ششم در طہارت از حیض و نفاس'' کے عنوان سے بیان کیئے۔

(iv) اوقات صلوۃ کی فصل

۱۔ عمدۃ الاسلام ص:۲

۲۔ ایضاً

(v) باب الاذان

(vi) باب صفۃ الصلوۃ

(vii) واجبات صلوۃ کی فصل

(viii) سنن صلوۃ کی فصل

(ix) جن امور سے نماز فاسد ہوتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے ان کو علیحدہ علیحدہ فصل میں بیان کیا۔

(x) نماز باجماعت کی فصل

(xi) نماز کے اوقات مکروھہ

(xii) سجدہ تلاوت کے مسائل

(xiii) مسافر کی نماز

(xiv) نماز جمعہ

(xv) نماز عید

(xvi) سورج گرھن کی نماز

(xvii) نماز استسقاء

(xviii) نماز جنازہ

دوسرے مقدمہ میں کتاب الصوم ہے مگر اس پر ''مقدمہ دوم'' درج نہیں ہے۔ روزہ سے متعلقہ مسائل کو صرف ۴ صفحات (۵۷-۶۰) میں بیان کیا ہے۔

کتاب الزکوۃ پر بھی مقدمہ کا عنوان قائم نہیں کیا۔ اس کی ذیلی فصلوں میں

درج ذیل امور پر بحث کی گئی ہے۔

(i) صدقہ فطر

(ii) قربانی

کتاب الحج بھی مقدمہ کے عنوان سے خالی ہے۔ اس میں فرائض حج اور واجبات حج کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ پانچواں مقدمہ متفرقہ مسائل کے بیان میں ہے، اس میں عالم اور متعلم کے مسائل بیان کئے ہیں۔ آخر میں مآخذ ومراجع کی فہرست دی گئی ہے۔

عمدۃ الاسلام کا اسلوب:

مصنف کے اسلوب کو درج ذیل نکات سے سمجھا جا سکتا ہے۔

(ا) آیات قرانیہ واحادیث سے استشھاد

مصنف نے ہر موضوع سے متعلقہ آیات واحادیث کو درج کیا اور ان سے اپنے ذوق کے مطابق معانی ومطالب کا استخراج کیا۔ مثلاً **طلب العلم فریضة علی کل مسلم** میں علم سے مراد کے بارے میں منقول اقوال سے جس قول کا انتخاب کیا وہ یہ ہے۔

مراد ازین علمِ توحید ست بیک قول[۱]

کتاب الصوم کا آغاز اس طرح کیا:

۱۔ عمدۃ الاسلام ص:۲

بدان وفقک اللہ علی الطاعات کہ یک ماہ روزہ داشن فرض است برھمہ مسلمانان از مردان و زنان و آن رمضانست قال اللہ تعالیٰ یا ایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم (۲۷)توبوا الی اللہ جمیعا نقل کرنے کے بعد لکھا: توبہ کنید از گناہ بخدای باز گردید و الامر للوجوب۔[۱]

(۲) حوالہ جات کا اہتمام

مؤلف نے ہر عبارت رحکم رمسئلہ رکا ذکر حوالہ سے کیا ہے اور یہ اسلوب پوری کتاب میں نظر آتا ہے۔ حوالہ کے لیے عموماً کتاب کا نام ذکر کرتے ہیں اور اس کے لیے درکشف الاسرار آوردہ است [۲] درکنز آوردہ است [۳] کا جملہ استعمال کرتے ہیں۔

(۳) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ترجیح

یہ کتاب فقہ حنفی کی نمائندگی کرتی ہے۔ فقہ حنفی میں بہت سے مسائل میں فتوی صاحبین کے قول پر ہے۔ مؤلف عمدۃ الاسلام نے بعض مواقع پر اس بات کی وضاحت کی کہ اس مسئلہ میں مفتیٰ بہ قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اعتقادی حوالہ سے صحابہ کی فضیلت اور موزوں پر مسح کی بات کرتے ہوئے مؤلف لکھتے ہیں: از امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند از مذہب سنت و جماعت جواب گفت:

۱۔ البقرۃ:۱۸۳ر عمدۃ الاسلام ص:۵۷　　۲۔ ایضاً ص:۷۴　　۳۔ ایضاً ص:۲

۴۔ ایضاً ص:۴۷

اَن تُفضِّل الشیخین و تُحِبَ الختینن و تری المسح علی الخفین ۱؎

مغرب کی نماز کے وقت کا ذکر کرتے ہوئے بھی اس طرح حوالہ دیا در کنز آوردہ است کہ فتوی بر قول امام اعظم است ۲؎ اسی طرح کتاب الزکوۃ (ص:۶۲) ملاحظہ فرمائیں۔

شعروں کا استعمال

فقہی اسلوب بیاں خشکی کا حامل ہوتا ہے مگر عمدۃ الاسلام میں متعدد مقامات پر اشعار درج کر کے ادبی انداز کی کوشش کی گئی ہے۔

و مرۃ تکفی لنقل العادۃ	و اشترطا للعادۃ الاعادۃ	۳؎
ولایکلمون حال الخطبۃ	ولا یصلونَ سوی الفوائت	۴؎
لایشرب المثلث القوی	ولا الزبیبی ولاالتمری	۵؎
وعیسٰی سوف یاتی ثم یتوی	لدجال شقی ذی خبال	۶؎
مرید الخیر و الشر القبیح	ولکن لیس یرضی بالمحال	۷؎
و من ینو ارتدادا بعد دھر	یصر عن دین حق ذا انسلال	۸؎

(۱) عادت کی تبدیلی کے لیے ایک مرتبہ (خلافِ عادت) کام واقع ہونا کافی ہوتا ہے البتہ عادت کے لیے اس کام کی تکرار شرط ہے۔

۱۔عمدۃ الاسلام ص:۱۴ ۲۔ایضاً ص:۳۵ ۳۔ایضاً ص:۳۴ ۴۔ایضاً ص:۵۲

۵۔ایضاً ص:۷۳ ۶۔ایضاً ص:۱۳ ۷۔ایضاً ص:۱۴ ۸۔ایضاص:۱۷

(۲) دورانِ خطبہ کوئی بات نہیں کرتے نہ ہی نماز پڑھتے ہیں سوائے قضا نماز کے۔

(۳) نہیں پیتے تین چیزوں سے مرکب شراب جو اثر میں بہت قوی ہوتی ہے نہ ہی انگور کی شراب اور نہ ہی چھوہارے کی (یعنی سب حرام ہیں)

(۴) اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نزول فرمائیں گے بدبخت شیطان دجال (کو ہلاک کرنے) کے لیے۔

(۵) خیر اور شر سب اللہ کی مشیت اور ارادہ ہی سے ہوتے ہیں لیکن شرور میں اللہ کی رضا (خوشنودی) نہیں ہوتی (جبکہ خیر میں اس کی رضا مندی بھی ہوتی ہے)

(۶) جس نے نیت کر لی ایک مدت بعد دین سے پھر جانے کی وہ (اسی وقت سے) دین حق سے پھر گیا۔

زبان:

یہ کتاب فارسی زبان میں لکھی گئی آیات، احادیث، اشعار اور بعض اقوال عربی میں نقل کئے گئے ہیں جس سے ادبی حسن پیدا ہوا اور نہایت آسان ہے جسے کہ عام پڑھا لکھا آدمی بھی باآسانی سمجھ سکتا ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے پسند فرمانے کی وجوہ

مکتوبات امام ربانی کے اقتباسات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کتب فقہ کے مطالعہ کی تلقین فرماتے اور بعض اوقات کسی کتاب کا نام بھی تجویز کرتے۔ عمدۃ الاسلام کو آپ نے پسند فرمایا اور اس کے مطالعہ کی ترغیب دلائی۔ اس

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے آپ کے پسند فرمانے کی درجہ ذیل وجوہ ہوسکتی ہیں:

(۱) کتاب کی زبان فارسی ہے اور برصغیر کی مروجہ زبان فارسی تھی اس وجہ سے عامۃ الناس کے لیے اس کتاب کا مطالعہ آپ نے تجویز فرمایا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فکری طور پر آپ قومی اور عوامی زبان میں مذہبی لٹریچر کی ترویج و اشاعت کے قائل تھے کیوں کہ قومی زبان کا محاورہ عامۃ الناس کے لیے آسان ہوتا ہے۔ اس میں ہمارے لیے بھی یہ پیغام ہے کہ قومی اور عوامی زبان کو دین فہمی کا ذریعہ بنایا جائے۔

(۲) یہ فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا حل بتاتی ہے برصغیر کے مسلمان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد رہے ہیں۔ اس لیے بھی اس کتاب کا مطالعہ آپ تجویز فرماتے ہیں۔

(۳) مسائل انتہائی عام فہم انداز سے، باحوالہ، بیان کئے گئے ہیں اس لیے آپ نے اس کتاب کو پسند فرمایا اور عامۃ الناس کے مطالعہ کے لیے تجویز فرمایا۔

مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اس کتاب کے حوالہ سے طرز عمل، علماء وصوفیہ اور اشاعتی اداروں کی ذمہ داری بتاتا ہے کہ وہ علمی و تحقیقی کتب کے علاوہ عام فہم اور سادہ انداز میں لکھی ہوئی کتب فقہ اور دیگر بھی شائع کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور اصلاح باطن و تزکیۂ نفس (مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں)

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

اسسٹنٹ پروفیسر

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

تخلیقِ انسانیت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے انسان کی جسمانی اور روحانی ضروریات کا بھی اہتمام کیا ہے۔ انسان کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے یہ کائنات اور اس کی تمام اشیاء کو انسانوں کے لئے مسخر کر دیا۔ جبکہ روحانی ضروریات کی تکمیل کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ تمام انبیاء و رسل لوگوں کو ہدایت و راہنمائی کرتے رہے۔ لوگوں کو شرک و بت پرستی سے بچاتے رہے، انبیاء کرام نے جہاں تعلیم ربانی کا فریضہ سرانجام دیا وہاں تزکیہ نفوس اور اصلاح باطن بھی اِن کے فرائض نبوت میں شامل تھا۔ تمام انبیاء کرام معلم اخلاق بھی تھے۔ انبیاء کرام کے خاتم سید المرسلین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کی تعلیمات اور ہدایت کی تکمیل کا فریضہ دے کر مبعوث فرمایا۔ آپ کی بعثت کے لئے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے دُعا فرمائی اس میں بھی آپ کے فرائض نبوت کا تذکرہ ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

اے ہمارے رب تو انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کو تیری

آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔[۱]

جبکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے چار فرائض نبوت کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

چنانچہ ہم نے تم میں ایک رسول تمہی میں سے بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں سناتا ہے اور تمھارا تزکیہ کرتا ہے۔[۲]

تزکیہ ہر شخص کی فلاح کے لئے ہے۔ انسانی معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے، فرد کی ذات کی تعمیر اور اس کی شخصیت کی تشکیل کے لئے تزکیہ نفوس ضروری ہے۔ آقائے دو جہان، رسولِ کریم ﷺ نے تلاوت آیات، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفوس بھی فرمایا۔

ایمان وایقان کی پختگی کا دارومدار عقائد کی پختگی، عبادات اور اعمال صالحہ کے تسلسل واستحکام پر ہے، ایمان وایقان کی زینت اور حسن، اخلاق حسنہ، حسن معاملات، اور متوازن شخصیت پر ہے۔ کسی بھی انسان کی شخصیت اُس وقت متوازن ہوگی۔ جب وہ نفس پر قابو رکھے، اصلاح باطن کے لئے کوشاں رہے۔ اخلاق حسنہ سے متصف ہو جائے

۱۔ البقرہ ۲:۱۲۹ ۲۔ البقرہ ۲:۱۵۱

اور رذائل اخلاق سے پاک ہو۔ یہی وہ صفات عالیہ ہیں جن سے آراستہ انسان اپنی منزل مقصود کو پالیتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

اور جو کوئی اپنے رب کے مقام و مرتبے کے خوف سے ڈرا اور جس نے اپنے خواہشات پر قابو پایا، اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔[۱]

ختم نبوت کے دینی و تہذیبی اثرات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آقائے دو جہاں کے پیغام و تعلیمات کی ابدیت اور عالمگیریت کو اپنے نیک بندوں کے ذریعے انسانیت تک پہنچایا، اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں اور مجددین نے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور اسوۂ نبی کریم ﷺ کو اپنا تے ہوئے جہاں تلاوت آیات، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کا فریضہ سرانجام دیا وہاں وہ لوگوں کے ظاہر اور ان کے نفوس کی بھی اصلاح فرماتے رہے۔ ایسے ہی نفوس قدسیہ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو برصغیر میں پیدا ہوئے۔

دسویں صدی ہجری میں برصغیر کی ملت اسلامیہ مختلف خرافات و بدعات میں مبتلا ہو چکی تھی، دینی عقائد و نظریات کمزور ہو چکے تھے، روحانی اور معاشرتی سطح پر بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اُمت اسلامیہ پر کرم فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی

۱۔ النازعات ۷۹: ۴۰۔۴۱

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں ایک ایسی ہستی کو پیدا فرمایا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے دین اور پیغمبر اسلام ﷺ کے پیغام کو پیش فرما کر اس دین کی تجدید فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تربیت و اصلاح کا نبوی منہج و اسلوب اختیار کیا۔

آپ نے جہاں ملت اسلامیہ کی اجتماعی بہتری کی طرف توجہ دی وہاں انفرادی اصلاح کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ آپ بیک وقت ایک عالم دین، مجتہد اور صوفی تھے۔ آپ انسانی نفس اور اس کے تمام قوتوں، جبلتوں، عواطف، محرکات و ادراکات کی بصیرت رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے انسانوں کی باطنی اصلاح کے لئے ہدایات دیں، مکتوبات امامِ ربّانی میں ایسے اشارات و لطائف بکثرت ہیں۔ جن میں نفسی آلائشوں کو پاک کرنے، باطن کی اصلاح اور اخلاق کی تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ اعمال سیّئہ سے اجتناب، رذائل اخلاق سے دوری کی تلقین کی گئی ہے۔

راہِ حق کے سالکوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ بخل، حسد، تکبر، غیبت، کینہ، کذب، طمع و حرص، بد عادتوں اور بری خصلتوں سے آلودہ اور عادی ہونے سے بچیں، تاکہ ان پر فیض رحمانی کا نزول اور عنایات ربانی کا ظہور ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین نے رذائل اخلاق سے نفس کا تزکیہ نہایت ضروری سمجھ کر صرف رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لئے ان کو اپنے قلب سے دور کرتے رہنے کی تلقین کی ہے۔

انسانی جسم میں قلب مرکزی مقام رکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں بہت سے قویٰ کے

مجموعہ کو قلب کہا گیا ہے۔قلب فہم و ہدایت کا مرکز بھی اور بصیرت و ہدایت کا سرچشمہ بھی قرآن مجید میں قلب کی کئی کیفیتوں مثلاً قلب سلیم،قلب منیب، قلب مریض کا ذکر کیا گیا ہے۔رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

انسان کے جسم میں خون کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب یہ صحیح ہوتا ہے تو پورا جسم صحیح و تندرست ہوتا ہے اور جب اس میں فساد ہوتا ہے تو سارا جسم فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے یاد رکھو یہ قلب ہے۔[۱]

قلب کی اصلاح پر ہر سالک اور صوفی نے توجہ دی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

کام کا مدار دل پر ہے۔ اگر دل حق تعالی کے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب و ابتر ہے، محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادات سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ماسوائے حق کی طرف توجہ کرنے کے، دل کو سلامت رکھنا اور اعمال صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور شریعت نے جن کے بجا لانے کے لئے حکم دیا ہے دونوں درکار ہیں۔ بدنی اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کے بغیر دل کی

۱۔صحیح البخاری ، کتاب الایمان ، باب فضل من استبرأ لدینه، رقم الحدیث: ۵۲

سلامتی کا دعویٰ کرنا باطل ہے۔ جس طرح اس جہان میں بدن
کے بغیر روح کا ہونا متصور نہیں ہے اسی طرح دل کے احوال بدنی
اعمال صالحہ کے بغیر محال ہیں۔[1]

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے سیر وسلوک اور تصوف کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ اس سے باطنی آفات اور قلبی امراض دور ہوتے ہیں۔ آپ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

پس سیر وسلوک اور تزکیہ نفس، تصفیہ قلب سے مقصود یہ ہے کہ
باطنی آفات اور دلی امراض جن کی نسبت آیہ کریمہ فی قلوبھم
میں اشارہ کیا گیا ہے۔ دور ہو جائیں تاکہ ایمان کی حقیقت حاصل
ہو جائے، اور ان امراض و آفات کے باوجود اگر ایمان ہے تو وہ
صرف ظاہری اور رسمی طور پر ہے۔[2]

نفس کی تین حالتیں

انسان طاعات وریاضات اور مجاہدہ و زہد کے ذریعے جب نفس کو مغلوب کرنا چاہتا ہے تو نفس مقاومت کرتا ہے اور نفس کی تین حالتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۔ مکتوبات امامِ ربّانی، دفتر اول، مکتوب: ۳۹ ۲۔ ایضاً، مکتوب: ۴۶

ا۔اگرنفس نے شان اطاعت پیدا کرلی اور فرمانبردار ہو گیا تو اسے نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔

۲۔اور اگر نفس کبھی غالب اور کبھی مغلوب رہے یعنی مطیع اور مطاع دونوں حالتیں اختیار کر لے تو اسے نفس لوّامہ کہتے ہیں۔اس مرتبہ میں نفس افعال شنیعہ سے نادم بھی ہوتا ہے اور اپنے کو ملامت بھی کرتا ہے۔

۳۔اگر نفس پوری طرح سرکش ہے اور مغلوب و مطیع ہونے کی بجائے غالب اور مطاع ہی رہے۔ بدی کی راہیں بتلاتا رہے تو اسے نفس امّارہ بالسُّوء کہتے ہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

> انسان کو اپنے نفس سے محبت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سی خواہشات کی کثرت مثلاً مال و اولاد، سرداری و تعریف اور لوگوں کے نزدیک شان کی بلندی وغیرہ کے ساتھ اس کی محبت کا تعلق ہے تو اس صورت میں بھی اس کا محبوب ایک ہی چیز ہے اور وہ اس کا اپنا نفس ہے۔ اور ان سب چیزوں کو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے نہ کہ ان چیزوں کی ذات کے لئے، پس جب اس کے اپنے نفس کی محبت زائل ہو جائے تو ان تمام چیزوں کی محبت میں تبعیت کی وجہ سے زائل ہو جائے گی۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بندہ اور حق تعالی کے درمیان حجاب بندہ کا اپنا نفس ہی ہے نہ کہ

جہان۔۔۔۔لہٰذا جب تک بندہ اپنے نفس کی مراد سے خالی نہ ہو جائے حق تعالی اس کی مراد نہیں ہوسکتا اور نہ ہی حق تعالی کی محبت اس کے دل میں آسکتی ہے۔[۱]

حب جاہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے دلوں پر قبضہ کرنا چاہے اور خواہش کرے کہ لوگوں کے دل میرے مطیع ہو جائیں، لوگ میری تعریف کیا کریں، میری حاجت کے پورا کرنے میں پیش پیش رہیں۔ حب جاہ پیدا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عموماً آدمی کو اپنی بڑائی اور عزت کی بالطبع خواہشیں ہوا کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ عزت وشان اور یکتائی سوائے ذات واجب الوجود کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے۔ جو بندہ حب جاہ کی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ گویا حق تعالی کا مقابل ہونا چاہتا ہے۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں:

میرے مخدوم ومکرم، نفس امارہ حُبِ جاہ وریاست پر پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کا مقصود اور اس کی تمام تر خواہش اپنے ہم عصروں پر بلندی حاصل کرنا ہے اور وہ بالذات اس بات کا خواہاں ہے کہ تمام مخلوق اسی کی محتاج اور اس کے امر ونہی کے تابع ہو

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۴

جائے اور وہ خود کسی کا محتاج ومحکوم نہ ہو، اس کا یہ دعوی خدائے بے مثل کے ساتھ الوہیت وشرکت کا ہے۔ بلکہ وہ بے سعادت شرکت پر بھی راضی نہیں ہے چاہتا ہے کہ صرف وہی حاکم ہو اور سب اس کے محکوم ہوں۔ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ **عَادِ نَفُسَکَ فَاِنَّهَا انُتَصَبتُ بِمُعَادَاتِی** یعنی اپنے نفس کو دشمن رکھو کیونکہ وہ میری دشمنی میں کھڑا ہے۔ پس نفس کی مرادوں یعنی جاہ وریاست وبلندی وتکبر وغیرہ کے حاصل کرنے کے ذریعہ نفس کی تربیت کرنا حقیقت میں اس کو خدائے تعالیٰ کی دشمنی میں مدد اور تقویت دینا ہے۔ الغرض جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو جائے اور سرداری کے مالیخولیا کی خباثت سے پاک نہ ہو جائے۔ اس وقت تک نجات محال ہے۔ اس مرض کے دور کرنے کی فکر ضروری ہے تا کہ ہمیشہ کی موت تک نہ پہنچائے۔ کلمہ طیبہ **لاَ اِلٰـهَ اِلّا اللّٰـهُ** جو انفسی وآفاقی معبودوں کی نفی کے لیے وضع کیا گیا ہے نفس کے تزکیہ وصفائی کے لئے بہت ہی فائدہ مند اور مناسب ہے۔ طریقت کے اکابرین نے تزکیہ نفس کے لئے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔[1]

ا۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب: ۵۲

آپ نے اپنے ایک مکتوب بنام عبدالرحیم خان میں یہ لکھا کہ:

''جان لے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ پس افسوس اس شخص پر جس نے اس میں نہ بویا اور اپنی استعداد کی زمین کو بے کار رہنے دیا۔ اور اپنے اعمال کے بیج کو ضائع کر دیا۔ اور جاننا چاہیے کہ زمین کا ضائع اور بے کار کرنا دو طریق پر ہے۔ ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے اور دوسرا یہ کہ اس میں ناپاک اور خراب بیج ڈالے۔ اور پہلی قسم کی نسبت دوسری قسم اضاعت میں بہت ضرر اور زیادہ فساد ہے۔ جیسے کہ پوشیدہ نہیں ہے اور بیج کا خبیث و ناپاک ہونا، اس طرح پر ہے کہ ناقص سالک سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے مسلک پر چلنے لگے۔ کیونکہ ناقص حرص و ہوا کے تابع ہوتا ہے اور جو حرص و ہوا کے تابع ہوتا ہے اس کی کچھ تاثیر نہیں ہوتی۔ اور اگر بالفرض تاثیر ہو بھی تو وہ اس کی حرص و ہوا کو ہی زیادہ کرے گی پس اس کا نتیجہ تاریکی پر تاریکی ہے۔[1]

---

[1] مکتوبات امام ربّانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۳

مکاتیب کے ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اصلاح باطن اور تزکیۂ نفس کے لیے رہنمائی قرآن وسنت سے حاصل کی۔ آپ کا اصلاح باطن کا منہاج اسوہ حسنہ سے مستنیر ہے۔



اثبات النبوۃ کے ادبی محاسن

ڈاکٹر افتخار احمد خان

شعبہ عربی جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

اس مقالہ کو درج ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ اثبات النبوۃ کا تعارف اور سبب تالیف

۲۔ اثبات النبوۃ کا منہجی مطالعہ

۳۔ اثبات النبوۃ کے ادبی وفنی محاسن

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نہ صرف مصلح، بلکہ دور اندیش مدبر اور طبیب بھی تھے آپ نے وقت کے سنگین فتنوں کے سد باب اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے حالات کا بغور مطالعہ کیا، دیکھا، سمجھا اور معلوم کیا کہ اصل مرض ہے کیا؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور جڑیں کہاں کہاں ہیں؟ اس مقصد وغرض کے لئے اکبر کے درباریوں، مداحین اور خوشامدیوں کو قریب سے دیکھا اور معلوم کرلیا کہ:

۱۔ اس مرض کا اصل سبب انکار نبوت ہے جو توہین رسالت اور گستاخی رسول اللہ ﷺ کا ہولناک رنگ لیے ہوئے ہے۔

۲۔ دوسرا سبب وخطرہ یہ احمقانہ خیال وتصور تھا کہ شریعت اسلامیہ نے رسول عربی ﷺ کی سیادت وقیادت میں ایک ہزار سال پورا کرلیا ہے، اب اگلا ہزارہ اہل عجم کا ہے جسے اکبر نے دینِ الٰہی کی شکل میں اپنے لئے مختص کرلیا ہے۔

۳۔تیسرا اور سب سے زیادہ مہلک اور خطرناک سبب متحدہ قومیت کا اکبری تصور ہے۔[۱]

مذکورہ اسباب وامراض میں سے اہم ترین مسئلہ انکارنبوت ہے اسی فتنہ کی بیخ کنی اورسد باب کے لئے آپ نے رسالہ ''اثبات النبوۃ فی تحقیقالنبوۃ ''تحریر فرمایا۔ جوآپ کے قلم کا شاہکار بے نظیر ہے یہ مختصرسارسالہ چوالیس (۴۴)صفحات پر مشتمل ہے جوکہ ایک مقدمہ اور دو مقالوں پر محیط ہے۔مقدمہ میں دو بحوث ہیں ایک نبوت کے معنی کی تحقیق جبکہ دوسری بحث معجزہ کے بیان کے متعلق ہے۔

پہلا مقالہ اس میں دومسلک ہیں پہلا مسلک (ا)منکرین کےاعتراضات بعثت اور شریعتوں کی حکمت پرمبنی ہے جبکہ دوسرا مسلک (ب) خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کےاثبات میں ہے جس میں درج ذیل نکات مذکور ہیں:

(ا)اثبات النبوۃ کی صورتیں (ب)اعجاز القرآن کی صورتیں (ج)قرآن کریم کے اعجاز میں قدح کرنے والوں کے کچھ شبہات اوراعتراضات۔

دوسرا مقالہ فلاسفہ کی مذمت، ان کی کتب کے مطالعہ اورعلوم کی ممارست سے حاصل ہونے والے ضرر کے متعلق ہے۔ [۲]

ا۔تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے:''حضرت مجدد اور دو قومی نظریہ''اور ڈاکٹر ظہور احمد اظفر مطبوعہ''مقالہ بعنوان''ارمغانِ امام ربانی ۲۔۴۳۔۵۵،شیر ربانی پبلیکشنز، لاہور ۲۰۱۰ء

۲۔رسالۃ اثبات النبوۃ کے مطبوعہ نسخوں میں دوسرے مقالہ کی تفصیلات مفقود ہیں اسی لئے ان پر بحث ممکن نہیں

اسبابِ تالیف:

شیخ مجدد الف ثانی نے کتاب کے مقدمہ میں اسباب تالیف کا ذکر بہت ہی جامع انداز میں کیا آپ رطب اللسان ہیں:

''ولما تمكن فى قلبى وتقرر فى صدرى أن أقرر لهم ما يرفع شكوكهم وأحرر لأجلهم ما يزيل شبههم لما رأيت ذلک على نفسى حقاً واجباً ودينا لازماً لا يسقط بدون الأداء فألفت رسالة و حررت مقالة فى اثبات مطلب اصل النبوة ثم فى تحققهاوثبوتها لخاتم الرسل عليه من الصلوٰة أفضلها ومن التحيات أكملها وفى رد شبه المنكرين النافين لها وفى ذم الفلسفة وبيان الضرر الحاصل من ممارسة علومهم ومطالعة كتبهم بدلائل وبراهين ملتقطا وآخذا ايّا هامن كتب القوم وملحقا ومضيفا اليها ما سنح به خاطرى الكليل بعون الله الملک الجليل''[۱]

''جب میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور میرے سینے میں جم گئی کہ میں ان کے لئے ایسی تقریر کروں جو ان کے شکوک دور کر

۱۔ اثبات النبوۃ ص:۱۳

دے اور ان کے لئے ایسی بات لکھوں جو ان کے شک وشبہ کو زائل کر دے کیونکہ جب میں نے دیکھا کہ یہ میری ذات پر ایک حقِ واجب ہے اور ایک لازمی قرض ہے جو بغیر ادائیگی کے ساقط نہیں ہوتا تو میں نے ایک رسالہ کی تالیف کی اور اصل نبوت کا مطلب ثابت کرنے، پھر خاتم الرسل ﷺ کے حق میں اس کے ثبوت وتحقق اور منکرین اور اس کی نفی کرنے والوں کے شبہات کی تردید اور فلسفہ کی مذمت اور ان کے علوم کی ممارست اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے جو ضرر حاصل ہوتا ہے اس کے بیان کے لئے ایک مقالہ دلائل وبراہین کے ساتھ لکھا جو میں نے قوم کی کتابوں سے اخذ کئے اور اس پر اضافہ اور الحاق کیا، جو میرے درماندہ دل پر اللہ ملک جلیل کی مدد سے ظاہر ہوا۔"

غرضِ اول اور بنیادی مقصد اثبات النبوۃ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نبوت کی وضاحت اس انداز میں فرمائی:

نبوت کی اساس قرآن کریم اور حدیث نبوی ہے نبی اور رسول ہوتا ہی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو۔ میں نے تجھے کسی خاص قوم یا تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

پھر حواس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"حواس خمسہ کا تعلق مدرکات سے ہے جن کے ذریعے انسان

کسی چیز کا ادراک کرتا ہے ان حواس سے بڑھ کر عقل ہے جس کے ذریعے انسان اس چیز کو پاتا ہے کہ نبوت ہے کیا؟ اور عقل کے ذریعے ہی انسان اس چیز کا تعین کرتا ہے کہ کیا اشیاء خارق عادت ہیں؟

خواص نبوت کا تفصیلاً ذکر کرنے کے بعد مزید راہنمائی اس انداز میں فرمائی:

ان کے علاوہ جو دیگر خواص نبوت ہیں تو ان کا ادراک ہم ذوق کے ذریعے کر سکتے ہیں جو کہ طریقِ تصوف اور اولیاء اللہ کے طریقے پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے صرف یہ ایک خاصہ ہی تمہارے ایمان کے لئے کافی ہے جیسا کہ امام غزالی نے اپنی المنقذ من الضلال نامی کتاب میں ذکر کیا ہے۔[1]

جہاں تک آپ کے منہج کا تعلق ہے تو آپ نے اس رسالہ کا آغاز بھی دیگر رسائل کی طرح حمد باری تعالیٰ سے کیا اور طویل دعائیہ کلمات سے اپنے رسالہ کو مزین فرمایا آپ نے جس انداز سے دلی جذبات کا اظہار فرمایا ملاحظہ فرمایئے:

"اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَاَنْزَلَ عَلَیهِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَهٗ عِوَجاً قَیِّماً لِیُنْذِرَ بَاساً شَدِیداً مِنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُومِنینَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ

[1] اثبات النبوۃ ص:۲۴

أنَّ لَهُـمَ أَجْـراً حَسَـنـاً فَـأَكْـمَـلَ بِهِ لِعِبَادِهِ دِيَنُهم وأتَـمَّ عَـلَيْهِـمْ نِـعْـمَتَـهُ وَرَضِىَ لَهُمْ الْإِسْلَا مَ دِيْناً وخَتَمَ بِـهِ الأنبيَاءَ والرُّسُلَ ......''[۱]

دعائیہ کلمات کے بعد اسلاف کے طریق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں صلاۃ وسلام کا تحفہ پیش کیا اور پھر باقاعدہ رسالہ کا آغاز کرتے ہوئے مرسل و کاتب کا ذکر کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج کی نمایاں خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اپنی نصوص کو قرآنی آیات واحادیث نبویہ کے زیور سے آراستہ فرماتے ہیں جس کی بہترین مثال تمھیدی کلمات ہیں جس میں انبیاء ورسل کے احوال اور مرتبہِ کمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمان خداوندی مَـازَاغَ الْبَـصَـرُ وَمَـا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰياتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى۔[۱] سے استدلال واستشھاد کیا ہے۔

تیسری وجہ امتیاز یہ بھی نظر آتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے استشھاد کے ساتھ ساتھ علماء ومفسرین کے اقوال سے تائید نکتہ، شرحِ مقصود یا ردقول کے لئے استدلال کرتے ہیں۔

مختصراً یہ کہ آپ کا داعیانہ لب ولہجہ، استدلال عقلی ونقلی، ہر شخص کے شایان شان القابات، پختہ وقوی استدلال آپ کے منہج کی نمایاں خصوصیات میں سے ہیں۔

۱۔اثبات النبوۃ ص:۹

استدلال کی نوعیت کو درج ذیل نکات سے سمجھا جاسکتا ہے

(ا)ثبوت الحجة بالحجج القاطعه

آپ رحمہ اللہ کے منہج کی بنیادی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ دعویٰ کو دلائل و براہین قاطعہ سے ثابت کرتے ہیں اثبات النبوۃ کے حوالہ سے فلاسفہ کے مختلف دلائل و براہین کا جواب دیتے ہوئے ایک ٹھوس اورقوی دلیل نمازوں کے اوقات میں اختلاف میں مضمر حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نقول أليس يختلف الحكم في الطالع بأن تكون الشمس في وسط السماء أو في الطالع أو في الغارب قالو ابلی حتی بنوا علی هذا تقويماتهم واختلاف المطالع وتفاوت الآجال والأعمار ولا فرق بين الزوال وبين كون الشمس في وسط السماء ولا بين المغرب وبين كون الشمس في الغارب فهل لتصديقه سبب الا أنه سمعه بعبارة"[1]

ا۔اثبات النبوت ص:۳۶

ہم کہیں گے کہ کیا حکم طالع کے لحاظ سے مختلف نہیں ہوتے جب کہ آفتاب وسط آسمان میں ہو یا مشرق میں یا مغرب میں ہو تو وہ جواب دیں گے ہاں کیوں نہیں۔ یہاں تک کہ انھوں نے اسی پر اپنی تقویمات، اختلاف مطالع اور مدتوں اور عمروں کے تفاوت کی بنیاد رکھی، حالانکہ زوال اور آفتاب کے وسطِ آسمان میں ہونے میں اور نہ مغرب اور آفتاب کے غارب میں ہونے میں کوئی فرق ہے۔ پس اس تصدیق کا سبب بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس کو نجومی کی عبارت میں سنا ہے۔

(ب)اثبات الدعوی بالحجج العامّة

شیخ موضوع اور مواضع کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دلائل پیش کرتے ہیں اگر موضوع متقاضی ہو دلائل قویہ کا تو آپ قوی و پختہ دلائل سے استدلال کرتے ہیں اور اگر ضرورت براہین عامہ کی ہو تو آپ ویسے ہی دلائل سے اثبات واستدلال کرتے ہیں مثال کے طور پر ”حکمۃ البعثۃ والشرائع“ پر بات کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”الأولی والأنفع فی هذا المقام أن یذکر ما قاله حکماء الاسلام من أن التکلیف حسن، بیان ذلک ان اللہ تعالیٰ خلق الانسان بحیث لا یستقل وحده بأمور معاشه لا حتیاجه الی غذاء ولباس ومسکن وسلاح وغیر ذلک من الأمور التی کلها صناعی لا

یقدر علیها صانع واحد مدة حیاته وانما یتیسر لجماعة یتعاضدون ویتشارکون فی تحصیلها " [1]

اس مقام پر اس کا ذکر کرنا بہتر اور نافع ہے جو حکمائے اسلام نے کہا ہے کہ: تکلیف حسن ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے امورِ معاش میں مستقل نہیں ہے اس لئے کہ اس کو غذا، لباس، مکان، اسلحہ اور اس کے علاوہ ان امور کی ضرورت ہے جو کہ صناعی ہیں اور ان تمام پر ایک صانع اپنی مدت حیات میں قادر نہیں ہے بلکہ یہ ایک جماعت ہی کو میسر آ سکتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں، اور اس کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے کے شریک ہوں۔

(ج) **الدلاله بالحقائق الثابته**

حقائق ثابتہ سے دلالت واستدلال آپ کا خاصہ ہے جس کا منہ بولتا ثبوت کتاب اثبات النبوۃ کا مقدمہ ہے ملاحظہ فرمائیے:

"اذا علمت معنی النبوة فأکثر النظر فی القرآن والأخبار یحصل لک العلم الضروری بکونه صلی الله علیه وسلم علی اعلی درجات النبوة ...

---

[1] اثبات النبوۃ ص: ۲۸

ان جميع أقواله وأفعاله صلى الله عليه وسلم مشعر عن تكميل النفوس البشرية فى قوتهم العلمية والعملية بالعقائد الحقة والأعمال الصالحة وعن معالجة القلوب المريضة وازالة ظلماتها ولا معنى للنبوة الا ذلک [1]

جب آپ نے نبوت کا معنی جان لیا تو قرآن اور احادیث میں بہت زیادہ غور کرو، اس سے تمہیں اس کا ضروری علم حاصل ہو جائے گا کہ آپ ﷺ نبوت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہیں آپ ﷺ کے تمام اقوال وافعال، اعمال صالحہ و عقائد حقہ کے ذریعہ قوتِ علمیہ وعملیہ میں نفوس بشریہ کی تکمیل کی خبر دیتے ہیں اور بیمار دلوں کے علاج اور اس کی تاریکیوں کے ازالہ کی خبر دیتے ہیں اور نبوت کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں۔

(۵) دلالة الدعوى بالمنطق وبالعقل :

شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ عام اور قوی دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ عقل

۱۔ اثبات النبوۃ ص: ۱۲۔۱۳

ومنطق سے بھی اثبات کرتے ہیں جس کی بہترین مثال بحثِ معجزہ ہے آپ فرماتے ہیں:

"لا یتمیز الصادق عن الکاذب وینسد باب اثبات النبوة لأن العمدة فی اثباتها تحقق العلم الضروری العادی بصدق النبی عند ظهور المعجزة بل یلزم ان لا یکون المعجزة معجزة وأن لا یکون لها دلالة علی الصدق أصلا لأنها باعتبار خرقها العادة تسمی معجزة وتدل علی الصدق فلو جوزنا انخراق العادة مطلقا صارت هی حینئذ کالأمور المعتادة فی عدم الدلالة علی الصدق کطلوع الشمس فی کل یوم فالحق فی هذا المقام ما اتلو علیک انا انما جوزنا خرق العادة خاصة فی حق النبی اعجازاً و فی حق الولی کرامة "۔[1]

اس صورت میں صادق کا امتیاز کاذب سے نہیں ہوسکتا اور اثبات النبوۃ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس لئے کہ اس کے ثابت کرنے میں اعتماد اس پر ہے کہ معجزہ کے ظاہر ہونے کے وقت نبی کے صادق ہونے کا علم ضروری عادی طور پر حاصل ہو بلکہ لازم آتا ہے

۱۔ اثبات النبوت ص:۲۱

کہ معجزہ معجزہ نہ رہے اور یہ کہ اس کی دلالت صدق پر بالکل نہ ہو اس لئے کہ وہ باعتبار اپنے خرق عادت کے معجزہ کہا جاتا ہے اور صدق پر دلالت کرتا ہے پس اگر ہم مطلقا خرق عادت کو جائز قرار دیں تو وہ اس صورت صدق پر دلالت نہ کرنے کے اعتبار سے امور عادیہ کی طرح ہوں گے مثلاً روزانہ آفتاب کا طلوع ہونا پس حق اس مقام میں وہ ہے جو میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ ہم نے خرق عادت کو صرف نبی کے حق میں اعجاز کے طور پر اور ولی کے حق میں کرامت کے طور پر جائز قرار دیا ہے۔

اسی طرح معجزہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے بحثِ معجزہ کے آغاز میں رقمطراز ہیں جو اثبات بالمنطق والعقل کی عمدہ مثال ہے:

”وهی عندنا عبارة عما قصد به اظهار صدق من ادعی انه رسول الله ولها شرائط .

(الف)ان تكون فعل الله لأن التصديق منه لايحصل بما ليس من قبله .

(ب)أن تكون خارقة للعادة لان ما هو معتاد كطلوع الشمس فی كل يوم وجدؤ الأزهار فی كل ربيع .

(ج)أن يتعذر معارضتها

(د)أن تكون ظاهرة علٰی يد مدعی النبوة ليعلم أنه

تصدیق له

(ہ)أن تكون موافقة للدعوى فلو قال معجزتی أن احییَ ميتا ففعل

(و)أن لا يكون ما ادعاه وأظهره من المعجزة مكذبا له فلو قال معجزتی أن ينطق هذا الضب فنطق الضب أنه كاذب

(ز)أ ن لا تكون متقدمة على الدعوى لأن التصديق قبل الدعوٰی لا يعقل" ۲

"معجزہ سے ہمارے نزدیک مراد وہ چیز ہے جس سے اس شخص کی صداقت کا اظہار مقصود ہو جو اس کا دعویٰ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اوراس کی چند شرائط ہیں

(ا) یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو، کیونکہ تصدیق اسی وقت حاصل ہوگی جبکہ اس کی طرف سے ہو۔

(ب) یہ کہ خارق عادت ہو کیونکہ جو چیز معتاد ہے مثلاً روزانہ آفتاب کا طلوع ہونا، اور ہر بہار میں پھولوں کا ظاہر ہونا، یہ صدق پر دلالت نہیں کرتے۔

ا۔ اثبات النبوۃ ص:۲۱ ۲۔ ایضاً

(ج) یہ کہ اس کا معارضہ دشوار ہو

(د) یہ کہ مدعی نبوت کے ہاتھوں ظاہر ہوتا کہ معلوم ہو کہ یہ اس کی تصدیق ہے۔

(ھ) یہ کہ دعویٰ کے موافق ہو چنانچہ اگر کہے کہ میرا معجزہ یہ ہے کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں تو کر کے دکھائے۔

(و) یہ کہ جس کے معجزہ ہونے کا دعویٰ کیا ہوا اور معجزے کے طور پر پیش کیا ہو وہ اس کو جھٹلانے والا نہ ہو چنانچہ اگر کہے کہ میرا معجزہ یہ ہے کہ یہ گوہ بولے اور وہ گوہ کہہ دے کہ یہ جھوٹا ہے تو اس سے اس کا سچا ہونا معلوم نہ ہوگا۔

(ز) یہ کہ معجزہ دعوے پر مقدم نہ ہو۔ اس لئے کہ دعوے سے پہلے تصدیق عقل میں نہیں آتی۔''

فنی وادبی اعتبار سے آپ کا اسلوب نگارش بے شمار ممیّزات، خصائص اور اوصاف سے متصف ہے جن میں سے:

(۱) خطابی اسلوب

(۲) الاسلوب الحکیم

(۳) الفاظ وتراکیب کا حسین امتزاج

(۴) ایجاز واطناب

(۵) عمدہ وماہرانہ تصویر کشی

(۶) حقائق ثابتہ سے استدلال

(۷) ثبوت کو شرائط سے مشروط کرنا

(۸) عقل ومنطق سے اثبات دعویٰ

(۹) کلمات جزلہ ومأ لوفہ کا استعمال

(۱۰) پختہ وقوی تراکیب

(۱۱) بلند پایہ ادبی لغت کا استعمال

(۱۲) عدم مبالغہ

(۱۳) کلام کو قرآنی آیات واحادیث سے مزین فرمانا

(۱۴) ہر شخصیت کے شایان شان القابات کا استعمال

(۱۵) داعیانہ لب ولہجہ

(۱۶) دقت رسی

(۱۷) اور أسالیبِ عرب سے آگاہی

مذکورہ محاسن میں سے چند ایک کا ذکر میں اپنے مقالہ بعنوان ''مجدد الف ثانی کا عربی اسلوب نگارش عربی مکاتیب کی روشنی میں کر چکا ہوں۔[۱] دیگر اور اہم ترین چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

(۱) الأسلوب الخطابی:

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں ارمغان امام ربانی ۲/۲۰۸۔۲۲۸

شیخ مجدد الف ثانی کے اسلوب کی بنیادی، بڑی اور اہم ترین خوبیوں میں سے ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ کی نگارشات میں خطابی اسلوب و انداز پایا جاتا ہے جو ذہنی بیداری کے لئے مہمیز ثابت ہوتا ہے تلقین کا یہ انداز بے پناہ اثر انگیز اور مفید معلوم ہوتا ہے اسی لئے آپ کے اکثر مکتوبات کا آغاز ''اعلم'' جیسے کلمات سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر زیرِ نظر رسالہ میں آپ نے بارہا یہ لفظ استعمال کیا ہے جو آپ کے اسلوبِ خطابی کا بین ثبوت ہے نبوت کے معنی کی تحقیق میں کلام کا آغاز اس انداز سے فرمایا:

''اِعلَمْ أنَّ النبیَّ عِندَ المُتکلِّمینَ مَنْ قالَهُ اللّٰهُ أرْسَلْتُکَ اِلٰی قَومٍ کذا أو اِلیٰ کَافَّةِ النَّاسِ أو بَلِّغْهُمْ عَنِّی أَوْ نَحْوَہ مِنَ الأَلفَاظِ المُفیدةِ لِهٰذا المَعْنیٰ کَبعَثْتُکَ اِلَیهِم ونَبِّئهُمْ...''۔ ا

''جان لو کہ متکلمین کے نزدیک نبی وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ میں نے تمہیں کسی خاص قوم یا بنی نوع انسان کی طرف مبعوث فرمایا ہے یا یہ کہ اسے کہا ہو کہ میری طرف سے ان کو یہ پیغامِ دعوت پہنچا دو یا اس معنی ومفہوم کی ادائیگی کے لئے مناسب ومفید الفاظ استعمال کئے ہوں مثلاً یہ کہ ''میں نے تم کو ان لوگوں کی طرف بھیجا'' اور ان کو خبر دے دو۔''

۲۔ اثبات النبوۃ ص: ۱۴

اسی طرح صفحہ نمبر ۱۵،۲۲، ۳۶،اور ۴۳ پر موجود عبارتیں اسلوب خطابی کے لئے قابل ملاحظہ ہیں۔

(۲) الأسلوب الحکیم:

اسی طرح آپ علیہ الرحمۃ کوئی بات پہنچانے کی غرض سے ایسا انداز اختیار کرتے ہیں جو کہ بہتر انداز سے سامع تک پہنچ سکے اور بہترین انداز سے اثر انداز بھی ہو تو اسے ہم علم البدیع کی رو سے الأسلوب الحکیم کہتے ہیں جیسا کہ آپ نے معجزہ کے ذکر میں اختیار کیا ملاحظہ فرمایئے درج ذیل عبارت:

ادعی الرجل بمشھد الجم الغفیر انی رسول ھذا الملک الیکم ثم قال للملک :ا ن کنت صادقا فخالف عادتک وقم من الموضع المعتاد لک وھو السریر واقعد بمکان لا تعتادہ ففعل کان ذلک نازلا منزلۃ التصدیق بصریح مقالہ ولم یشک أحد فی صدقہ بقرینۃ الحال ولیس ھذا من باب قیاس الغائب علی الشاھد بل ندعی أن ظھور المعجزۃ یفید علما ضروریا بالصدق وان کونہ مفید الہ معلوم بالضرورۃ العادیۃ ویذکر ھذا المثال للتفھیم وزیادۃ التقریر "[۱]

۱۔اثبات النبوۃ ص:۲۰

''کوئی شخص جم غفیر کی موجودگی میں دعویٰ کرے کہ میں اس بادشاہ کی طرف سے تمہاری طرف قاصد بن کر آیا ہوں پھر وہ بادشاہ سے کہے کہ اگر میں سچا ہوں تو تو اپنی عادت کے خلاف کر اور اپنی عادی جگہ یعنی تخت سے اٹھ جا اور اس جگہ بیٹھ جا جس کا تو عادی نہیں ۔ اور بادشاہ ایسا کرے تو یہ اس شخص کی صریح گفتگو کی تصدیق کے بمنزلہ ہوگی ، اور قرینۂ حال کی بنا پر کسی شخص کو اس میں شک نہ ہوگا اور یہ غائب کو حاضر پر قیاس کے قبیل میں سے نہیں ہے بلکہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ معجزہ کا ظاہر ہونا صدق کے علم ضروری ہونے کا فائدہ دیتا ہے اور اس کے لئے اس کا مفید ہونا ضرورت عادیہ کی بنا پر معلوم ہے اور یہ مثال سمجھانے کے لئے اور تقریر کی زیادتی کے لئے بیان کی جاتی ہے''

(۳) پختہ وقوی تراکیب:

امام ربانی علیہ الرحمۃ پختہ وقوی تراکیب استعمال کرتے ہیں جو أسالیب عرب کے عین مطابق ہیں اس سے آپ کی عربی زبان وادب سے گہری وابستگی عیاں ہوتی ہے یہ ایسی تراکیب ہیں اگر عرب بھی انہیں پڑھیں تو عش عش کر اٹھیں ایسی ہی خوبصورت ودلفریب تراکیب کو یکجا دیکھنے کے لئے کتاب ہذا کا مقدمہ قابل ملاحظہ ہے جس میں دعائیہ کلمات کے بعد بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنی بے پناہ محبت وعقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔

"وجعله أفضل الانبياء وأكرم الرسل وأعد لهم ملة وأقومهم دينا وشرعا هو الذى أخبر سبحانه عن اعتدال حاله ومرتبة كماله بقوله:ما زاغ البصر وما طغى لقدر راٰى من ايات ربه الكبرى محمد ن المبعوث الى كافة الورٰى ليدعوهم الى تنزيهه وتوحيده ويكمِّلُهم فى قوتهم العلمية والعملية ويعالج قلوبهم المرضى ....."[۱]

آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام رسولوں سے معزز اور ملت کے اعتبار سے سب سے معتدل اور دین وشرع کے اعتبار سے سب سے زیادہ درست بنایا اور جن کے اعتدال حال اور مرتبہ کمال کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے قول (مازاغ البصر وما طغى لقد راى من ايات ربه الكبرى) کے ذریعہ خبر دی۔ حضرت محمد ﷺ وہ ہیں جو تمام مخلوقات کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور توحید کی دعوت دیں ان کو ان کی قوت علمیہ وعملیہ میں کامل کریں۔

۱۔ اثبات النبوۃ ص:۹

(۴) ایجاز واطناب:

شیخ مجدد علیہ الرحمۃ ثاقبِ نظر، عمیق فکر اور وسیع معلومات کے حامل ہیں۔ آپ بغیر افادہ کے کسی موضوع میں غوطہ زن نہیں ہوتے کبھی آپ اشارۃً بات کر دیتے ہیں اور کبھی علماء وصالحین کے اقوال وفرمودات پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں مزید تبصرہ یا معلومات ضبطِ تحریر میں نہیں لاتے جس کی بہترین مثال ''حکمۃ البعثۃ والشرائع'' کا موضوع ہے۔ جس میں آپ نے بات کا آغاز ہی اس انداز سے کیا:

''الاولی والانفع فی ھذا المقام ان یذکر ما قالہ حکماء الاسلام من أن التکلیف حسن...'' [1]

اس مقام پر اس کا ذکر کرنا بہتر اور نافع ہے جو حکمائے اسلام نے کہا ہے کہ ''تکلیف حسن ہے۔۔۔''

گویا کہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ ایجاز واطناب کا حسین ودلفریب مرقع ہے۔ [2]

۵) التدقیق الشدید:

آپ کی رسالہ ھذا کے اکثر مواضع پر یہ بات ملاحظہ کی گئی ہے کہ آپ کے ہاں دقت رسی بہت زیادہ ہے آپ باریک بینی سے معاملات پر غور فرماتے ہیں اور عمیق

۱۔ اثبات النبوۃ ص:۲۸ ۲۔ اس طرز کی مزید معلومات اور مثالوں کے لئے ملاحظہ فرمائیں ''فی تحقیق معنی النبوۃ'' ص ۱۴۔۱۶ اور ''وجوہ اثبات النبوۃ'' ص ۴۱۔۴۳

مطالعہ کے بعد اپنے خیالات و معلومات کو تحریر کا جامہ پہناتے ہیں مثال کے طور پر ''شبه القادحين في اعجاز القرآن '' کے موضوع کے تحت لکھی گئی عبارتیں آپ کی دقت رسی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(۵) لغة أدبية عالية:

تدقیقِ شدید کے ساتھ ساتھ آپ ہمیشہ جزلہ و مألوفہ کلمات استعمال کرتے ہیں پھر ان کو خوبصورت جملوں کے قالب میں ڈھالتے ہیں جو سجع، قافیہ اور پر تکلف محسنات بدیعیہ کے گورکھ دھندے سے پاک ہوتے ہیں جس وجہ سے بات سامع اور مخاطب کے قلب و ذہن تک بڑی آسانی اور دلنشین انداز میں پہنچ جاتی ہے۔

آپ کی یہ سادہ مگر بلند پایہ علمی و ادبی تحریریں تعلیم و تربیت کے لئے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں آپ اپنے اکثر منسوبین کی تربیت کے لئے یہی انداز و طریقہ کار اختیار کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود بھی آپ کی نگارشات خواص، عوام الناس اور علماء و محققین کے لئے مشعل راہ ہیں اور وہ مسلسل ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔

تعلیم وتربیت اور اصلاحِ احوال میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج واسلوب
(میر محمد نعمان بدخشی کے نام مکتوبات کی روشنی میں)

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم وِرک
گورنمنٹ ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ

حضرت مجدد الف ثانی ؒ (۹۷۱-۱۰۳۴ھ / ۱۵۶۳-۱۶۲۴ء) کی دعوتی تحریک کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی ترویج واشاعت میں صرف کردی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی تحریک اپنی گہرائی اور گیرائی کے اعتبار سے ایک بے مثل تحریک تھی جس کی کوئی دوسری مثال عالمِ اسلام میں مشکل سے ہی ملے گی۔ یہ عظیم الشان تحریک ایک منظّم اور مربوط دعوتی تحریک تھی جس کی تنظیم وترتیب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری صلاحیتیں وقف کردیں۔ اپنی دعوتی تحریک کی کامیابی کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رجال کار کی تیاری اور ان کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام کیا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین اور خلفاء کو دنیا کے مختلف گوشوں میں دعوتی مشن پر روانہ فرمایا۔ خاص طور پر برّصغیر کا گوشہ گوشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دعاۃ اور مبلغین کے فیض سے سیراب ہوا۔ ایسے دعاۃ میں ایک نمایاں نام آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ حضرت میر محمد نعمان بدخشی ؒ کا بھی ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے جو مکتوبات آج ہمیں دستیاب ہیں ان میں سب سے زیادہ تعداد ان مکاتیب کی ہے جو میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

لکھے گئے۔ میر نعمانؒ کے نام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اب تک دستیاب ہونے والے مکتوبات کی تعداد تینتیس (۳۳) ہے۔ دفتر اوّل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پندرہ مکتوبات ہیں۔ دفتر دوم میں تین اور دفتر سوم میں آپ کے نام پندرہ مکتوبات ہیں، جن کی اجمالی فہرست یہ ہے:

۱۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۱۱۹　　۲۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۱۲۰

۳۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۱۲۱　　۴۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۱۷۳

۵۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۰۴　　۶۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۰۹

۷۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۲۴　　۸۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۲۸

۹۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۳۱　　۱۰۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۳۸

۱۱۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۴۶　　۱۲۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۵۷

۱۳۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۶۱　　۱۴۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۲۸۱

۱۵۔ دفتر اوّل مکتوب نمبر: ۳۱۲　　۱۶۔ دفتر دوم مکتوب نمبر: ۴

۱۷۔ دفتر دوم مکتوب نمبر: ۹۲　　۱۸۔ دفتر دوم مکتوب نمبر: ۹۹

۱۹۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۱　　۲۰۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۴

۲۱۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۵　　۲۲۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۹

۲۳۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۱۰　　۲۴۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۱۲

۲۵۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۱۵　　۲۶۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۱۸

۲۷۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۱۹　　۲۸۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۲۱

۲۹۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۲۶ ۳۰۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۳۰

۳۱۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۳۶ ۳۲۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۴۹

۳۳۔ دفتر سوم مکتوب نمبر: ۱۰۲

ان مکتوبات پر تفصیلی گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مکتوب الیہ یعنی حضرت میر نعمانؒ کی شخصیت کا مختصر تعارف حاصل کرلیا جائے۔

حضرت میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ ۹۷۷ھ کو سمرقند میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد سید شمس الدین یحییٰ بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحبِ کشف و حال بزرگ تھے۔ انہوں نے آپ کا نام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر نعمان رکھا۔ حضرت میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی جا کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ کے سلوک اور اسباق طے کئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تربیت ایک عرصہ گزارا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بیعت کا سلسلہ روکا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہدایت فرمائی کہ اب باقی اکتساب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے کرو۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ رہنمائی حاصل کی اور آخر وقت تک آپ سے شدید محبت و اخلاص کے تعلق میں بندھے رہے۔ ۱۰۱۸ء میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے میر محمد نعمان کو خلافت و ارشاد سے سرفراز فرما کر برہان پور بھیج دیا۔ برہان پور میں آپ کا فیض ہر طرف پھیل گیا۔ جہانگیر کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سے سلطنت کے لئے خوف پیدا ہوا تو اس نے آپ کو اکبر آباد (آگرہ) بلا بھیجا، چنانچہ آپ اکبر آباد تشریف لے آئے

اور دعوت وتبلیغ میں مشغول ہو گئے۔آپ کی وفات ۸ ِ صفر ۱۰۵۷ھ بروایت دیگر ۱۰۶۰ھ کو اکبر آباد میں ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔ا

حضرت مجددؒ کی زندگی کا جو پہلو اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے خلفاء اور مریدین سے مسلسل رابطہ میں رہتے تھے اور ان کی تعلیم وتربیت، اصلاحِ احوال اور ان کی روحانی ترقیوں پر مسلسل نظر رکھتے تھے۔حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے میر نعمان کے نام جو مکتوبات وقتاً فوقتاً صادر فرمائے، وہ علوم ومعارف کا بحرِ بے کراں ہیں۔ان مکتوبات میں تفسیری نکات، فقہی مسائل، لطائفِ تصوّف اور دقیق کلامی مباحث بھی زیر بحث آئے ہیں، تاہم موضوع کی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ان مکتوبات کے صرف ان مباحث سے تعرض کیا گیا ہے جن کا تعلق تعلیم وتربیت اور اصلاحِ احوال سے ہے۔اس لئے ذیل کی سطور میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اس اسلوب کا تعارفی جائزہ پیش کیا جائے گا جو آپؒ نے اپنے مریدین کی تعلیم وتربیت اور اصلاحِ احوال کے لئے اختیار فرمایا۔

مکتوب الیہ / مدعو کی عزتِ نفس کا لحاظ

اصلاحِ احوال اور تربیت کا اوّلین اصول یہ ہے کہ مدعو اور مخاطَب کی عزتِ نفس مجروح نہ ہونے پائے کیونکہ مصلح اور مربّی کا کام صرف اسی صورت میں آسان ہو سکتا ہے جب وہ اپنے مخاطَب کے دل میں اپنے لئے جگہ پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اپنی بات

ا۔زبدۃ المقامات، ص:۴۵۴۔۴۶۹ حضرات القدس، ص:۳۲۰۔۳۲۳

اِس دلسوزی، خلوصِ نیت اور للہیّت سے پیش کرے کہ مخاطَب کے دل کے دروازے خود بخود کھلتے چلے جائیں۔ داعی اعظم ﷺ اور آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی دعوتی کوششوں میں اس نفسیاتی اصول کی کارفرمائی کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت میر نعمان اگرچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے لیکن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف جو مکتوبات صادر فرمائے ان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے احترام کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے میر نعمان کے لئے جو محبت بھرے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ نہ صرف اپنے مریدین سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تعلقِ خاطر کو واضح کرتے ہیں بلکہ اس اسلوبِ تخاطب میں عصر حاضر کے داعیانِ اسلام کے لئے بھی قابلِ اتباع نمونہ ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کبھی تو ان کو ''اے برادر!'' کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں اور کبھی ان سے محبت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں ''میرے سعادت مند بھائی یعنی سیادت پناہ میر محمد نعمان کا مکتوب شریف وصول ہوا۔''[۱] اور کبھی ان کو اس انداز میں دعا دیتے ہیں ''میرے سیادت پناہ عزیز بھائی میر محمد نعمانؒ جمعیت سے رہیں۔''[۲] ''سیادت مآب میرے عزیز بھائی میر محمد نعمانؒ خوش رہیں۔''[۳] اور پھر کبھی محبت بھرے انداز میں شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''شاید حضرت میر صاحبؒ نے ہم کو فراموش کر دیا ہے کہ کبھی سلام و پیام سے یاد نہیں فرمایا۔''[۴]

۱۔ مکتوباتِ امامِ ربّانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۲۴ ۲۔ ایضاً، مکتوب: ۲۰۹
۳۔ ایضاً، مکتوب: ۹۲ ۴۔ ایضاً، مکتوب: ۱۲۰

تعلیم و تربیت اور اصلاحِ احوال کے لئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں جس انداز میں اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں وہ براہِ راست دل پر دستک دینے والا ہے اور شاید اسی اسلوب کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے دورِ حاضر کے داعیانِ اسلام کی کوششیں پوری طرح بار آور نہیں ہو پا رہیں۔

اصلاحِ احوال کے لئے صحبت کی اہمیت:

محض پند و نصائح اور وعظ و تذکیر کی اہمیت کے باوصف اصلاحِ احوال کے لئے جو اہمیت صحبت کو حاصل ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ سلوک کی وہ منزلیں جن کے طے کرنے میں سخت مجاہدہ و ریاضت اور طویل عرصہ درکار ہوتا ہے، مرشد کامل اور صالحین کی صحبت سے لمحوں میں طے ہو سکتی ہیں۔

یک زمانہ صحبتی با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میر نعمان علیہ الرحمۃ کو اپنے ایک مکتوب میں اربابِ جمعیت کی صحبت کی تلقین اور ترغیب دی ہے اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جو فضیلت صحبت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور چیز کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کو باقی تمام مخلوق پر صحبت کی بنا پر ہی فضیلت دی گئی ہے۔ اور حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال دی کہ یہ بزرگ صحبتِ رسول ﷺ کے علاوہ باقی تمام درجات کی نہایت اور تمام کمالات کی غایت تک پہنچ چکے تھے۔ اور اگر حضرت اویس قرنی کو صحبت رسول ﷺ کی خاص فضیلت کا علم ہو جاتا تو انہیں اس صحبت کی فضیلت پانے

سے کوئی چیز نہ روکتی اور نہ ہی وہ صحبت کی اس فضیلت پر کسی اور شے کو ترجیح دیتے۔ ۱؎ اور اپنے ایک دوسرے مکتوب میں میر نعمانؒ کو یہ نصیحت فرمائی کہ شیخِ مقتدا کی صحبت اختیار کریں اور صوفیاء والی دلجمعی اختیار کریں کیونکہ یہ جمعیت باقی مخلوق کی جمعیت سے الگ ہے اور آپ کے اندر ایک خاص صلاحیت موجود ہے جو دنیا کی طرف بے فائدہ توجہ کے باعث چھپی ہوئی ہے۔ لہٰذا اس پوشیدہ صلاحیت کو سامنے لائیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

> اور جب دیوانگی آئی تو بندہ زن و فرزند کی تدبیر سے فارغ ہو گیا اور ادھر ادھر کے تفکرات سے نجات حاصل ہو گئی۔ یہ دیوانگی آپ کی طبیعت و سرشت میں موجود ہے لیکن بے فائدہ عوارض کی خس و خاشاک میں آپ نے اسے چھپا رکھا ہے۔ اس کا جلد تدارک کریں۔ ۲؎

اس مکتوب شریف کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مجددؒ کی نظر میں شیخِ مقتدا کا کام صرف وعظ و نصیحت تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کا کام یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مرید کے اندر خفیہ صلاحیتوں کا کھوج بھی لگائے اور پھر ان خوابیدہ صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا اہتمام بھی کرے، اور یہ سب صحبت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے آپؒ اپنے مریدین کو اربابِ جمعیت کی صحبت کی تلقین فرماتے تھے۔

۱۔ مکتوبات امامِ ربّانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر:۱۲۰ ۲۔ ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر:۱۱۹

تکبر سے اجتناب کی تلقین:

کبریائی سوائے ذاتِ باری کے کسی مخلوق کو زیبا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کبریائی اللہ تعالیٰ کی چادر ہے اور عظمت اس کا تہہ بند ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی ان کو مجھ سے چھینے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔[1] اس لئے صوفیاء کی نظر میں تکبر بہت بڑا جرم ہے جو خدائی کا دعویٰ کرنے کے برابر ہے۔ بقول شیخ سعدیؒ:

تکبر عزازیل را خوار کرد　　　بزندانِ لعنت گرفتار کرد

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متعلقین کی تعلیم و تربیت میں اس چیز کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا کہ راہِ سلوک کی مختلف منازل طے کرتے ہوئے کہیں سالک غلط فہمی کا شکار ہو کر اپنی عبادت و ریاضت پر فخر و غرور کر کے اپنی ساری کمائی ہی ضائع نہ کر بیٹھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب میر نعمان نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ استفسار کیا کہ بعض اوقات عروج کے وقت سالک اپنے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام پر پاتا ہے اور کبھی تو انبیاء کرام علیہم السلام کے مقام پر بھی۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ تو حضرت مجددؒ نے اس کے جواب میں لکھا کہ نچلے لوگوں کا اوپر والوں کے مقامات پر پہنچنا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے جیسے فقیر اور محتاج جو دولت مندوں کے دروازوں پر یا اربابِ نعمت کی خاص جگہوں پر اس لئے جاتے ہیں کہ وہاں سے حاجت چاہیں۔ اور ان کی نعمت اور دولت سے گدائی کریں جو اس وصول اور اخذ و استفادہ کو

---

[1] مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الکبر، رقم الحدیث :۶۶۸۰

مساوات اور شرکت سمجھتا ہے، وہ بے ہودہ آدمی ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جیسے لوگ بادشاہوں کے مخصوص مقامات پر سیر کے لئے جاتے ہیں تاکہ نظارہ کریں تو اس سے مقام کی برابری ثابت نہیں ہوتی۔ یا خادم اپنے آقا کی خدمت کے لئے اس کے تخت پر جاتا ہے تو کیا اس کو بھی وہی مقام حاصل ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی بے وقوف ہی ہوگا جو اس قسم کا وہم کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے اس وہم کی تردید فرمائی ہے۔[1]

اسی طرح جب شیخ طریقت اپنے کسی مرید کو تعلیمِ طریقت کی اجازت عطا کردے تو یہ لمحہ مرید کے لئے سخت آزمائش کا ہوتا ہے۔ حضرت مجددؒ فرماتے ہیں کہ اگر مشائخ اپنے ناقص مریدین کو بعض اچھی نیتوں کی وجہ سے تعلیمِ طریقت کی اجازت دیں تو ایسی اجازت ملنے پر غرور میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اپنے آپ کو کامل سمجھنا چاہئے بلکہ مرید کو خلافت اور اجازت کے باوجود اپنے شیخ سے مسلسل رابطہ رکھنا چاہئے کیونکہ تفرقہ اور پراگندگی کا علاج اربابِ جمعیت کی صحبت ہی ہے۔[2]

داعی کے اصل مشن کی نشاندہی:

داعی کے لئے وہ مرحلہ بڑا صبر آزما ہوتا ہے جب کچھ لوگ بلاوجہ اس پر طعن و تشنیع کے تیروں کی بوچھاڑ کردیتے ہیں۔ اس مرحلہ پر صرف وہی مصلح اور داعی جادۂ مستقیم پر گامزن رہتا ہے جس کو یہ مشن اپنی عزت و آبرو اور جان و مال سے بھی زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ دعوت تو حق کی دی جارہی ہو اور شیطان اس کے مقابل اپنے چیلوں کو کھڑا نہ کرے۔

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر دوم، مکتوب: ۹۹ ۲۔ ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب: ۱۱۹

یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جب داعی کی استقامت سلیم الفطرت انسانوں کے دلوں پر لگے ہوئے قفل کو توڑ کر ان پر حق کو آشکار کر دیتی ہے۔ لہٰذا ایسے مواقع پر مصلح کو صبر سے کام لینا چاہئے۔ ایک ایسے ہی موقع پر جب اہلِ خسران نے حضرت میر محمد نعمانؒ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا اور آپ کو اس کا شدید رنج پہنچا، جس کا ذکر انھوں نے حضرت مجددؒ سے کیا تو حضرت مجددؒ نے ان کی طرف ایک مکتوب صادر فرمایا اور ان کو تسلی دی کہ آپ لوگوں کے طعنوں کو خاطر میں نہ لائیں بلکہ اس مشن پر گامزن رہیں جو آپ کے ذمے لگایا گیا ہے۔ پھر آپؒ حضرت میر نعمانؒ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> آپ کے لائق ہے کہ ان کے بدلے اور مکافات کے درپے نہ ہوں ۔ دروغ کو کبھی فروغ نہیں ہے ان کی متناقض باتیں ہی ان کے بازار کی رونق کو کم کر دیں گی۔ **وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُوراً فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ**[۱] (جس کے لئے اللہ نے کوئی نور نہیں بنایا اس کے لئے کوئی نور نہیں۔) وہ شغل جو درپیش ہے اس میں کوشش کریں اور اس کے غیر سے آنکھیں بند کر لیں۔[۲]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دعوتی مشن سے کس قدر تعلق خاطر تھا اس کی وضاحت ایک دوسرے مکتوب سے ہوتی ہے، جس کی عبارت سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت میر نعمان اس بات سے پریشان تھے کہ حضرت مجددؒ کو ان کی کسی بات سے دکھ پہنچا ہے اور ان کی دل آزاری ہوئی ہے۔ حضرت مجددؒ نے ان کے ان شکوک و شبہات کو دور کیا اور کہا کہ

۱۔ سورہ ۲۴:۴۰ ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۰۴

ان کو ان کی کسی بات سے آزار نہیں پہنچا کیونکہ انسان سے اگر بتقاضائے بشریت کوئی بھول چوک ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ لہٰذا آزار کا وہم دل سے دور کر کے طریقت کی تعلیم دینے اور طالبعلموں کی تربیت میں اپنا دھیان دیں۔[1]

داعیانِ اسلام کا فقر و فاقہ میں مبتلا ہونا کوئی نئی بات نہیں بلکہ اس راہ پر چلنے والے مصائب و آلام سے کم ہی محفوظ رہ پاتے ہیں۔ جب داعی پر ''**الفقر فخری**'' کی حقیقت کھل جاتی ہے تو پھر وہ فقر و فاقہ میں بھی ایک طرح کا کیف و سرور محسوس کرتا ہے۔ حضرت مجددؒ کو جب میر نعمانؒ اور ان کے ساتھیوں کی مالی پریشانیوں کی خبر ملی تو ان کی طرف جو مکتوب شریف روانہ فرمایا۔ اس میں لکھا کہ فقر و نامرادی ہی اس گروہِ صوفیاء کا اصل حسن ہے اور اسی میں حضور ﷺ کی حقیقی اقتداء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رزق کا ذمہ اپنے اوپر لیا ہے اور انسان کو اس فکر و تردّد سے فارغ کر دیا ہے۔ لہٰذا ان کو نصیحت کی کہ رزق کا غم رازق کے حوالے کر کے اس کے کام میں مشغول ہو جائیں۔[2]

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مکتوب میں اپنے ذاتی احوال بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ان پر اس راہِ طریقت میں سختیاں آئیں اور کن کٹھن حالات میں انہوں نے یہ راہ کاٹی اور وہ درمیان میں پھنس کر رہ گئے، یہاں تک کہ ناامیدی کے دروازے پر دستک دینے لگے اور پھر اس صورتِ حال میں اللہ تعالیٰ نے مجھے عین

۱۔ مکتوباتِ امام ربّانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۲۴ ۲۔ ایضاً

بلا کے اندر عافیت بخشی اور سختی کی حالت میں مجھ پر احسان فرمایا۔ اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میر صاحب کو یہی تعلیم دی کہ راستے کی تکلیفوں سے گھبرا جانے والے منزلِ مقصود پر نہیں پہنچتے۔ اس کے لئے صبر اور حوصلے سے کام لینا ضروری ہے۔[۱]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوسرے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب نے ان سے خلافت کے لئے تحریری اجازت نامہ طلب کیا تھا، یہ چیز چونکہ دعوت کے اس عظیم مشن کے مقابل پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی تھی اس لئے آپؒ نے میر صاحب کو لکھا:

> اجازت نامہ کے لکھنے میں آپ جو اس قدر مبالغہ اور کوشش کررہے ہیں، اس سے آپ کا مقصود کیا ہے؟ طریقہ تعلیم کرنے کی آپ کو جو اجازت دی گئی ہے اگر وہ کافی نہیں تو اجازت نامہ کیا کرے گا؟ یہ لازم نہیں کہ جو کچھ دل میں گزرے اسی کے واسطے کوشش کرنے لگ جائیں۔ نفس بڑا ضدی ہے، جس کام کے پیچھے لگ جائے، اس کے پورا کرنے کے پیچھے لگ جاتا ہے۔[۲]

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر: ۵

۲۔ ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب نمبر: ۲۲۸ (یہ خط و کتابت ابتدائی دور کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعد میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے میر نعمان کو اپنے دستِ اقدس سے عربی زبان میں خلافت و ارشاد کا اجازت نامہ لکھ کر عنایت فرمایا۔ (ملاحظہ ہو: ''زبدۃ المقامات''، ص: ۴۵۹)

اس ساری گفتگو کا حاصل یہ کہ حضرت مجددؒ کی نظر میں ایک سچے داعی کو ہر طرح کی مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے۔ ہر دور میں اہل اللہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔اور جو لوگ دعوت کی راہ میں روڑے اٹکائیں ان سے بدلے کی ٹھان لینے کی بجائے مصلح اور مربی کو اپنے مشن پر گامزن رہنا چاہیے۔

شیخِ مقتدا کا اصل کردار:

حضرت شیخِ مجددؒ میر نعمانؒ کے نام ایک مکتوب میں شیخِ مقتدا کا اصل کردار اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> اگر شیخ کسی مرید کو کسی مصلحت کے پیشِ نظر مقامِ شیخی کی اجازت دیں تو اس کے احوال پر پوری طرح نظر رکھیں اور اس کی غلطیوں پر فوری مطلع کریں اور اگر اس معاملے میں شیخ سستی کا مظاہرہ کرے گا تو یہ سراسر خیانت ہے۔[1]

ایک مکتوب میں میر صاحبؒ کو نصیحت فرمائی کہ

> اپنے مریدین پر پوری طرح توجہ اور نظر رکھیں یہ نہ ہو کہ مرید اسباق میں ترقی حاصل کرلیں اور شیخ اپنی جگہ پر رک جائے اور مرید کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ میں کامل ہوگیا اور اب مجھے شیخ کی ضرورت نہیں اور یہی بات مرید کے لئے خطرناک ہے

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۲۴

اس لئے ان کے احوال پر پوری نظر رکھیں اور ان کو بھٹکنے سے بچائیں اور ان کے اندر اس بات کی حیا پیدا کریں کہ شیخ ہمیشہ شیخ ہے اور اس کی اتباع اور تابعداری ان پر لازم ہے۔ یہ نہ ہو کہ آپ کی خاموشی الٹا آپ کے لئے ہی باعثِ شرمندگی بن جائے۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ کے علاوہ کسی طالب کو کوئی اور طریقہ نہ سکھائیں تاکہ دو طریقے آپس میں خلط ملط نہ ہو جائیں۔[۱]

گویا حضرت مجددؒ کی نظر میں شیخِ مقتدا کی ذِمہ داری دوہری ہے، ایک طرف تو وہ رجالِ کار کی تیاری کا خاص اہتمام کرے اور دوسری طرف ان کے احوال پر بھی نظر رکھے اور ان کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اور اس کی بہترین شکل یہ ہے کہ شیخ اپنے مریدین اور شاگردوں کے سامنے اپنے آپ کو ایک مثالی نمونے کے طور پر پیش کرے۔

شریعت اور طریقت کا باہمی تعلق:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تجدید و احیائے دین کا عظیم الشان کارنامہ جس دور میں انجام دیا ، اگر ہم اس دور کا تنقیدی جائزہ لیں تو یہ افسوس ناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ بعض جہلاء صوفیا کے لبادے میں عوامی سطح پر اس غلط فہمی کو پھیلا رہے تھے کہ شریعت اور طریقت دو

۱۔ ایضاً، دفترِ اوّل، مکتوب نمبر: ۲۳۸

متوازی دھارے ہیں اور ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس گمراہ کن نظریہ پر کاری ضرب لگائی اور اس بات کو اپنے دعوتی مشن کا بنیادی نقطہ قرار دیا کہ شریعت اور طریقت ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ ایک مکتوب میں حضرت میر نعمانؒ کو چند نصیحتیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> ہمارے اس سلسلے کا دار و مدار دو باتوں پر ہے۔ ایک یہ کہ شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کریں کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کو بھی ترک نہ کریں اور دوسری بات یہ کہ شیخِ طریقت کی محبت اور اخلاص پر اس طرح راسخ اور ثابت قدم ہو جائیں کہ شیخ پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ شیخ کی تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں محبوب ہوں۔ سنت کے ترک کرنے پر بھی نصیحت فرمائی کہ سنت کی قضا کریں۔[۱]

ذکر جہر کے متعلق سوال ہوا کہ آپ ذکرِ جہر سے منع کیوں فرماتے ہیں تو میر نعمانؒ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> حضور ﷺ کا عمل دو طرح پر ہے۔ ایک عبادت کے طریقہ پر اور دوسرا عرف اور عادت کے طور پر۔ جو عمل عبادت کے طریق پر ہو، اس کے خلاف کرنا بدعتِ منکرہ ہے اور جو بات عرف اور

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۲۸

عادت کے طور پر ہے، اس کو بدعت نہیں کہتا۔[۱]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سالک کے لئے نماز کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

> کہ سالکوں کو سب سے زیادہ فائدہ اور حصہ نماز کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ نمازی جب نماز ادا کرتا ہے تو اس دنیا سے نکل کر عالمِ آخرت میں داخل ہو جاتا ہے (اور فرماتے ہیں) کہ اگر نماز کی حقیقت معلوم ہو جائے تو انسان ہرگز سماع و نغمہ کی طرف توجہ نہ کرتا اور نہ ہی وجد کی حالت اس پر طاری ہوتی۔[۲]

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجددؒ کی نظر میں سالک کی ترقی کا معیار شریعت پر عمل اور تعلیمِ طریقت پر ہے نہ کہ کرامات و خوارق کے ظہور پر۔ میر نعمانؒ کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

> کہ کرامات و خوارق ولایت کی شرط نہیں ہیں۔ جس طرح علماء کرامات کے حصول کے مکلّف نہیں ہیں، اسی طرح اولیاء بھی کرامات کے مکلّف نہیں ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ولایت قربِ الٰہی سے عبارت ہے۔ یہ تمام خوارق و کرامات اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں۔ کرامات حرف یقین کی تقویت کے لئے ہیں اور

۱۔ مکتوباتِ امام ربّانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۳۱ ۲۔ ایضاً، مکتوب: ۲۶۱

جس آدمی کو خالص یقین دیا گیا ہے اس کو ان کرامات کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ تمام کرامات ذکرِ ذات سے کمتر ہیں اور اسی طرح جو ہر قلب سے بھی کمتر ہیں۔[۱]

غلطی سے رجوع:

مصلح اور مربی بھی انسان ہے اور اس سے غلطی کا سرزد ہونا عین انسانی فطرت ہے۔ غلطی کا وقوع اس قدر خطرناک نہیں جس قدر غلطی کا عدم شعور ہے اور اس سے بھی زیادہ خطرناک یہ ہے کہ انسان اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر اس پر ڈٹ جائے۔ یہ رویہ انسان کی روحانی ترقی کے لئے انتہائی تباہ کن ہے۔ ایک ایسے موقع پر جب بعض حلقوں میں حضرت مجددؒ کے رسالہ ''مبدء ومعاد'' کی عبارات سے اضطراب پیدا ہوا تو آپؒ نے اپنے ان ملفوظات سے باقاعدہ رجوع کا اعلان فرمایا جن کے مطابق اولوالعزم انبیاء کے ایک دوسرے سے افضل ہونے کے حوالے سے لکھا گیا تھا۔ آپؒ نے اپنے ان ملفوظات کے بارے میں فرمایا کہ

چونکہ یہ محض کشف والہام پر مبنی تھے۔ اس لئے ان کے لکھنے اور فضیلت میں تفرقہ کرنے سے توبہ کرتا ہوں کیونکہ قطعی دلیل کے سوا اس بارے میں گفتگو کرنا جائز نہیں۔[۲]

انسان خطا کا پتلہ ہے اور اس سے غلطی کا سرزد ہونا ایک فطری امر ہے، اس لیے داعی کا

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر دوم، مکتوب: ۹۲ ۲۔ ایضاً، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۰۹

افراد سے اعلیٰ ترین کردار کی توقع کرتے ہوئے ان کا محاسبہ کرنا اور ان سے اظہارِ نفرت کرتے ہوئے ان کو بالکل ہی چھوڑ دینا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے دعوت کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ غلطیوں کی اصلاح دعوت وتبلیغ کا لازمی حصہ ہے اور یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی کی ایک صورت ہے۔

خلاصۃ البحث یہ ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے میر محمد نعمانؒ کے نام جو مکتوبات صادر فرمائے اگرچہ ان میں تفسیری، فقہی، کلامی اور تصوّف کے دقیق مباحث بھی موجود ہیں، لیکن اپنے متعلقین کی تعلیم وتربیت اور اصلاحِ احوال کے حوالے سے شیخِ مجددؒ کا اختیار کردہ اسلوب دورِ حاضر کے داعیانِ اسلام کے لئے خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔ اس اسلوبِ تربیت کو نظر انداز کرنے ہی کا نتیجہ ہے کہ جو لوگ تزکیۂ نفس کے منصبِ جلیلہ پر فائز ہیں، اور جن کو دیگر لوگوں کے لئے رول ماڈل ہونا چاہیے، وہ خود تزکیۂ نفس کے محتاج ہیں، کردار کی یہی کمزوری ان کی دعوت کے پھیلاؤ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تربیت

پروفیسر راغب الیاس شاہ
گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تربیت وہی تھا جو اکابر نقشبندی مشائخ کا تھا۔ خصوصاً حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ یعنی تربیت کے لئے صحبتِ شیخ کامل بنیاد ہے۔ یہی طریقہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تھا۔ خصوصاً کتب فقہ وسنت کے ساتھ کتبِ سلوک کا ہمراہ رکھنا لازم قرار دیا گیا تھا۔

جیسا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل کا مجموعہ اس سلسلہ کے افراد سفر وحضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ باوجود کمالاتِ صوری ومعنوی کے حضرات خواجگان کے رسالوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو وصیت کی کہ ہر ایک پیر کا کوئی کلام یاد کرلو۔ اگر ایسا نہ کرسکو تو ان کا نام یاد کرو تا کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

مولانا عبد الرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حدیث مبارکہ میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ مفلسی وبد کرداری کے سبب سے ناامید ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

اے میرے بندے کیا تو "فلاں محلے میں فلاں عارف کو پہچانتا تھا
وہ جواب دے گا "ہاں" میں پہچانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "جا
میں نے تجھے اس عارف کامل کے وسیلہ سے بخش دیا۔[۱]

مشائخ کرام کے حالات کے مطالعہ کے اور کئی فائدے ہیں۔ مطالعہ کرنے والوں کو ان بزرگوں سے نسبت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ منکرین کے ہذیانات کے زہریلے اثر سے محفوظ رہتے ہیں۔ اکابر مشائخ نقشبندیہ کی تربیت کے طریق میں اہم ترین امر شریعتِ حقہ کی پیروی اور بزرگوں کے متعلق حسن ظن کا خصوصیت سے حکم دیا گیا ہے۔

پابندیٔ شریعت۔۔۔اور نقشبندی مشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی کسی نے دریافت کیا کہ آپ کے طریقہ کی بنیاد کس پر ہے؟ آپ نے فرمایا:

شرع شریف پر آپ ہی کا قول ہے "مسلمان رہنا، اسلام کے
احکام پر عمل کرنا، تقویٰ، عمل اور عزیمت، اور رخصت و رعایت
سے دور رہنا، نور و صفا اور رحمتِ الٰہی ہے اور ولایت کے
درجات تک واصل ہونے کا وسیلہ صرف یہی اتباعِ شریعت
ہے۔[۲]

۱۔ نفحات الانس ص:۲۱ ۲۔ رسالہ قدسیہ خواجہ محمد پارسا ص:۸

ایک مقام پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اب اس کے سوا اور کوئی آرزو باقی نہیں رہی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں میں سے کوئی ایک سنت زندہ کی جائے۔[1]

ایک مکتوب میں آپ نے حضور ﷺ کی متابعت کے سات درجات کی تفصیل بتانے کے بعد فرمایا:

کامل تابعدار وہ شخص ہے جو متابعت کے ان سات درجوں سے آراستہ ہو۔[2]

بس یہی حضرت مجدد کی سالکین کی تربیت کے لئے بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ خود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات اور رسائل میں ایک طالب اور سالک کی شریعت کے لئے جو خاکہ مرتب کیا ہے ان کی تفصیلات پر نقشبندی مصنفین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ جن میں سے شیخ محمد باقر لاہوری کی ''کنز الھدایات'' شاہ رؤف احمد رافت مجددی کی ''رسالہ سلوک'' شاہ غلام علی دہلوی کی ''ایضاح الطریقت'' شیخ ضیاء اللہ نقشبندی رام پوری کی ''مقاصد السالکین'' شاہ ابو سعید مجددی کی ''ہدایت الطالبین'' اور شیخ ابوالحسن کی ''معارف الاولیاء'' خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان سب کی روشنی میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تربیت کا جو خاکہ مرتب ہوتا ہے وہ اس طرح سے ہے جس کی پیروی آپ کے صاحبزادگان اور آپ کے پوتوں نے بھی لی۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۵۴ ۲۔ ایضاً

اور ایسی نہج پر سالکوں کی تربیت کر کے انہیں اس قابل بنایا کہ وہ ملک کے طول وعرض میں پھیل کر اسلامی تصوف کی اصل شکل اور روح مسلم معاشرے میں عملی طور پر متعارف کرواسکیں۔ چنانچہ سرہند سے پورے ہندوستان پھر وسطی ایشیا، چین اور اس کے ملحقہ علاقوں میں یہی تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے طالبین کی تربیت کے لئے یہ لائحہ عمل اختیار فرمایا کہ ان کی ظاہری تعلیم کا ہونا لازم ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کا پہلا زینہ قرار دیا۔ سالکین کو فرماتے ہیں کہ

> تمہارے لئے لازم ہے کہ تم اپنے آپ کو عملی طور پر شریعت سے آراستہ کر لو۔ایک سالک کے واصل الی الحق ہونے کے لئے یہی کچھ لازم ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف عام طالبوں تک تربیت کا دائرہ محدود نہیں رکھا بلکہ امراء اور بادشاہوں کی تربیت اس انداز پر کی کہ جس سے ان کی کامل توجہ دینِ حق کی طرف مبذول ہوئی۔ چنانچہ قلعہ گوالیار سے رہائی کے بعد جہانگیر بادشاہ کے لشکر میں رہنے کی پابندی کے دوران جو خطوط مریدین اور صاحبزادگان کے نام لکھے وہ بہت قابل توجہ ہیں جس میں آپ نے اپنی تربیت کا طریقہ کار واضح فرمایا ہے فرمایا:

> بادشاہ کی اعانت کے بغیر شریعت کا نفاذ ممکن نہیں۔

بادشاہ کی تربیت آپ نے اس طریقے پر کی کہ تمام سابقہ خود ساختہ عقائد کا بطلان کیا اور اکبری دور کے عقل پرستوں کی عقلیت کی قلعی کھول کر رکھ دی کہ عقل کی

ایمانیات میں کوئی اہمیت نہیں ہے اور بادشاہ کو آپ کی تربیت نے اس قابل بنا دیا کہ وہ شرعی احکام نافذ کرنے لگا اور آخر کار اس خواہش کا اظہار کیا کہ کچھ علماء ہر وقت اس کے ساتھ رہیں تا کہ اس کو شریعت کی تعلیم دیں۔ اسی طرح آپ نے جہانگیر کے وزیر اعظم نواب مرتضٰی خان فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جو خطوط لکھے ان سے اس نتیجہ پر پہنچنا مشکل نہیں رہ جاتا کہ آپ نے اس قسم کے راسخ العقیدہ امراء کو خطوط لکھ کر نہ صرف اپنا ہم خیال بنایا بلکہ ان کی اس طریقے پر تربیت کی کہ ان کی مجالس میں رقص و سرود کی بجائے، قرآن وسنت کا ذکر ہوتا تھا اور اسلامی قانون یعنی فقہ کی کوئی نہ کوئی کتاب کے کچھ اوراق پڑھ کر باقاعدگی سے سنائے جاتے تھے جن کے مثبت اثرات امراء کے طبقے پر مرتب ہونے لگے۔ گویا آپ کی تربیت کا یہ دوسرا رنگ ہے جس میں آپ نے اپنے عہد کی ذہنی فضا اور مذہبی معتقدات کو بدلنے اور انہیں اس راہ پر چلانے کے اقدامات کئے جو اسلام کی اصل روح ہے اور آپ کی اسی تربیت سے اس وقت کا اہم ترین مسئلہ حل ہوا کہ مسلم معاشرے میں شریعت کی عملی اہمیت کیا ہے اور سلاطین کا جھکاؤ ہندو جوگیوں اور سنیاسیوں کی بجائے علمائے حق اور صوفیائے نامدار کی طرف ہوا۔

جب بادشاہ اور امراء کا جھکاؤ آپ کی اور آپ کے خلفاء کی تربیت کی وجہ سے دینِ حق کی طرف ہوا تو عوام الناس جو کہ بادشاہ کی سابقہ بے راہ روی کی وجہ سے شریعت سے دور ہو گئے تھے شریعت کی طرف مائل ہونے لگے۔

آپ کی یہ تربیت تصوف میں تطہیر کے عمل سے کم نہیں تھی۔ آپ نے اپنی تربیت کے ذریعے اپنے سے پہلے اور ہم عصر صوفیاء کرام کے طریقۂ تربیت پر خاصی سخت

الفاظ میں تنقید کی انہیں بتایا کہ تربیت کن اصولوں پر کی جاتی ہے۔ وہ اصول تھے شریعت پر عمل پیرا ہونا کہ جس میں صوفی دوسروں کے لئے عملی نمونہ بن جائے۔ صوفی وہ ہے جو خدمت خلق اور حقوق العباد اس طرح سے ادا کرے جو اسلام نے بتائے ہیں اور وہ اس صوفی سے جلدی واصل الی الحق ہوگا جو دنیا چھوڑ کر جنگلوں میں جا چکا ہو۔

آپ نے لاہور کے گورنر اور مشہور عالم خواجہ قلیچ خان کو جو خطوط لکھے ان میں سے ایک خط میں لکھتے ہیں:

> تمہیں بادشاہ کا قرب حاصل ہے اگر تم اس میں دین کی بات شامل کر دو یعنی بادشاہ سے دینِ حق کی کوئی بات کرو تو تمہارا یہ کام کسی طرح سے بھی انبیاء سے کم نہیں ہوگا۔

میراں صدر جہاں جو صدر الصدور تھے کو لکھا ہے

> تم تربیت کا حق ادا کرو، جو تم بادشاہ سے اسلام کی بات کرو گے وہ ہم جیسے بے دست و پا فقیر اگر ساری عمر جنگلوں میں جا کر عبادت کریں تو تمہارے اس ایک لمحے کے برابر نہیں ہو سکتے۔

اس عہد کے صوفیاء اور تصوف کا جو حشر صوفیاء خام نے کر دیا تھا اس کی ایک ہلکی سی تصویر ہمیں مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ''دبستانِ مذاہب'' کے صفحات پر بھی نظر آتی ہے۔

اس فضا کو بدل کر اسلامی شریعت کی پابندی کی طرف لانے کے لئے آپ نے جس طرح سے تربیت کی وہ ایک الگ موضوع اور آپ کی تربیت کا اہم ترین حصہ ہے۔

صوفیاء نے بہت سے نظریات کی ایسی تاویلیں کی تھیں کہ آپ کے دور کے صوفیاء کا ایک طبقہ اس سے بری طرح متاثر ہوا تھا۔

صوفیاء نے وحدۃ الوجود کو ایسے معانی پہنا دیئے تھے کہ جس سے اباحتِ الحاد و بے دینی کے راستے کھل گئے۔ معاصر کتبِ تاریخ میں لکھا ہے کہ اکبر کو صوفیاء خام نے وحدۃ الوجود کی ایسی تعبیرات کر کے بتائیں جن کی مسلمانوں کے کسی بھی فرقے میں گنجائش نہیں تھی۔ یہ کہا گیا کہ صوفی اس وحدۃ الوجود کے مرتبے سے ایسا فنا فی اللہ ہو جاتا ہے کہ اسے خدا میں حلول کر لینا کوئی دشوار نہیں رہتا اس نظریے پر آپ نے کاری ضرب لگائی اور جو خط آپ نے لکھا وہ آپ کی تربیت کے اصولوں کا بہترین نمونہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

> فنا و بقا شہودی ہے وجودی نہیں کیونکہ بندے کا وجود فنا نہیں ہوتا نہ ہی حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہوتا ہے۔ بندہ ہمیشہ بندہ ہی رہتا ہے اور رب ہمیشہ رب ہی رہتا ہے۔ وہ لوگ زندیق ہیں، جو فنا و بقا کو وجودی تصور کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بندہ اپنے وجودی تعینات کو دور کر کے اپنی اصل کے ساتھ جو کہ تعینات و قیود سے پاک ہے متحد ہو جاتا ہے اور اپنے آپ سے فانی ہو کر اپنے رب کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فنا یہ ہے کہ انسان اس سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ سب کو بھول جائے اور اس تعالیٰ کی گرفتاری اور تعلق کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔ یہی مقامِ

بندگی کے مناسب ہے اور مقامِ بقا کے مناسب یہ ہے کہ آیاتِ انفسی کے مشاہدے کے بعد بندہ اپنے مولا جل سلطانہ کی مرادوں پر قائم ہو جائے‘‘۔ ؎۱



۱۔ مکتوبات امامِ ربّانی، دفتر دوم، مکتوب:۹۹

ایصالِ ثواب: مکتوباتِ امام ربانی کے آئینے میں

پروفیسر محمد عظیم فاروقی

گورنمنٹ کالج آف کامرس، راولپنڈی کینٹ، راولپنڈی

متعدد مفسرین نے سورہ انعام کی درج ذیل آیت کو ایصال ثواب کے ثبوت کے لیے پیش کیا ہے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ.

اور تمہیں کیا ہوا ہے۔ کہ تم اس میں سے نہیں کھاتے جس پر اللہ عزوجل کا نام لیا گیا ہو اور وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہُوا سوائے اس کے جب تمہیں مجبوری ہو۔ اور بے شک بہت سارے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں نا سمجھی میں بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

اس آیت کے ضمن میں مفسرین تحریر فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے مکہ فتح کیا تو مالِ غنیمت میں وہ تمام جانور بھی ہاتھ لگے جو لات، منات، عزیٰ اور دیگر

۱۔ سورۃ الانعام ۶:۱۹

بتوں کے نام پر چڑھاوا چڑھا کر چھوڑے گئے تھے۔اور بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اُن کے گوشت کے استعمال کے متعلق استفسار کیا تو اللہ کریم نے کھانے، پینے اور حلال وحرام کے متعلق واضح احکامات نازل فرمائے۔ویسے تو پوری سورہ حلال وحرام کے موضوعات ومضامین سے لبریز ہے، لیکن خاص طور پر یہ آیت نمبر ۱۱۹ اُن خدشات و توہمات کا قلع قمع کرتی ہے جو آج بھی بعض کلمہ پڑھنے والے مسلمان اپنے قلوب واذہان میں پیدا کیے بیٹھے ہیں، جن کی صریح وضاحت آج سے چودہ سو سال پہلے کر دی گئی تھی۔ نیز اُمت مسلمہ کے تمام اکابرین اس ضمن میں کسی قسم کے شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہیں۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ قرآن وسنت کی جملہ تعلیمات کے امین اور پیروکار ہیں۔ دینِ اسلام کی سربلندی اور سنت مطہرہ کے احیاء کے لیے آپ کی خدمات ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہیں، لہٰذا ایصالِ ثواب کے ضمن میں آپؒ کی رہنمائی یقیناً حق وصداقت پر مبنی ہے۔جس کا خلاصہ حاضرِ خدمت ہے۔ جو یہی اہلِ اسلام اور اہلِ سنت کا طریقۂ مبارکہ ہے: مرنے کے بعد انسان کی اپنی کمائی کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے، ہاں حضورؐ کے ارشاد کے مطابق دوسروں کی نیک کمائی سے مرنے والوں کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔اسی لیے بزرگوں نے ایصالِ ثواب کا طریقہ اپنایا ہے۔اس کو روکنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مجبور معذور انسان کی خدمت سے روکے۔اور یہ سراسر ظلم ہے۔خواص اور اَخص الخواص کی بات الگ ہے۔ عام مرنے والے مسلمان اپنے عزیزوں کے اعمالِ خیر کے انتظار میں رہتے ہیں۔حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ وہ مردہ اپنے والد، والدہ، بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے۔ جب قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔[۱]

بہت سی احادیث مبارکہ سے ایصالِ ثواب کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:

کہ وہ بچشم خود ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ایصالِ ثواب سے مرحومین مستفیض ہو رہے ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ خود بھی کھانا پکا کر ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے۔[۲]

اور فاتحہ مروّجہ بھی دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

آپ نے جو نیاز درویشوں کے لیے روانہ کی تھی وہ مل گئی اور اُس پر سلامتی کے لیے فاتحہ بھی پڑھ دی گئی ہے۔[۳]

بدنی اور مالی عبادات کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو بخشنا ایصالِ ثواب کہلاتا ہے جس کا ثبوت قرآن و حدیث اور اقوالِ فقہاء سے ثابت ہے۔ قرآن کریم نے

۱۔ مکتوبات امام ربّانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۱۰۴ ۲۔ ایضاً دفتر دوم، مکتوب: ۳۶
۳۔ ایضاً، مکتوب: ۱۴۲

مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کی نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ ہر نماز میں بھی تمام اہلِ ایمان کے لیے سلامتی اور بخشش کی دعا کی جاتی ہے۔ حجِ بدل اور ہدیہ قربانی کسی دوسرے مسلمان کی طرف سے ادا کرنا بھی ایصالِ ثواب کی بیّن دلیل ہے۔ اسی طرح ختمِ قرآن، ختمِ بخاری، ختمِ فاتحہ، ختمِ قل میں اجتماعی دعا بھی صدقہ جاریہ اور ایصالِ ثواب کا ایک مستحسن طریقہ تمام اہلِ اسلام میں جاری وساری ہے۔ جس میں مٹھائی، کھانا، شیرینی اور خورد ونوش کے جملہ لوازمات شامل ہوتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی بہت سی روایات موجود ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کھانا ملاحظہ فرما کر صاحبِ طعام کے لیے دعا فرمائی، بلکہ حکم دیا کہ دعوت کھا کر میزبان کو دعا دو۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کچھ خرمے حضورؐ کو پیش فرمائے اور دعائے برکت کی درخواست کی۔ تو حضورؐ نے خوش دلی سے کھانا سامنے رکھ کر دعائے برکت فرمائی۔ اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقع پر مختصر کھانے سامنے رکھ کر دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے برکت فرما دی۔ حضورؐ ہر سال دو جانور قربانی فرماتے تھے۔ ایک قربانی اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی طرف سے، جبکہ دوسری قربانی اپنی امت کی طرف سے پیش فرماتے۔ اور آپ ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باقاعدگی سے دو جانور قربانی فرمائے، ایک اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی طرف سے، جبکہ دوسری حضور اکرم ﷺ کی طرف سے قربانی فرماتے رہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایصالِ ثواب کی نیت سے مدینہ منورہ میں کنواں کھدا کر وقف کیا تو حضور اکرم ﷺ کے اذن سے اس کا نام ہی ''بئرِ اُمِ سعد'' یعنی سعد کی ماں کا کنواں رکھا گیا، جس پر کھڑے ہو کر حضورؐ نے خصوصی دعا فرمائی اور پانی بھی نوش فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا معمول تھا کہ وہ پابندی سے ایصالِ ثواب کے لیے اہلِ بیت اطہار کے لیے کھانا وغیرہ مخصوص فرما کر فاتحہ دیتے اور ثواب ہدیہ کرتے۔ ایک مکتوب میں ایصالِ ثواب کرنے کے حوالے سے آپ خود تحریر فرماتے ہیں:

پیش ازیں بچند سال دابِ فقیر آن بودہ کہ اگر طعام مے پخت مخصوص بروحانیات مطہرۂ اہل عبا می ساخت و بہ آں سرور حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرت امامین را ضم میکرد علیہم الصلوت والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسّلام فقیر بر ایشان عرض سلام میکند متوجہ فقیر نمی شوند رو بجانب دیگر دارند دریں اثناء بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانۂ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانۂ عائشہ فرستد این زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشان آن بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را در طعام شریک نمی ساخت بعد از آن حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک میساخت و بجمیع اہل بیت توسل مینمود۔[1]

ترجمہ:

اب سے کچھ سال قبل فقیر کا طریقہ یہ تھا کہ اگر (ایصالِ ثواب کے لیے)

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

کوئی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب صرف اہل بیت کی ارواح کو نذر کرتا، جس میں حضور ﷺ کے ساتھ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن و حسین علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو شامل کرتا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا مگر آپ ﷺ متوجہ نہ ہوئے اور چہرۂ انور دوسری جانب فرما لیا۔ اسی دوران فقیر سے ارشاد فرمایا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں، جسے میرے لیے کھانا بھیجنا ہو وہ عائشہؓ کے گھر بھیجے۔ اُس وقت فقیر جان گیا کہ مجھ پر توجہ شریف نہ فرمانے کی وجہ یہی ہے کہ فقیر اس کھانے (ایصالِ ثواب) میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو شامل نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد سے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) بلکہ تمام ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کو شامل کر لیتا کہ یہ تمام اہل بیت ہیں اور ان تمام اہلِ بیت کو اپنے لیے وسیلہ بناتا۔

ہمارے معاشرے میں ایصالِ ثواب کا رواج ہے، اس کے لیے قرآن خوانی ہوتی ہے، کلمہ طیبہ اور درود شریف کا وِرد ہوتا ہے اور مرحوم کے لیے جانور ذبح کر کے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ذبیحہ کے گوشت کو محض اس لیے حرام کہتے ہیں کہ وہ کسی کے نام کیا جاتا ہے۔ گو ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ قرآن کریم میں ایسے گوشت کی حلت کے لیے واضح حکم موجود ہے اور منع کرنے والوں کو حد سے گزر

جانے والے قرار دیا گیا ہے۔ ہم قرآن حکیم کو چھوڑ کر اپنے دل سے فیصلہ کر لیتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ط وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ط اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ.

ترجمہ:

اور تمہیں کیا ہوا ہے۔ کہ تم اس میں سے نہیں کھاتے جس پر اللہ عزوجل کا نام لیا گیا ہو اور وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہُوا اتم پر سوائے اس کے جب تمہیں مجبوری ہو۔ اور بے شک بہت سارے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں ناسمجھی میں بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

اسی طرح مکتوبات میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کلمہ طیبہ شریف کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ شیخ اکبر کسی ایصالِ ثواب کی مجلس میں تشریف فرما تھے، جس میں ایک صالح اور صاحبِ کشف نوجوان کو زار و قطار روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ وہ اپنی والدہ مرحومہ کو نگاہِ کشف سے عذابِ قبر میں مبتلا دیکھ رہا ہے۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس صالح نوجوان پر ترس آیا تو میں نے دل ہی

دل میں ستّر ہزار دفعہ کلمہ طیبہ شریف اُس کی والدہ کو ایصالِ ثواب کر دیا جو بعد از مرگ اپنی بخشش کے لیے پڑھ رکھا تھا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں نقل کیا گیا تھا، لیکن اس حدیث کی صحت کے بارے میں مَیں شک میں مبتلا تھا۔ فرماتے ہیں کہ جونہی میں نے اس پڑھے ہوئے کلام کو نوجوان کی والدہ کے لیے ایصالِ ثواب کیا تو اگلے ہی لمحے اُس صاحبِ کشف نوجوان کا چہرہ خوشی سے تمتما اُٹھا اور وہ مشکور نگاہوں سے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے پوچھا، اے برخوردار! چند لمحے پہلے تو پریشان تھا، مگر اب تو خوش باش نظر آ رہا ہے، ماجرا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حضور! اب میں اپنی والدہ کو عذابِ قبر نہیں بلکہ جنت کے باغات میں ٹہلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث رسول ﷺ سے مجھے اس نوجوان کے درست کشف کی خبر ملی اور اس صالح نوجوان کے کشف سے حدیث کی درستگی کی تصدیق مل گئی۔

بہرحال ایصالِ ثواب اور فاتحہ مروّجہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک جائز ہے اور وہ خود اسی پر عامل رہے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ہمیں افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اعتدال وصواب کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی امت پر رحم وکرم فرمائے اور انہیں اتفاق واتحاد سے دینِ متین کی سربلندی کے لیے فکر و عمل کے میدان میں جہد مسلسل کے جذبہ سے سرشار فرمائے۔ اور جملہ اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی اور رہتی دنیا تک سلامت باکرامت رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مندرجہ ذیل فہرست مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام فلیٹیز ہوٹل تحریک کارکنانِ پاکستان شاہراہ قائداعظم ،لاہوراور کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور میں ماہ صفر المظفر میں منعقدہ ''سالانہ قومی امام ربّانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' میں پیش کیے گئے مقالات پر مشتمل ہے۔ ان مقالات کو جمیل اطہر سرہندی صاحب نے کتاب بعنوان ''شیخ سرہند'' میں ترتیب دیا ہے۔

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۔	حضرت امام ربّانی	جمیل اطہر سرہندی
۳۔	صاحب اسرار	جمیل اطہر سرہندی
۴۔	بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	جمیل اطہر سرہندی
۵۔	مسلم قومیت کا داعی	جمیل اطہر سرہندی
۶۔	اکبر کا دین الٰہی	جمیل اطہر سرہندی
۷۔	وحدت الوجود سے وحدت الشہود	جمیل اطہر سرہندی
۸۔	مجدد سے قائد تک	جناب زیڈ اے سلہری
۹۔	سرمایہ ملت کا نگہبان	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
۱۰۔	نفس گرم کی تاثیر	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔	گرمئی احرار	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۱۲۔	مکتوبات کے آئینے میں	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۱۳۔	احیائے دین کا نور	سید انور علی ایڈووکیٹ
۱۴۔	نرالی شان کا مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	دانائے راز	پروفیسر انیس احمد شیخ
۱۶۔	ولولہ حق	عبدالکریم ثمر
۱۷۔	تجدید دین	پروفیسر محمد عارف اظہر
۱۸۔	خواجہ باقی باللہ کی نظر میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۱۹۔	آفتاب درخشاں	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
۲۰۔	اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۱۔	بہترین جہاد	پروفیسر سعید احمد خاں
۲۲۔	صراط مستقیم	پروفیسر حافظ اعتبار احمد خاں
۲۳۔	مرید سے مراد تک	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی

مندرجہ ذیل مقالات مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام ۱۷۔اپریل ۲۰۰۴ بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے سہ پہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں پیش کیے گئے تھے۔ جو سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر'' کے نام سے مرتب کر دیے تھے۔

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۔	دو قومی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اوّلین بانی	مجیب الرحمٰن شامی
۴۔	فکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کے آئینے میں	مفتی محمد صدیق ہزاروی
۵۔	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۷۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی

مندرجہ ذیل مقالات مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام ۲۴۔ اپریل ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور میں منعقدہ ''جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' اور مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی مرتبہ ''جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی انسائیکلوپیڈیا کی پہلی سات جلدوں کی تقریب رونمائی'' کے موقع پر پیش کیے گئے تھے۔ جو سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ارمغانِ امام ربّانی (جلد اول)'' کے

نام سے مرتب کردیے تھے۔

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔	جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا اجمالی جائزہ، اظہار تشکر و امتنان	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۔	تعارف امام ربّانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۴۔	تعارف جہان امام ربّانی	علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
۵۔	امام ربّانی مجدد الف ثانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور سے رابطہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۷۔	شریعت، طریقت اور حقیقت امام ربّانی کی نظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور ترویج شریعت	پروفیسر محمد احسان ہاشمی
۹۔	امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت فقیہ اسلام	علامہ مفتی صدیق ہزاروی
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

۱۱۔	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۲۔	عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد
۱۳۔	نقشبندی مشائخ اور تحفظ ناموس رسالت	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نگارشات	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۱۵۔	بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ممتاز خانقاہیں	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۱۶۔	خانوادۂ مجددیہ سے قائد اعظم کے اجداد کی عقیدت	سید صابر حسین شاہ بخاری
۱۷۔	حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر سلطان شاہ
۱۸۔	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیاء دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۹۔	سرہند شریف، اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۰۔	خطبہ صدارت	مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد

مندرجہ ذیل مقالات مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور منعقدہ ''امام ربّانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' اور مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی مرتبہ ''جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی انسائیکلوپیڈیا کی پہلی

سات جلدوں کے بعد مزید ۵ جلدوں کی تقریب رونمائی'' کے موقع پر پیش کیے گئے تھے۔ جو سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فکر امام ربّانی'' کے نام سے مرتب کر دیے تھے۔

مقالہ نگار	عنوان مقالہ	نمبر شمار
مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی	آئینہ فاروق اعظم (امام ربّانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ)	۱۔
پروفیسر قاری مشتاق احمد	دو قومی نظریہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۔
علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی	حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظام تبلیغ	۳۔
پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے اور عصر حاضر	۴۔
پروفیسر محمد اقبال مجددی	حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے روابط	۵۔
ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی	حضرت مجدد کا تصور اجتہاد	۶۔
ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی	۷۔
صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن شاہ المشہدی	اشاعت مسلک اہل سنت اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد	۸۔
صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد	صدارتی خطبہ	۹۔

مندرجہ ذیل مقالات مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں منعقدہ کانفرنس

اور ''جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی انسائیکلوپیڈیا'' کی کل پندرہ جلدوں میں سے آخری تین جلدوں ''باقیات جہان امام ربّانی'' کی تقریب رونمائی کے موقع پر پیش کیے گئے تھے جو سرورملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نذر مجدد'' کے نام سے مرتب کردیے تھے۔

نمبرشمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	دربار رسالت مآب ﷺ میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۳۔	مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۴۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف ۔نظریات یا شخصیات	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۷۔	مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصائح	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۸۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی	علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی

۹۔	حضرت مجدد کے خسر شیخ تھانیسری کی جلاوطنی اور شہادت	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۰۔	وحدۃ الشہود گرہ کشائے وحدۃ الوجود	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۱۔	مکتوبات امام ربّانی کے ماخذ	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۱۲۔	شیخ سلطان اور مجددیت	محمد خلیل مجددی
۱۳۔	صدارتی خطبہ	مفتی محمد معظم احمد

مندرجہ ذیل مقالات مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام ۱۴ فروری ۲۰۱۰ء بروز اتوار سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں منعقدہ ۳۳ ویں سالانہ قومی امام ربّانی مجدد الف ثانی کانفرنس میں پیش کیے گئے تھے۔ جو پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس نے ''ارمغان امام ربّانی (جلد دوم)'' کے نام سے مرتب کر دیے ہیں۔

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور دو قومی نظریہ	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۔	تعلیمات مجددیہ کی ضرورت اور عصر حاضر	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی طرف دعوت نہیں دی، اتباع سنت اور اکابر اہلسنت کی طرف متوجہ کیا	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر و رسوخ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	تکفیر مسلم میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی کمال احتیاط	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

۶۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اوراد و وظائف	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۷۔	معارف (اعظم گڑھ) میں تذکارِ مجدد	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج و اسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک
۹۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات	ڈاکٹر محفوظ احمد
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا عربی اسلوب نگارش (عربی مکاتیب کی روشنی میں)	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۱۱۔	رسالہ تہلیلیہ کا اسلوبِ نگارش	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
۱۲۔	مکتوباتِ امام ربّانی کے فکری اور عملی پہلو	پروفیسر محمد عظیم فاروقی
۱۳۔	روئیداد	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

☆ مذکورہ بالا کتب سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ اشاعتی ادارہ ''شیر ربّانی پبلیکیشنز'' کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہیں۔

برائے رابطہ:

شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور

(جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی، چوک شیر ربّانی، شیر ربّانی روڈ، ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور)

موبائل

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس (جی سی یونیورسٹی لاہور): 0300-6659771

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی (سیکرٹری جنرل مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور): 0300-4299321

نوٹ

☆ کتاب بعنوان "شیخ سرہند" مرتبہ جمیل اطہر سرہندی (صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و چیف ایڈیٹر روزنامہ جرآت وتجارت) (۱)۔ادارہ اسلامیات:۔۱۹۰۔انارکلی لاہور (۲)۔داراشاعت:۔اردو بازار کراچی۔۱ (۳)۔ادارہ المعارف:۔ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴

(۴)۔مکتبہ دارالعلوم:۔کراچی ۱۴ سے رابطہ کر سکتے ہیں

☆ شیر ربّانی پبلیکیشنز کے حصول کے لیے مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ، لاہور سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

یکم رجب المرجب ۱۴۲۵ھ /۱۸/ اگست ۲۰۰۴ء

برادرِ محترم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ملفوظاتِ نقشبندیہ نظر نواز ہوئی۔ نوازش وکرم کا تہہِ دل سے ممنون ہوں۔ جہانِ امام ربانی کا کام جاری ہے آپ دعا فرماتے رہیں۔

اصل میں ماہنامہ السیف (راولپنڈی) شمارہ فقیر کا ایک مضمون حیاتِ اقبال شائع ہوا تھا۔ عبدالستار طاہر صاحب کو برسوں سے اس کی تلاش ہے جو ابھی تک نہیں ملا۔ باقی ریٹائرمنٹ کے بعد مختلف مسائل آپ کے سامنے ہوں گے۔ اللہ کی طرف متوجہ رہیں وہی کارساز ومشکل کشا ہے۔ ان شاء اللہ! پردۂ غیب سے حل ہوتے جائیں گے۔ ہرگز مایوس ومتفکر نہ ہوں اور دل سے ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' پڑھتے رہیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲۱؍رمضان المبارک، ۱۴۲۶ھ

برادرم زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ نظر نواز ہوا۔ شکریہ۔ یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ مقالہ قلم بند کر رہے ہیں۔ دو جلدوں کی کمپوزنگ کا کام جاری ہے۔ اس لئے جلدی ممکن ہو تو اچھا ہے۔

فقیر عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کے لئے گیا ہوا تھا۔ مدیر اعزازی نے ڈاکٹر صاحب کے احوال المظہر میں شامل کر دیئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب فقیر کے محسن اساتذہ میں سے ہیں۔ ''سیرت مجدد الف ثانی'' کا نیا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔ جلد بندی میں ہے۔ عربی میں بھی فقیر کے بھتیجے ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سیرت پر کتاب لکھی ہے وہ بھی تیاری کے مرحلے میں ہے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۴/ اکتوبر ۲۰۰۵ء

برادرم زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ موصول ہوا۔ آپ نے سچ فرمایا، فقیر کے خیال میں ایک مقالہ مندرجہ ذیل عنوان پر رقم کر کے بھیج دیں۔

''قادری شہرت پانے والے نقشبندی مشائخ کرام''

یہ آپ ہی لکھ سکتے ہیں اور ضروری بھی ہے۔

آپ نے پڑھا کہ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ کا انتقال ہو گیا ہے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔ فقیر کے محسن و مشفق استاد تھے۔ ابتدا میں پکے سنی تھے مگر آخر میں ان کے ارد گرد دیوبندی اور تبلیغی جماعت والے جمع ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کبھی شان رسالت مآب میں گستاخی نہ کی مگر گستاخان رسول کو تاویل کے ساتھ مسلمان سمجھتے تھے۔ ان کے بارے میں کیا لکھا جائے؟

دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۳۱ر اگست ۲۰۰۶ء

مکرمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کرم نامہ باعث طمانینت ومسرت ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی پریشانیاں دور فرمائے آمین۔ فقیر نے اپنی طرف سے حضرت افضل حسین شاہ صاحب کو لکھ دیا۔ خدا کرے وہ متوجہ ہوں۔

پہلے بھی کچھ لکھ چکا ہوں۔ جہان امام ربانی کی مزید پانچ جلدیں تیار ہو رہی ہیں۔ تین جلدیں چھپ چکی ہیں۔ اس سلسلے میں شاید مارچ کے پہلے ہفتہ میں محفل تشکر منعقد ہو۔ ممکن ہو تو آپ بھی شریک ہوں۔ اس موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرمایا

''نقشبندی مجددی سلاطین عالم''

اس عنوان کے تحت سلاطین مغلیہ، سلاطین افغانستان اور سلاطین عثمانیہ وغیرہ آسکتے ہیں۔ یہ مقالہ طویل ہو گیا تو الگ شائع کر دیا جائے گا ان شاء اللہ آپ ضرور توجہ فرمائیں۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین! اہل خانہ کو سلام ودعا کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۷/ستمبر ۲۰۰۶ء

برادرم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا ہے، ملا ہوگا۔ فقیر نے ایک عنوان پیش کیا تھا۔

''نقشبندی مجددی سلاطین عالم''

بعد میں ایک خاکہ ذہن میں ابھرا تو قلم بند کر کے بھیج رہا ہوں (۱)۔ فقیر کا خیال ہے کہ اس عنوان پر ایک کتاب تیار ہو جائے گی۔ مولا کریم آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور پریشانیاں دور فرمائے آمین۔ اس عنوان کے بارے میں اپنی رائے اور ارادے سے مطلع فرمائیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۔ خط میں خاکہ موجود نہیں ہے۔ شاید علیحدہ صفحہ پر لکھا ہو جو گم گیا ہو

۲۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ/ ۱۷/۱۰/ اکتوبر ۲۰۰۶ء

عید مبارک!

ان لکل قوم عید او ھذا عیدنا

محبی و مخلصی زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تہنیت عید سعید قبول فرمائیں۔۔۔ یہ عید عطائے ربانی ہے، تحفۂ محبوب سبحانی ہے ۔۔۔ یہ عید کرم بالائے کرم ہے ، یہ عید بہاروں کا حاصل ہے ، یہ عید عابدوں زاہدوں کی عید ہے۔۔۔ یہ دن منعم کو بھلانے کا دن نہیں، یاد کرنے کا دن ہے، یہ دن کھیل کود کا دن نہیں، عبادت وریاضت کا دن ہے، یہ دن سرمستی وسرشاری کا دن نہیں، تشکر واحسان مندی کا دن ہے، یہ دن خود فراموشی کا دن نہیں، غریبوں اور ناداروں کو یاد کرنے کا دن ہے ۔۔۔ یہ دن الفت ومحبت کا دن ہے، یہ دن عفو ودرگزر کا دن ہے ۔۔۔نافرمانیوں کا نہیں ، فرماں برداریوں کا دن ہے ، جفا شعاریوں کا نہیں ، وفا شعاریوں کا دن ہے ۔۔۔ یہ دن زندگی کا سنگھار ہے، یہ دن زندگی کا وقار ہے، یہ دن زندگی کی بہار ہے۔۔۔ یہ عید روزے داروں کی عید ہے، یہ عید ناداروں کی عید ہے ، یہ عید غمزدوں کی عید ہے، یہ عید پریشاں حالوں کی عید ہے، یہ عید یتیموں کی عید ہے ۔۔۔ یہ عید نا امیدوں اور مایوسوں کی عید ہے، یہ عید مظلوموں اور مجبوروں کی عید ہے ۔۔۔کوئی خوشی منائیں یا نہ منائیں مگر یہ خوشی منانی ہی منانی ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا ''ہر قوم کی عید ہوتی ہے، یہ ہماری عید ہے''۔جس دن کو وہ عید بنادیں، وہ خوشی کا دن

کیوں نہ ہو؟ کس کی مجال کہ اس خوشی کو غم کی نذر کر دے!۔۔۔۔وہی رلاتا ہے، وہی ہنساتا ہے، جب وہ ہنسائے تو کیوں نہ ہنسیں؟ یہ دن اس کی دل داریوں کا دن ہے ۔۔۔۔یہ دن عزیزوں اور رشتہ داروں کے منانے کا دن ہے، یہ دن مہمان نوازیوں اور کھانا کھلانے کا دن ہے، یہ دن دینے دلانے اور لینے دینے کا دن ہے، یہ دن ملنے جلنے کا دن ہے، یہ دن آنے جانے کا دن ہے۔۔۔۔

اس کا کرم کہ بیکراں رحمتوں سے نوازا اور شکر کی توفیق بھی عطا فرمائی ۔۔۔۔ہزار ہزار شکر ان نعمتوں کا جو ماہ مبارک میں عطا فرما ہوئیں، ہزار ہا شکر ان برکتوں کا جو ماہ مبارک میں عطا فرمائیں۔۔۔ہزار ہزار شکر ان رحمتوں کا جو اس دن عطا ہو رہی ہیں۔۔۔۔

فقیر اور سب اہل خانہ کی طرف سے اس عید سعید پر دلی مبارک باد اور سلام مسنون قبول فرمائیں، مولائے کریم ہم سب کو اپنی طرف متوجہ رکھے اور اپنی رضا پر راضی رکھے۔۔۔۔آمین!

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲۸/ اکتوبر ۲۰۰۶ء

محترم ومکرم محمد صادق قصوری (برج کلاں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی سرپرستی میں ۲۰۰۲ء میں کراچی میں انٹرنیشنل امام ربانی فاؤنڈیشن قائم کی گئی جس کی نگرانی میں حضرت مجدد الف ثانی پر ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا سات جلدوں میں تیار ہو کر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا "اظہار تشکر" کی شاندار محفلیں کراچی، لاہور، دہلی میں منعقد ہوئیں اور اس انسائیکلوپیڈیا کا اجراء ہوا۔ الحمدللہ کام جاری رہا اور مزید پانچ ضخیم جلدیں تیار ہوگئیں، ان بارہ جلدوں کے مجموعی صفحات سات ہزار سے زیادہ ہوں گے۔ موخر الذکر پانچ جلدوں کے اجراء کے سلسلے میں مارچ ۲۰۰۷ء میں "اظہار تشکر" کی محفل منعقد ہوگی۔ جس میں فضلاء ومحققین تحقیقی مقالات پیش کریں گے جو "مجلّہ یادگار مجدد" میں شائع ہوں گے۔

آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس کانفرنس کے لئے اپنا وقیع مقالہ جو کم از کم ۵ فل اسکیپ سائز کے صفحات پر مشتمل ہو جنوری ۲۰۰۷ء تک ہمیں ارسال فرمادیں، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے آپ کے لئے مندرجہ ذیل عنوان تجویز کیا ہے۔

"ردقادیانیت میں مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمات"

اگر مقالہ طویل ہو جائے تو اس کا خلاصہ تیار کرلیں جو دس منٹ میں کانفرنس میں پڑھ لیا جائے اصل مقالہ "یادگار مجدد" میں شائع ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اگر مناسب

خیال فرمائیں تو مقالہ کمپوز کرا کر بھیج دیں اور معذرت کی صورت میں فوراً مطلع فرما دیں تا کہ یہ عنوان کسی دوسرے فاضل کو دے دیا جائے۔۔۔۔امید ہے کہ کرم فرمائیں گے اور مایوس نہ کریں گے۔۔۔۔دعاؤں کا محتاج

فقط والسلام

جاوید اقبال مظہری

بانی (امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس (انٹرنیشنل) کراچی، منعقدہ مارچ ۲۰۰۷ء کے لیے لکھے جانے والے مقالات کے مجوزہ عنوانات

۱۔ نفاذ شریعت اسلامی اور تصور وحدۃ الوجود

۲۔ نفاذ شریعت اسلامی اور تصور وحدۃ الشہود

۳۔ تفردات حضرت مجدد الف ثانی

۴۔ وجود وعدم، مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں

۵۔ عہد اکبری مکتوبات امام ربانی کے آئینے میں

۶۔ امام ربانی اور سلسلہ عالیہ قادریہ (مکتوبات امام ربانی کے حوالے سے)

۷۔ امام ربانی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ (مکتوبات امام ربانی کے حوالے سے)

۸۔ علم حصولی اور علم حضوری مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں

۹۔ مستحقین کے لئے اعیان مملکت کے نام سفارشات (مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں)

۱۰۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مصر میں

۱۱۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ عرب میں

۱۲۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ امریکہ میں

۱۳۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ برطانیہ میں

۱۴۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ جرمنی میں

۱۵۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ روس میں

۱۶۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ بنگلہ دیش میں

۱۷۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ترکی میں

۱۸۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ افغانستان میں

۱۹۔ امام ربانی کے مکتوب الیہم (علماء کرام)

۲۰۔ امام ربانی کے مکتوب الیہم (فقراو عظام)

۲۱۔ امام ربانی کے مکتوب الیہم (بادشاہ اور وزراء مملکت، شہزادگان)

۲۲۔ نقشبندی مجددی سلاطین، شہزادے، شہزادیاں

۲۳۔ مولانا محمد رضا علی خاں نقشبندی اور ان کے مرشد کریم

۲۴۔ فتاوٰی رضویہ میں اذکار مجدد الف ثانی

۲۵۔ فتاوٰی رضویہ میں مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے اذکار

۲۶۔ جہان امام ربانی کا تنقیدی جائزہ

۲۷۔ حضرت مجدد الف ثانی کا اسلوبِ تحریر مکتوبات کی روشنی میں

۲۸۔ حضرت امام ربانی اور عظمت سلسلہ نقشبندیہ

۲۹۔ ٹھٹہ مکلی کے مشائخ نقشبندیہ

۳۰۔ شیخ آدم بنوری اور ان کے فیوض و برکات

۳۱۔ اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

۳۲۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشرقی نقیب شیخ خالد کردی ثم بغدادی

۳۳۔ چودھویں صدی ہجری کے عرب مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

۳۴۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مغربی نقیب شیخ محمد ناظم قبرصی

۳۵۔ حضرت مجدد الف ثانی کا طریقہ تبلیغ و ارشاد

۳۶۔ حضرت مجدد الف ثانی کا بے مثل تحمل و تدبر

۳۷۔ صاحب زادگان کے نام مکتوبات شریفہ کے خاص مباحث

۳۸۔ عرفاء کے نام مکتوبات شریفہ کے خاص مباحث

۳۹۔ علماء کے نام مکتوبات شریفہ کے خاص مباحث

۴۰۔ اعیان مملکت کے نام مکتوبات شریفہ کے خاص مباحث

۴۱۔ فارسی ادب عالیہ میں مکتوبات شریفہ کا مقام

۴۲۔ مکتوبات شریفہ کی روشنی میں حضرت مجدد الف ثانی کا علمی مقام و مرتبہ

۴۳۔ عالمی کتب خانوں میں مجددی مخطوطات

۴۴۔ اشاعتِ مسلک اہل سنت و جماعت میں حضرت مجدد کی اولاد امجاد کا کردار

۴۵۔ مکتوبات امام ربانی خزینۂ اسرار و معارف

۴۶۔ امام ربانی کی شانِ علم

۴۷۔ امام ربانی کا شانِ تقویٰ

۴۸۔ امام ربانی اور اتباع سلف

۴۹۔ امام ربانی اور سنت کی اہمیت

۵۰۔ مکتوبات امام ربانی میں مخالفین کو عارفانہ ہدایت و نصیحت

۵۱۔ ولایت عامہ اور ولایت خاصہ حضرت مجدد کی نظر میں

۵۲۔ انفس و آفاق حضرت مجدد کی نظر میں

۵۳۔ حقیقت کعبہ اور حقیقت محمدیہ حضرت مجدد کی نظر میں

۵۴۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت مجدد کی نظر میں

۵۵۔ علماء حق اور علماء سوء حضرت مجدد کی نظر میں

۵۶۔ اشارے کنایوں میں حضرت مجدد پر تنقیدات

۵۷۔ امام ربانی مجدد الف ثانی کے ہمہ گیر اثرات

۵۸۔ اجتہادات امام ربانی مجدد الف ثانی

۵۹۔ مسجد فتحپوری دہلی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا عظیم مرکز

۶۰۔ خانقاہ مظہریہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا عظیم مرکز

۶۱۔ گستاخ و بے ادب مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں

۶۲۔ جہان امام ربانی میری نظر میں


شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد
SHER-E-RABBANI ISLAMIC CENTER
SAMANABAD LAHORE

۲۶/ مارچ ۲۰۰۷ء

برادرم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دونوں عنایت نامے موصول ہوئے شکریہ۔ فقیر بخیر و عافیت ہے۔ آپ کی مخلصانہ و کریمانہ دعاؤں کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

مارچ کی کانفرنس بہت کامیاب رہی۔ جہان امام ربانی کی ۵ جلدیں شائع ہو گئی ہیں۔ لاہور اور دہلی کی کانفرنسیں بھی کامیاب ہوئیں۔ ایک خط ارسال کیا تھا جس میں مولانا سعادت علی کے نام آپ کی معرفت کتابوں کے متعلق استفسار تھا۔ کیوں کہ مولانا سے وعدہ کیا تھا اس لیے مسلسل ایفائے وعدہ کا خیال آتا ہے۔ جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں، دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۷ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ/۵مئی ۲۰۰۷ء

مکرمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکی پریشانیوں کا علم ہوکر بہت صدمہ ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''پریشانیاں بھی اللہ کی نعمتیں ہیں ان کو گلے لگانا چاہئے''

اللہ تعالیٰ آپکی پریشانیاں دور فرمائے اور پردۂ غیب سے مدد فرمائے آمین۔ کانفرنس میں آپکی عدم شرکت سے افسوس ہوا۔ کتابیں وہیں مل جاتیں، اب لاہور میں ایک مرید باصفا کو بھیجی جائیں گی آپ ان سے لے لیں۔ پہلی سات جلدیں سرخ جلد کی ہیں یا سیاہ جلد کی یہ بھی تحریر فرمادیں۔ مولانا سعادت علی قادری رضوی صاحب کو کتابیں پہنچادیں۔ بہت بہت شکریہ۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اہل خانہ کو سلام ودعا کہہ دیں۔

احقر محمد مسعود احمد

۴ر جون ۲۰۰۷ء

برادرم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ موصول ہوا آپ کی صحت اور حالات سے تشویش رہتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور مالی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی سے متعلق آپ کے تاثرات کا ممنون ہوں۔ ''باقیات جہانِ امام ربانی'' کے عنوان سے دو جلدیں اور مرتب ہو رہی ہیں۔ کوئی منقبت آپ کے پاس ہو تو بھیج دیں۔

بقیہ پانچ جلدیں ان شاء اللہ تعالیٰ بھجوا دی جائیں گی۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اہل خانہ کو سلام و دعا کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۸؍جون ۲۰۰۷ء

مکرمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دونوں عنایت نامے موصول ہوئے۔ فقیر کو اطلاع ملی ہے کہ جہان امام ربانی کی پانچ جلدیں آپ کے نام بھیج دی گئیں مطلع کریں تا کہ اطمینان ہو۔

تذکرہ شعرائے جماعتیہ تلاش کی نہ ملی، آپ کو تکلیف نہ ہو تو جس منقبت کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ارسال فرمادیں۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اہل خانہ کو سلام ودعا۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

یکم جولائی ۲۰۰۷ء

برادرم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب عزیز اور کتاب نظر نواز ہوئے شکریہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس منقبت کا انتخاب شامل کرلیا جائے گا۔ جہان امام ربانی کے لئے ادارے سے کہا ہے جو رجسٹری نمبر دیں گے تو آپ کو مطلع کردوں گا۔ اپنا فون نمبر بھی لکھ دیں تاکہ وہ براہ راست رابطہ کر سکیں۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ گھر میں سب کو سلام و دعا۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ:

دہلی سے مفتی مکرم صاحب نے اسٹکرز بھیجے تھے۔ مرسلہ منقبت کے ایک شعر میں ''یا مجدد المدد'' پڑھ کر اسٹکرز یاد آئے۔

فقیر محمد مسعود احمد

۳۱ر نومبر ۲۰۰۷ء

برادرم زید مجدہ

سلام مسنون

عنایت نامہ موصول ہوا۔ مقالہ تحریک ختم نبوت کے حوالے سے مطلوب ہے۔ نومبر میں مکمل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر رہنے دیں کیونکہ جہان امام ربانی آخری مراحل میں ہے۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲ / جنوری ۲۰۰۹ء

برادرم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ باعث مسرت ہوا۔ یادآوری کا ممنون ہوں۔ سیرت مجدد الف ثانی میں ایک عربی مقالہ کا عکس ہے اور آخر میں ازبکستان میں مدفون مشائخ نقشبندیہ کے مزارات کے عکس ہیں۔ یہ اہم اضافہ ہیں۔

چونکہ جہانِ امام ربانی کی تین مزید جلدیں زیر ترتیب ہیں اس لئے شرح رباعیات کی اشاعت مشکل ہے۔صوفی غلام سرور صاحب سے رابطہ فرمائیں۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

یکم صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

۲۸ مئی ۱۹۹۸ء

مکرمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مقالہ موصول ہوا۔ شکریہ فقیر نے مختصر تقدیم لکھدی ہے۔ ممکن ہوا تو بعد میں ''لباس مبارک'' پر ایک مقالہ بھی پیش کردوں گا۔ چھ ماہ سے طبیعت ناساز ہے۔ آپ نے خود خط نہیں لکھا۔ فقیر جیسے گنہ گاروں کو خط لکھنے میں آپ نے کیوں تکلف کیا؟ فقیر کے والد ماجد مفتی اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ باوجود کبرسنی اور ضعف ونقاہت کے خود خط تحریر فرماتے تھے، فقیر نے کئی بار عرض کیا مگر منظور نہ فرمایا۔

والد ماجد مدظلہ العالی کو فقیر کا سلام کریں۔ حضرت جد امجد دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوں تو سلام کہہ دیں۔ حاضرین محفل کو سلام

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: عمامہ کی ابتداء کے بارے میں جو روایت ہے اس کا مستند حوالہ شامل کریں ورنہ حذف کردی

فقیر محمد مسعود احمد

۱۵ فروری ۲۰۰۱ء

اخی العزیز زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے مسودہ اور حوالہ جات کی فہرست مل گئی تھی چوں کہ فقیر مصروف تھا اس لیے سر دست ''تحقیق الحق'' بغیر حوالہ جات شائع کردی۔ حوالوں کو الگ کمپوز کرا کے ضمیمے کے طور پر کتاب کے ساتھ کر دیا جائے گا۔آپ کی مخلصانہ سعی کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ کتاب ''حج و عمرہ'' بھی شائع ہوگئی ہے۔ان شاء اللہ جلد ہی ارسال کروں گا۔مزید کاپیوں کی ضرورت ہو تو مطلع فرمائیں۔

رمضان المبارک میں فقیر مدینہ منورہ حاضر تھا۔آپ کے چچا برادرم مولانا زاہد صاحب زید مجدہ سے دو بار ملاقات ہوئی۔ بہت خوشی ہوئی آپ نے جو ٹوپیاں دی تھیں فقیر نے حرمین شریفین میں وہی استعمال کیں۔ جزاکم اللہ......

دعاؤں میں یاد رکھیں۔حضرت جد امجد مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام پیش کریں ۔حضرت والد ماجد کو سلام کہہ دیں محترم مولانا علیم الدین صاحب اور برادران سلمہم اللہ کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲۴ ؍ جولائی ۲۰۰۱ء

مجی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوازش نامہ باعث فرحت وسرور ہوا یادآوری کا ممنون ہوں۔ اسلام آباد میں منعقدہ کانفرنس کی تفصیلات معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ یہ نہ معلوم ہوسکا کہ موسستہ الافکار المجددیۃ العالمیہ کا پتہ، فون نمبر اور ای میل نمبر کیا ہے۔ آپ کے علم میں ہوں تو مطلع فرمائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ویب سائٹ موجود ہیں۔ ایک عزیز نے نمبر دیے ہیں۔ منسلک کر رہا ہوں۔ فقیر مصروفیت کی وجہ سے ان کو نہ دیکھ سکا۔

جن اداروں میں کام ہو رہا ہے ان کی تفصیلات پروفیسر محمد اقبال مجددی یا محمد صادق قصوری سے معلوم کر لیں۔

۱۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی اسلامیہ کالج، لاہور [۱]

۲۔ محمد صادق قصوری برج کلاں قصور

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد کی خدمت میں سلام پیش کریں استاد گرامی اور برادران کو سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: ویب سائٹ کے سلسلے میں انیس مسعودی اور منصور مسعودی سے مندرجہ ذیل ای میل نمبروں پر رابطہ فرمائیں

mansoor.power@usa.net

anees-memdi@hotmail.com

۱۔ حضرت پروفیسر محمد اقبال مجددی حال ہی میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور سے بطور صدر شعبہ تاریخ ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ان کی رہائش کا پتہ 196 (بی) سبزہ زار کالونی ملتان روڈ لاہور ہے (مرتب)

۲۷ جولائی ۲۰۰۱ء

گرامی مرتبت زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ موصول ہوا۔ شکریہ۔ فقیر نے چندروز ہوئے آپ کے سابقہ مکتوب کا تفصیلی جواب ارسال کیا ہے۔ امید ہے کہ مل گیا ہوگا۔ فقیر نے نقشبندیہ سلسلے میں مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لیے لندن رابطہ کیا تھا انہوں نے مندرجہ ذیل ویب سائٹ کی طرف رجوع کرنے کے لیے کہا ہے:

Lttfp:/www.naqshbandi.net

آپ اپنا ای میل نمبر بھی لکھدیں تا کہ بوقت ضرورت فوری رابطہ ممکن ہو۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد مدظلہ العالی استاد گرامی اور برادران گرامی کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۴؍جون ۲۰۰۳

اخی العزیز زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوازش نامہ باعث فرحت ہوا۔ یاد آوری کا ممنون ہوں مرسلہ مقالہ مل گیا تھا جس کی رسید پیش کردی گئی تھی۔ یہ معلوم ہوکر افسوس ہوا کہ فقیر کا خط آپ کو نہیں ملا۔ فقیر مقالے کے لیے تہ دل سے ممنون ہے۔ عربی مقالات شامل نہیں کئے جارہے۔ فقیر کے مطالعہ کے لیے ضروری بھیج دیں محترم مفتی محمد علیم الدین صاحب کے نام بھی ایک لفافہ بھیجا تھا نہ معلوم ملا یا نہیں، دریافت کرلیں۔

فقیر کا کوئی عربی مقالہ خدمت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر شائع نہیں ہوا۔ ڈاکٹر مفتی مکرم احمد (مسجد فتحپوری دہلی) اور مولانا ممتاز احمد سدیدی (جامعہ ازہر، قاہرہ) سے درخواست کی ہے کہ عربی میں مقالات قلم بند کریں۔ ان شاء اللہ پھر لکھیں گے۔

دو مقالات عرب کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اور مکتوبات شریف کے عربی ترجمے پر عرب شریف سے ملے ہیں۔ یہ اردو میں ہیں اور جہان امام ربانی مجدد الف ثانی میں شامل کئے جارہے ہیں۔ جہان امام ربانی کا خاکہ جہاں نما ارسال کیا ہے امید ہے کہ ملا ہوگا۔

کانفرنس کی تجویز بہت اہم اور مفید ہے۔ اس کے لیے تیاری ضروری ہے۔

۱۔ جن حضرات نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ڈاکٹریٹ کیا ہے ان کے مقالات کی عکسی کاپیاں جمع کی جائیں۔

۲۔ اگر ممکن ہو تو ڈاکٹر محمد طفیل بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے فقیر کی کتاب ''حضرت مجدد الف ثانی، حالات وافکار وخدمات'' عربی میں ترجمہ کرا کے

شائع کریں۔

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر اقبال پر انگریزی کتاب پیش کردی جائے گی۔

۴۔ فقیر کی محولہ بالا (نمبر۲) کتاب کا انگریزی ترجمہ ہوگیا ہے ابھی نظرِ ثانی کا محتاج ہے کوئی فاضل یہ کام انجام دے سکیں تو یہ مسودہ (کمپوز شدہ) بھیجا جاسکتا ہے۔

۵۔ نمائش کے لیے ادارہ مسعودیہ کی متعلقہ تمام مطبوعات بھیجی جاسکتی ہیں۔مختلف کتب خانوں سے نادر مطبوعات اور مخطوطات جمع کر لیے جائیں۔

ڈاکٹر آرتھر بیولر نے مکتوبات شریف کا اشاریہ ہشتگانہ تیار کیا ہے۔ بہت مفید ہے۔ آپ کے پاس نہ ہوتو بھیج دیا جائے گا۔ ماہنامہ المظہر آپ کو مل رہا ہے یا نہیں اس کے لیے مختصر مقالہ ایک دو صفحے پر ارسال فرمائیں زیادہ کیا عرض کروں۔ حضرت والد ماجد مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام پیش کریں برادران گرامی اور حضرت مفتی صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: فقیر نے جو عربی مکتوبات شریف ارسال کئے تھے مکتوب الیھم کے حالات کے ساتھ ان کو بھی شائع کیا جائے فقیر مسعود احمد عفی عنہٗ

۲۶ جولائی ۲۰۰۳ء

گرامی مرتبت زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوازش نامہ اور دونوں کتابیں موصول ہوئیں...... دونوں اہم ہیں ۔ جزاکم اللہ! آپ کی کتاب کے اقتباسات ماہنامہ المظہر میں شامل کر لیے جائیں اگر آپ کی اجازت ہو......ایک مقالہ ''آواز'' پر بھی قلم بند فرمائیں جس کے چند اشاریے منسلک کررہا ہوں۔

کتاب کا انگریزی ترجمہ اور ڈاکٹر بیولر کی کتاب ارسال کردی ہے۔ مترجم نے بتایا کہ پوری کتاب ترجمہ کیا ہے مگر صفحات آگے پیچھے ہوگئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی انقلابی تحریک پر تفصیلاً اور اساتذہ پر مختصراً تحریرات شامل ہیں۔ اساتذہ پر کوئی مفصل مقالہ قلم بند کرے تو شامل کرلیا جائے۔ عنایت نامہ ابھی ابھی موصول ہوا۔

''جہاں نما'' میں منصوبے کی ساری فہارس شامل کردی ہیں امید ہے کہ یہ کتاب مل گئی ہوگی۔ والد گرامی اور برادران کو سلام کہہ دیں۔ مولانا محمد علیم الدین صاحب کو بھی سلام کہہ دیں۔ فقیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

آواز قرآن و حدیث کی روشنی میں

۱۔ قرآن کریم کی آواز پر آواز بلند کرنا

۲۔ رسول کریم ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا

۳۔ قرآن کریم میں آواز پست رکھنے کا حکم

۴۔ آواز کی ضربوں سے قوت حافظہ متاثر ہوتی ہیں۔(جدید تحقیق) شہری، دیہاتی۔

۵۔ حضور ﷺ کی آواز

۶۔ صحابہ کرام اور صلحاءِ امت کی آوازیں

۷۔ آواز اور خوابیدہ انسان

۸۔ آواز اور نمازی

۹۔ آواز اور پڑوسی

۱۰۔ آواز اور بیمار

۱۱۔ تیز آواز......عذاب الٰہی

۱۲۔ آواز اور احترام انسانیت

۱۳۔ خانگی زندگی میں آواز

۱۴۔ شہری زندگی میں آواز

۱۵۔ معاشرتی زندگی میں آواز

۱۶۔ میدان جنگ میں آواز

۱۷۔ خانقاہوں میں آواز

۱۸۔ مسجدوں میں آواز

۱۹۔ محافل و مجالس میں آواز وغیرہ وغیرہ

احقر محمد مسعود احمد

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مرسلہ علمی تحائف نظر نواز ہوئے۔ عنایت وکرم کا ممنون ہوں...... یہ تحائف ظاہری اور باطنی حسن وخوبی سے آراستہ وپیراستہ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اور حضرت مفتی صاحب کو دارین میں سرفراز فرمائے آمین۔ اگر نماز کے بارے میں بھی اس طرح کتاب مرتب فرمائیں تو بہت اچھا ہو۔

مکتوبات شریف کی خبر نے بہت مسرور کیا۔ مقدمہ لکھنا فقیر کے لیے باعث سعادت ہوگا مگر اس کے لیے مکتوبات شریفہ کا عکس سامنے ہونا ضروری ہے۔ محترم پروفیسر اکبر داد ملک بھی قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے مکتوبات شریف کی دو جلدیں مرتب فرمائیں، وہ حضرت مدظلہ العالی کی خدمت میں رہ کر دولت عرفان سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ اور حضرت زید ابوالحسن فاروقی علیہ الرحمۃ کے غیر مطبوعہ رسائل کے لیے بذریعہ ای میل علامہ مفتی محمد مکرم احمد صاحب کو لکھ رہا ہوں وہ صاحب زادہ اس بھائی سے معلومات حاصل کر کے مطلع کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک سال سے ادارہ مسعودیہ کا انگریزی اور عربی لٹریچر مغربی افریقہ جا رہا ہے۔ وہاں کے طلبہ نے عربی زبان میں اسٹکرز بھی طلب کئے ہیں اگر ممکن ہو تو درود شریف کے مزید اسٹکرز ارسال فرمائیں ماشاء اللہ بہت خوبصورت ہیں۔

چند کتابیں ارسال کی ہیں۔ حضرت جدامجد علیہ الرحمۃ کا فتاویٰ مسعودی آپ کے کتب خانے میں ہے یا نہیں۔ نہ ہو تو فقیر ارسال کر دے گا۔ ماہنامہ المظہر تو مل رہا ہوگا۔ آپ کی کتاب سے دو قسطیں آ چکی ہیں۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ برادر گرامی اور حضرت مفتی صاحب کو سلام کہہ دیں۔ دعاؤں میں فقیر کو یاد رکھیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد



۲۱/ اکتوبر ۲۰۰۳ء

عزیز گرامی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تحائف علمیہ افادیت سے بھرپور، نفاست سے معمور نظر نواز ہوئے۔ عنایت و کرم کا ممنون ہوں۔ مفتی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد مبارک باد پیش کریں۔

ترجمہ سرسری دیکھا ہے، لفظی معلوم ہوتا ہے۔ بامحاورہ ہونا چاہیے۔ پھر دیکھوں گا اور عرض کروں گا۔ ان شاء اللہ۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے جد اعلیٰ شاہ رفیع الدین اور والد ماجد رحمھما اللہ تعالیٰ کے سنین وفات کی ضرورت ہے۔ دونوں کی قبور زیر تعمیر ہیں۔ کتبے کے لیے ضرورت ہے۔ کوشش فرمائیں اگر مل جائیں تو جلد مطلع فرمائیں یا پھر اندازاً سنین کا تعین کریں۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد مدظلہ العالی اور برادران زید مجدہم کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ / ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے۔ شام سے آنے والے بعض حضرات نے بتایا تھا کہ آپ دمشق میں تشریف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوب خوب نوازے۔ آمین۔ یہ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ عربی مکتوبات حضرت مفتی صاحب زید عنایتھم کی تقدیم کے ساتھ شائع ہونے والے ہیں۔ ان شاء اللہ انگریزی ترجمہ یہاں شائع کر لیا جائے گا۔ ''جہان امام ربانی'' تکمیل کے مراحل میں ہے۔ پہلے اندازہ تھا کہ شاید دو جلدیں ہوں لیکن اب بحمد اللہ تعالیٰ ۶ جلدیں ہو گئیں۔ ساتویں زیر تدوین ہے اور آٹھویں میں رنگین فلموں کو الگ مرتب کر دیا گیا ہے۔ پہلے فنڈز دو جلدوں کے لیے فراہم کئے تھے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مرحلے کو بھی آسانی سے طے کرا دے۔ آمین۔ جہان امام ربانی کے لیے زکوٰۃ مد بھی قائم کیا گیا ہے۔ اس مد سے مختلف خانقاہوں میں تقسیم کے لیے کاپیاں بھیجی جائیں گی۔ آپ بلا تکلف تحریر فرمائیں کہ آپ کو کتنی کاپیاں بھیجی جائیں۔ امید ہے کہ ۱۷ اپریل ۲۰۰۵ء میں محفل تشکر کا اہتمام ہو۔ آپ کی اور مفتی صاحب کی شرکت ضروری ہے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فقیر ضعف وعلالت کی وجہ سے خطوط اپنے محبّ خاص سے لکھواتا ہے خیال نہ فرمائیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۵ دسمبر ۲۰۰۴ء

محبّ گرامی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوازش نامہ باعث فرحت ہوا۔ عربی مکتوبات شریف اگر مارچ ۲۰۰۵ء تک شائع ہو جائیں تو امام ربانی کانفرنس کے لیے ایک علمی اضافہ ہوگا۔ لاہور میں مقامات معصومیہ کی چار جلدیں اس وقت تک شائع ہو جائیں گی۔ یہ بھی ایک اہم اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ایم۔اے کے لیے ۱۰۰ نمبر کا مقالہ ہوتا ہے۔ عنوان منظور کرا کے کام کا آغاز کیا جائے فقیر کی کتابیں عنایت فرمادیں۔ آسانی سے مقالہ لکھ لیا جائے گا۔ مقالے کے صفحات بھی سوڈیڑھ سو میں ہوتے ہیں۔ مزید استفسار کرنا ہو تو تحریر فرمائیں۔

حضرت والد گرامی مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام پیش کریں۔ حضرت مفتی صاحب اور برادران گرامی کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲۳ جولائی ۲۰۰۵ء

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دونوں تحائف علمیہ نظر نواز ہوئے۔ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی اور آپ کے اور مفتی صاحب کے لیے دل سے دعائیں نکلیں۔ مولائے کریم آپ کو دونوں جہاں میں خوب خوب نوازے۔ آمین ثم آمین۔

عرصہ دراز سے حضرت جد امجد دامت برکاتہم العالیہ کی علالت کی خبریں آ رہی ہیں۔ بہت ہی تشویش وفکر ہے۔ مولی تعالیٰ آپ کا مقدس سایہ قائم ودائم رکھے (آمین)۔ حاضر ہوں تو فقیر کی طرف سے سلام مسنون عرض کر دیں۔

فقیر نے ادارے کو لکھ دیا تھا کہ مفتی صاحب کو اعزازی کاپی بھیج دی جائے نہ معلوم بھیجی گئی یا نہیں۔ مطلع فرمائیں تاکہ اطمینان ہو۔ مرسلہ مکتوبات شریف کی قیمت کیا ہے؟ خیال ہے کہ کراچی کے مدارس عربیہ میں پہنچائی جائے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد مدظلہ العالی برادران گرامی اور مفتی صاحب قبلہ کو فقیر کا سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۴/اگست ۲۰۰۵ء

اخی العزیز زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوازش نامہ اور مکتوبات شریف کی مرسلہ کاپیاں موصول ہوئیں۔ تہہ دل سے ممنون ہوں۔ دو کاپیاں دھلی بھیج دیں دو دمشق بھیج رہا ہوں۔

سبل الھدٰی کے لیے مقدمہ لکھنا ممکن نہیں۔ اب وہ پہلی سی توانائی نہیں رہی ورنہ یہ فقیر کے لیے بڑی سعادت تھی۔ مفتی صاحب سے دریافت فرمائیں جہان امام ربانی ملی یا نہیں؟

فقیر نے مفتی مکرم احمد صاحب سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے عربی میں حالات مرتب کروائے تھے جو فقیر کے پاس محفوظ ہیں۔ ڈسک بھی ساتھ ہے چوں کہ اس میں ان کے ایک ندوی شاگرد نے تعاون کیا اس لیے بعض باتیں قابل اصلاح ہیں۔ آپ کی نظر میں کوئی ایسا عالم ہو کہ اصلاح کر کے کمپوزنگ میں بھی تصحیح کرادے تو کتاب چھپ جائے۔ غالباً کتاب ۳۰۰ صفحات پر ہے اس وقت سامنے نہیں۔ اس کی اشاعت عرب ممالک کے لیے بہت ضروری ہے۔ انگریزی میں بھی کتاب تیار ہے، فقیر کے لیے نظر ثانی ممکن نہیں کہ بغور مطالعہ کرنے سے غیر معمولی تھکان ہو جاتی ہے وہ کتاب بھی رکھی ہوئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ غیب سے مدد فرمائیں گے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کریں برادران گرامی اور مفتی صاحب کو سلام کہہ دیں۔ حضرت جدامجد کی خیریت سے مطلع فرمائیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۴ اکتوبر ۲۰۰۵ء

گرامی مرتبت زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دونوں عنایت نامے موصول ہوئے۔ فقیر عمرہ اور حرمین شریفین کے لیے گیا ہوا تھا۔ مدینہ منورہ میں زلزلہ کا علم ہوا سخت صدمہ ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ شہداء کشمیر کی مغفرت عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت جد امجد مدظلہ العالی کی طرف سے فکر وتشویش ہے خیریت سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

پارسل بہت دیر سے ملا۔ ڈاک خانے میں رکھا رہا۔ اور ادارے کا آدمی گیا تو لے کر آیا۔ ان شاء اللہ بل جلد ہی ادا کر دیا جائے گا۔

عربی مکتوبات شریف پر جو مقالہ قلم بند کیا گیا اس کا اپنا مقالہ بھی بھیج دیں عکس بھی ارسال کر دیں تا کہ جہان امام ربانی میں شامل کر لیا جائے۔

مرسلہ عربی مقالے کی فلوپی بھیج دی جائے گی۔ بہت تاخیر ہوگئی۔ اب مفتی صاحب ہی اس کو مکمل فرمائیں مفتی صاحب کو کلی اختیار ہے۔ تا کہ جلد منظر عام پر آ جائے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں کشمیری احباب کی خیریت سے ضرور مطلع کریں الحمد للہ فقیر کے کشمیری احباب بخیریت ہیں۔

حضرت جد امجد اور والد ماجد مدظلہما کی خدمت میں سلام عرض کریں برادران گرامی اور مفتی صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲۵ دسمبر ۲۰۰۵ء

گرامی مرتبت زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کرم نامہ موصول ہوا۔ ممنون ہوں۔ جس روز عنایت نامہ ملا اسی روز فلمیں ارسال کی گئیں۔ امید ہے کہ مل گئی ہوں گی۔ اب عربی میں متعلقہ تعارف آپ خود شامل فرمالیں۔

ہمشیرہ مرحومہ کے وصال پر غمخواری کا ممنون ہوں۔ بیس دن بعد جمعۃ المبارک کو پھوپھی زاد ہمشیرہ عزیزہ کا انتقال ہوگیا ان کے لیے بھی دعا فرمائیں۔

مرسلہ ڈسک ورڈس سے کھلتی ہے جو انگریزی کا پروگرام ہے۔ اس صورت میں متن میں کمی بیشی ممکن نہ ہوگی۔

البتہ پورا صفحہ ٹائپ کر کے داخل کیا جائے تو ممکن ہے مزید معلومات میسر آ گئیں تو مطلع کردوں گا۔ دعاؤں میں یاد رکھیں والد ماجد مدظلہ العالی اور برادران زید مجدھم کو سلام عرض کریں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲۲ ِ جون ۲۰۰۶ء

اخی العزیز زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوازش نامہ اور مفید رسائل موصول ہوئے۔ عنایت وکرم کا ممنون ہوں۔ آئندہ اڈیشن میں اذان سے اقامت تک اور سلام کے بعد سنن ونوافل کی ادائیگی تک بھی احادیث شریف جمع کر دیں نیز جمعہ اور عیدین کی نمازوں کے متعلق بھی احادیث کریمہ جمع کر دیں بالخصوص خواتین کے حوالے سے دوسرے رسالے میں بڑی نفیس تحقیق کی ہے۔ مگر مفصل حوالے نہیں......مولی تعالیٰ آپ کو اور شیخ حسام الدین رفاعی کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

اس سے قبل عبدالحئ ندوی اور ابوالحسن علی ندوی کی کتابوں سے چند اوراق کے عکس بھیجے ہیں امید ہے کہ مل گئے ہوں گے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد، برادران گرامی اور محترمی مفتی صاحب دام عنایتہم کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲ مئی ۲۰۰۷ء

اعزی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔ فقیر خانقاہ شریف میں حاضر ہوا، ملاقات کر کے بڑی مسرت ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور آپ دین ومسلک کی خدمت کرتے رہیں۔

عربی کتاب کی جو کاپیاں عنایت کی تھیں وہ اسلام آباد کی جامعات کتب خانوں اور مدارس عربیہ کے لیے دے دی گئیں۔ چند کاپیاں ساتھ لایا ہوں۔ مزید ضرورت ہے اگر عنایت فرمائیں تو ممنون ہوں گا۔

الجنات الثمانیہ کے لیے عرض کیا تھا کہ ''باقیات جہان امام ربانی میں'' شامل کر دی جائے تو مناسب ہے۔ باقیات زیر تدوین ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جہان امام ربانی کی بقیہ جلدیں ارسال کر دی جائیں گی۔ جلد بندی میں تاخیر سے یہ کوتاہی ہو رہی ہے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں حضرت والد صاحب مدظلہ العالی۔ برادران گرامی سلمھم اللہ اور محترم مفتی علیم الدین صاحب زید لطفہ کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: حضرت نور المشائخ کابلی کے پوتے حضرت امین آغا مجددی کو اس پتے پر عربی کتاب بھیجدیں۔

F 11/1 گلی نمبر ۹ مکان نمبر ۱۱۳ اسلام آباد موبائل نمبر ۹۵۰۸۱۲۴۔۰۳۰۰

۲۲ مئی ۲۰۰۷ء

محبی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ نظر نواز ہوا یاد آوری اور مخلصانہ دعاؤں کا ممنون ہوں۔ روح المعانی کا عکس بھی مل گیا۔ شکریہ۔

مجاہد رفیق صاحب اگر جامعات اور لائبریریوں کے خطوط پیش کریں تو عنایت فرمادیں۔ کتاب کی کوئی قیمت نہیں، کم از کم طالب کی طلب تو ہو۔ فقیر کو ابھی تک کتابیں نہیں ملیں، ادارے میں رکھنا مناسب نہ ہوگا۔ ہر کوئی امیدوار ہو جائے گا۔ فقیر کو ضرورت ہوگی منگوالے گا۔ الحمدللہ غریب خانے میں مہمان آتے رہتے ہیں۔ پوری دنیا میں کتابیں پہنچ جاتی ہیں۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ شام اور مراکش بھیج دی گئیں۔ ریاض میں فقیر کے کرم فرما سید عابد حسین شاہ صاحب ہیں جو اس کتاب کے اصل محرک ہیں ان کو بھی ایک نسخہ ارسال فرمائیں۔ پتہ لکھوں گا۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۰۸۹۹ ریاض ۱۱۳۱۱۔

مفتی مکرم صاحب کلکتہ گئے ہوئے تھے انہوں نے اطلاع دی کہ دھلی میں کتابیں مل گئیں۔ بہت بہت شکریہ ادا کر رہے تھے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والد ماجد مدظلہ کو سلام کہہ دیں۔ برادران گرامی اور محترم مفتی صاحب کو بہت بہت سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۲۸ مئی ۲۰۰۷ء

مجی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابھی ابھی عربی کتاب کے دس نسخے موصول ہوئے، نوازش وکرم کا ممنون ہوں۔ الجنات الثمانیہ کا مبیضہ جب تیار ہوجائے ارسال فرمائیں۔ باقیات جہان امام ربانی جلد دوم میں شامل کردیا جائے گا۔

کوئی ایسی منقبت آپ کے علم میں ہو جو جہان امام ربانی میں شامل نہ ہوئی ہو تو ارسال فرمادیں۔

ایک جلد آپ کے جدامجد کے نام معنون کرنے کا ارادہ ہے اس کے لیے آپ کے خاص امتیازات تحریر فرمادیں تو ممنون ہوں گا۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت جدامجد مدظلہ العالی اور والد ماجد دام لطفہ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ برادران سلمھم الرحمٰن کو سلام

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۲ جون ۲۰۰۷ء

برادر ذی وقار زید مجد کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس سے قبل عریضہ ارسال کیا ہے۔ مل گیا ہوگا۔ مرسلہ کا پیاں تقسیم کر دی گئیں۔ دو ڈیرہ اسماعیل خان کے سنی مدرسوں میں بھیجیں، ایک کینیا بھیجی، ایک دوبئی، ایک مانٹریال (کینڈا) ایک دارلعلوم نعیمیہ مجددیہ، ایک دارالعلوم نعیمیہ، ایک دارالعلوم کراچی، ایک دارلعلوم بنوری ٹاون ایک شیخ زید سنٹر (کراچی یونیورسٹی) اس طرح دس کا پیاں تقسیم ہو گئیں۔

الحمد للہ غریب خانے پر مہمان آتے رہتے ہیں اور کتابیں دنیا کے مختلف گوشوں میں پہنچ جاتی ہیں۔ فقیر کی عادت طلب وسوال کی نہیں۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت جد امجد وحضرت والد ماجد مدظلھما حضرت مفتی صاحب اور برادران گرامی کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۸ِ جون ۲۰۰۷ء

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ نظر نواز ہوا۔ امتیازات کے لیے ممنون ہوں ان شاء اللہ انتساب کمپوز کرا کے ارسال کروں گا۔

الجنات الثمانیہ کی خوش خبری نے محظوظ کیا۔ مولائے کریم آپ کو دارین میں خوب خوب نوازے۔ آمین۔

علامہ رضوان احمد خان صاحب ماریشش جا رہے تھے۔ ملاقات کے لیے آئے تھے پھر فقیر نے عربی کتاب کا اپنا نسخہ ماریشش کے لیے ان کو پیش کر دیا۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد صاحب مدظلہ العالی برادران زید مجدھم، مفتی صاحب دام عنایتھم کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۵ر جولائی ۲۰۰۷ء

گرامی مرتبت زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔ الحمدللہ عربی کتاب ویب سائٹ میں پوری لوڈ ہوگئی۔ احباب اور برادران طریقت کو بتا دیں تا کہ وہ استفادہ کرسکیں۔ حال ہی میں ایک جلد بون یونیورسٹی جرمنی کے لیے، ایک جلد نقشبندی فاؤنڈیشن، امریکہ کے لیے دی گئیں تین جلدیں مدینہ یونیورسٹی اور علماء ومشائخ کے لیے دی گئیں۔ ایک جامعہ امام مالک، دوبئ کے لیے مزید دی گئی۔ ۲ جلدیں جامعہ ازہر قاھرہ کے لیے دی گئیں اور ایک جلد دمشق میں ایک عالم کے لیے دی گئی۔ اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ کتابیں پھیل رہی ہیں

امید ہے کہ الجنات الثمانیہ آخری مراحل میں ہوگی۔ خیال آیا اگر اس کی کمپوزنگ جہان امام ربانی کی کمپوزنگ کے سائز میں ہوجائے تو بہت ہی اچھا ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ (آپ خود بھی ملاحظہ کرلیں)

۱۔ سائز طول ۷ انچ عرض ۱۵ انچ

۲۔ سطریں فی صفحہ ۲۳

۳۔ پوائنٹ اردو ۱۶ (عربی کا فقیر کو اندازہ نہیں)

اس سائز میں ہوجائے تو پھر سی۔ ڈی بھیج دیں۔ یہاں بٹر نکلوالیا جائے گا۔ صفحہ کا ڈیزائن یہاں بنا ہوا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں صرف کمپوزنگ سائز کے اندر ہو۔

الحمدللہ باقیات امام ربانی کی دو جلدیں تیاری کے مرحلے میں ہیں۔ ممکن ہے کہ تین ہوجائیں۔ آپ دعا کرتے رہیں۔

پیر علاؤالدین صدیقی صاحب کا پنڈی سے فون آیا تھا وہ اپنی ویب سائٹ کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سراپا اور تعلیمات چاہتے ہیں تا کہ اپنی ویب سائٹ میں ڈال دیں۔ آپ اپنے رسائل سیرت مجدد الف ثانی اور مجددی انقلاب وغیرہ ان کو ارسال فرمائیں۔ فقیر کو پتہ نہیں معلوم۔ فون نمبر بھی نہیں معلوم۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد مدظلہ العالی۔ برادران گرامی اور مفتی صاحب قبلہ کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد



۱۹ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

۴ر اگست ۲۰۰۷ء

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مرسلہ ۱۵ نسخے موصول ہوئے۔ نوازش وکرم کا ممنون ہوں۔ دھلی سے مفتی محمد مکرم احمد زید مجدہٗ کا خط آیا ہے۔ موصوف نے آپ کو دو خطوط ارسال کیے ہیں، نہ معلوم ملے یا نہیں۔ انہوں نے شکریہ کے ساتھ ساتھ مزید نسخوں کی خواہش کا بھی اظہار کیا ہے۔ ممکن ہو تو بھیج دیں۔

الجنات الثمانیہ کی ترسیل کی خبر باعث مسرت ہے۔ ترجمہ کی خبر نے تو بہت ہی مسرور کیا۔ یہ ترجمہ ضرور ارسال فرمائیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اور استاد محترم کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کی تفسیر مظہر القرآن دو جلدوں میں عنقریب لاہور سے چھپنے والی ہے۔ آپ کے لیے اور استاد محترم کے لیے بھیج دوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فقیر نے آپ کے عم محترم صاحب زادہ محمد زاہد صدیقی زید مجدہٗ کو دو خطوط لکھے مگر جواب نہیں آیا۔ کیا وہ جواب نہیں لکھتے۔ اگر نہیں لکھتے تو آئندہ خط نہ لکھا جائے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضرت والد ماجد مدظلہ العالی، برادران گرامی اور استاد محترم کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۳ِ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تحائف انیقہ نظر نواز ہوئے۔ کرم فرمائی کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ کتاب اذان و اقامت اور نماز جنازہ کے بارے میں احادیث شریفہ شامل کرلیں تو افادیت بڑھ جائے گی۔

محترمی مفتی محمد علیم الدین نقشبندی زید لطفہٗ نے خاموشی کے ساتھ بڑا اہم کام کیا۔ جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ دلی مسرت ہوئی۔ آپ نے حالات میں تمام باتوں کا احاطہ کرلیا ہے۔ جزاکم اللہ فقیر کی طرف سے آپ اور حضرت مفتی صاحب دلی مبارکباد قبول کریں۔

مدینہ منورہ سے فون آیا تھا وہاں ایک دو بدعقیدہ عرب جوان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف علماء عرب نے جو فتوے دیے تھے اس پر کام کر رہے ہیں، فقیر کے دوست شیخ محمد عارف ضیائی نے عربی کتاب کے دو تین نسخے منگوائے تھے تا کہ ان عرب جوانوں کو دیئے جائیں اور ان کی غلط فہمی دور کی جائے ورنہ ان کا کام ایک فتنے کو دعوت دے گا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔

حضرت علامہ شرف صاحب علیہ الرحمۃ کی مفارقت سوہان روح ہے، وہ یادگار سلف اور افتخار خلف تھے مولائے کریم ان کی مغفرت فرما کر درجات عالیہ عطا فرمائے آمین۔

فقیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں، حضرت والد ماجد مدظلہ العالی برادران زید مجدھم اور مفتی صاحب زید عنایتہٗ کی خدمت میں رمضان المبارک کی تھنیت اور سلام مسنون پیش کردیں۔

فقط والسلام احقر محمد مسعود احمد

۱۶؍رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

۲۹ ستمبر ۲۰۰۷ء

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ اور الشیخ احمد السرھندی اور الجنات الثمانیہ کے نسخے موصول ہوئے۔ نوازش وکرم کا ممنون ہوں۔ چند نسخ مدینہ منورہ بھجوادیے گئے۔ محترم مفتی صاحب دام عنایتہٗ کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا تھا۔ جواب کا انتظار ہے۔ ان کو سلام کہہ دیں۔ فقیر کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فقیر بھی آپ کے لیے دعا گو ہے۔ ضعف کی وجہ سے یہ خط محبی محمد مقصود حسین نوشاہی اویسی سے لکھوا رہا ہوں۔ معذرت خواہ ہوں۔ حضرت والد ماجد مدظلہٗ اور برادران زید مجدھم کی خدمت میں سلام عرض کردیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۳۱ اکتوبر ۲۰۰۷ء

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ نظر نواز ہوا اس کے بعد سی۔ڈی بھی مل گئی۔تہہ دل سے ممنون ہوں۔یہ پڑھ کر اطمینان ہوا کہ تفسیر مظہر القرآن کے سیٹ مل گئے۔محترم مفتی صاحب سے فرمائیں کہ اگر طبیعت حاضر ہو تو تفسیر پر اپنے تاثرات قلم بند کر کے بھیج دیں ان کا مکتوب گرامی بھی مل گیا۔ ممنون ہوں۔

خزائن النبوت کی خبر پڑھ کر مسرت ہوئی۔خدا کرے یہ اہم کام بھی آپ کے ہاتھوں مکمل ہو جائے۔آمین

فقیر ۱۴ر نومبر کو بہاول پور ملتان، لاہور جا رہا ہے دسمبر تک واپسی ہو گی۔ان شاء اللہ تعالیٰ

دعاؤں میں یاد رکھیں۔قبلہ والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام پیش کر دیں برادران گرامی اور مفتی صاحب کو سلام کہہ دیں احقر زادہ سلام عرض کرتا ہے۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۱/اپریل ۲۰۰۸ء

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے غیر معمولی مصروفیت اور علالت کی وجہ سے بروقت شکریہ ادا نہ کر سکا اور آپ کو فون کرنا پڑا معذرت خواہ ہوں۔ کرم فرمائی کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

باقیات جہان امام ربانی جلد بندی کے مرحلے میں ہے۔ ان شاء اللہ تیار ہوتے ہی بھیجی جائے گی۔ چند نسخے تیار ہوئے تھے وہ لاہور، کراچی، دہلی کی کانفرنسوں میں تقسیم کر دیے گئے۔

آپ دعاء کرتے رہیں حضرت جدامجد دامت برکاتہم العالیہ، والد ماجد مدظلہ کی خدمت میں سلام کہہ دیں

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

۱۴ اپریل ۲۰۰۸ء

اخی الکریم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقیر کے پاس الشیخ احمد السرہندی اور الجنات الثمانیہ (عربی) ختم ہونے والی ہیں۔ اگر عنایت فرمائیں تو ممنون ہوں گا۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والد ماجد مدظلہ کی خدمت میں سلام پیش کر دیں برادران اور حضرت مفتی صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد